

# تبیغِ دُوسا

قتلِ بیکھرام اور ستوسال

حنیف محمود



کل چلی تھی جو لیکھو پہ تیغ دُعا  
آج بھی اذن ہوگا تو چل جائیگی

صرف اہدی اجاب کے لیے

# تِیغِ دُعا

قتل لیکھرام اور سو سال  
<sup>100</sup>

مصنف

حنیف احمد محمود

# انتساب

میں اپنی اس علمی اور تاریخی کاوش کو اس عاشق رسول کے نام منسوب کرتا ہوں جس نے ڈنگے کی چوٹ پر اعلان کیا:

”میں برداشت کر سکتا ہوں کہ میرے بچے میرے سامنے ذبح کر دیئے جائیں میرے عزیز ترین لوگ عزیز ترین اقرباء اور پیارے میری آنکھوں کے سامنے ہلاک کر دیئے جائیں مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے خلاف گستاخی میں برداشت نہیں کر سکتا۔“

حضرت امام جماعت احمدیہ نے اس عاشق رسول سے اپنے عشق کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے:

”آج اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام مسیح موعود کے لئے میرے دل میں محبت کا جذبہ پیدا کیا ہے اور یہی میری ہمیشہ سے دعائیں رہی ہیں کہ جس طرح آپ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں اور آپ پر جھوٹے الزام لگانے والوں کے مقابل پر اپنی چھاتی آگے کی تھی اے خدا مجھے بھی توفیق بخش کہ میں مسیح موعود کے آگے اپنی چھاتی کر دوں جو تیر برسیں یہاں برسیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ان کی گزند نہ پہنچے۔“

جذبہ عشق کی ہم نوائی میں ہم میں سے ہر احمدی اسی جذبہ عشق کے ساتھ اپنی چھاتی اپنے مقدس و پیارے امام کے آگے کرنے کے لئے ہر دم تیار ہے۔



میں اس موقع پر اپنی مشفق و مہربان بزرگ والدہ محترمہ مریم صدیقہ صاحبہ مرحومہ کو نہیں بھول سکتا جن کی تربیت اور دعاؤں کے طفیل مجھے خدمت سلسلہ کی توفیق مل رہی ہے۔ اس کتاب کے آغاز پر خاکسار نے اپنی پیاری ماں سے دعا کی درخواست کی تھی۔ مگر ماں اس عرصہ میں اللہ کو پیاری ہو گئیں اور اپنی شب و روز کی دعائیں ہاں لمحہ بہ لمحہ کی دعائیں میرے لئے پیچھے چھوڑ گئیں۔

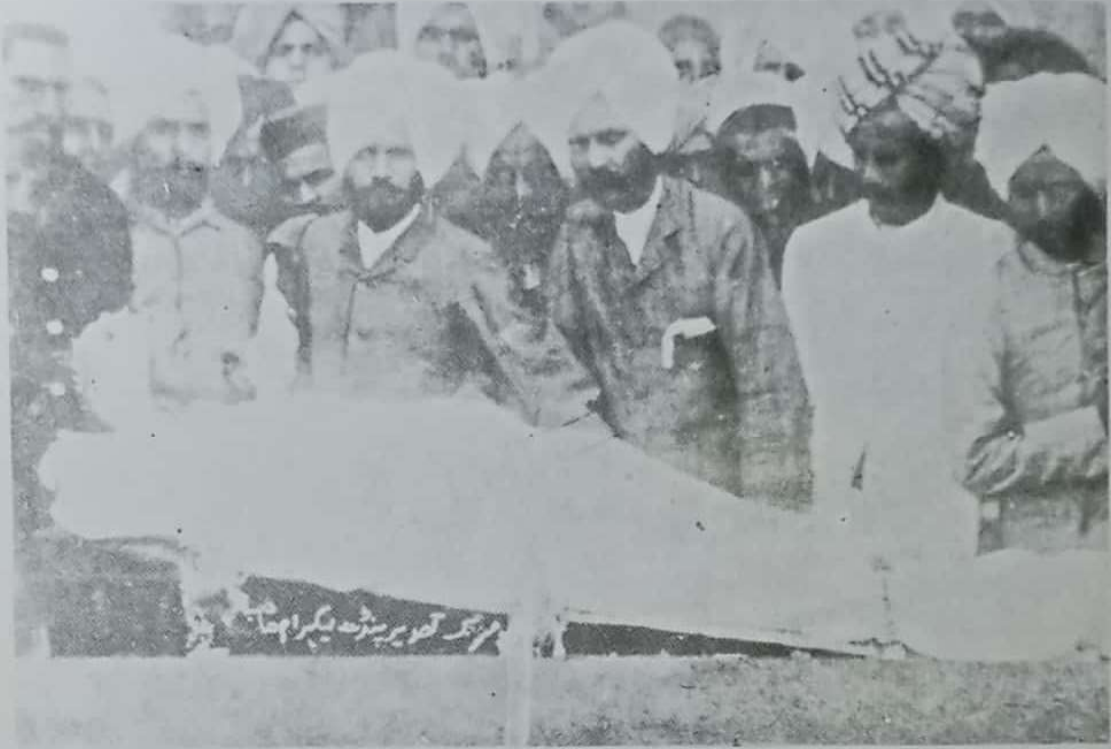
جو خدا کا ہے اسے لکارنا اچھا نہیں  
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے رو بہ زار و نزار

کوئی پا جائے گا عزت

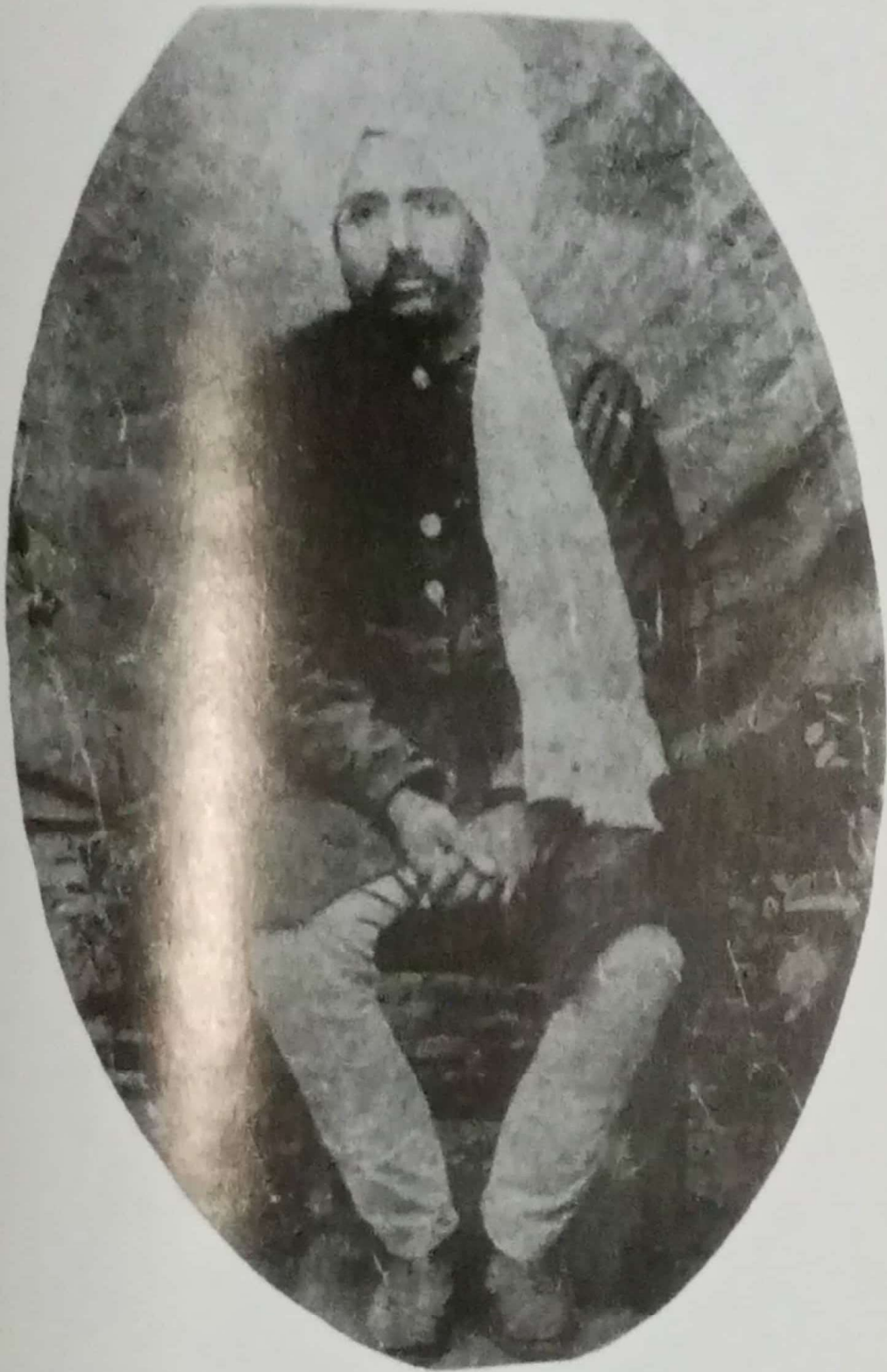


سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی صاحب موعود و مہدی محمود

کوئی رسوا ہوگا



پنڈت لکھ رام کی نعش



پنڈت لکھ رام پشاوری

۵

یہ لیکھ رام کے قتل کا سال ہے اور لیکھ رام  
کے متعلق خدا تعالیٰ کی چھری چلنے کا سال ہے۔ آج  
ایک لیکھ رام نہیں۔ سینکڑوں، ہزاروں لیکھ رام  
پیدا ہو چکے ہیں۔۔۔۔۔ خدا کی تقدیر حرکت میں آئی  
ہے اور آسمان ضرور کچھ نشان ظاہر کر دے گا۔ پس  
آئیے ہم سب دعاؤں میں شامل ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ  
اپنے فضل کے ساتھ اس نشان کو جو اس نے ظاہر  
کرنا ہے ہماری دعاؤں کے ساتھ بھی ملا دے اور  
اس کا ثواب ہمیں بھی عطا ہو۔

(حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ عالمگیر)



قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت  
اس بے نشان کی چہرہ نمائی یہی تو ہے  
جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور  
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے





پیش گوئی کا جب انجام ہویدا ہوگا  
قدرت حق کا عجب ایک تماشا ہوگا

جھوٹ اور سچ میں جو ہے فرق وہ پیدا ہوگا  
کوئی پا جائے گا عزت کوئی رسوا ہوگا

(درشین)



عجب نوریست در جان محمد  
عجب لعلیست در کان محمد  
الا اے دشمن نادان و بے راہ  
بترس از تیغ بران محمد  
الا اے منکر از شان محمد  
ہم از نور نمایان محمد  
کرامت گرچہ بے نام و نشان است  
پیا بنگر ز غلمان محمد



لیکھو کی بد زبانی کا رد ہوئی تھی اس پر  
اپنے کئے کا ثمرہ لیکھو نے کیسا پایا  
نبیوں کی ہتک کرنا اور گالیاں بھی دینا  
جس کی دعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر  
پھر بھی نہیں سمجھتے حق و خطا یہی ہے  
آخر خدا کے گھر میں بد کی سزا یہی ہے  
کتوں سا کھولنا مومنہ تخم فنا یہی ہے  
ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے  
اچھا نہیں ستانا پاکوں کا دل دکھانا  
گستاخ ہوتے جانا، اس کی جزا یہی ہے



# مسلمانوں کی نصرت کا وعدہ قرآن مجید سے

i- انالمنصر رسنا والذین امنوا فی الحیوة الدنیا و یوم یقوم  
الشہاد (المومن آیت ۵۲)

ترجمہ - ہم اپنے رسولوں کی اور ان پر ایمان لانے والوں کی اس دنیا میں  
ضرور مدد کریں گے۔ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

ii- کتب اللہ لنا غلبنا وانا ورسلی (المجادلہ آیت ۲۲)

ترجمہ - اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر چھوڑا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب  
آئیں گے۔

iii- انان حزب اللہ ہم المفلحون (المجادلہ آیت ۲۳)

ترجمہ - سن لو اللہ کا گروہ ہی کامیاب ہوا کرتا ہے۔

## آریوں کی نصرت کا وعدہ وید سے

”اے انسانو! تمہارے آیدھ یعنی توپ بندوق وغیرہ آتش گیر اسلحہ اور تیر  
کمان تلوار وغیرہ ہتھیار میری عنایت سے مضبوط اور فتح نصیب ہوں۔ بدکردار دشمنوں  
کی شکست اور تمہاری فتح ہو۔ تم مضبوط، طاقتور اور کار نمایاں کرنے والے ہو۔ تم  
دشمنوں کی فوج کو ہزیمت دے کر انہیں روگردان و پسا کرو۔ تمہاری فوج جزار و کار  
گزار اور نامی گرامی ہوتا کہ تمہاری عالمگیر حکومت روئے زمین پر قائم ہو۔ اور تمہارا  
حریف ناہنجار شکست یاب ہو اور نیچا دیکھے۔ مگر میری یہ آشریباد انہی لوگوں کے لئے  
ہے جو نیک اعمال اور نیکو خصال ہیں نہ ان کے لئے جو عوام یعنی رعیت کے لوگوں پر  
ظلم و ستم کرنے والے ہیں۔ میں بدکردار ظالموں کو کبھی آشریباد نہیں دیتا۔“

(رگویدادھیائے ۳ منتر ۲ بھومکا صفحہ ۱۴۳)

# مندرجات

باب اول	لیکھ رام کاجیون چرتر (سوانح عمری)
باب دوم	پیشگوئی کا محرک
باب سوم	لیکھ رام اور مسیح موعود میں خط و کتابت
باب چہارم	پنڈت لیکھ رام قادیان میں
باب پنجم	خدائے رحمان کی وحی بابت مصلح موعود اور لیکھ رام کی یا وہ گوئی
باب ششم	پیشگوئی بابت لیکھ رام
باب ہفتم	لیکھ رام کا قتل (واقعات قتل)
باب ہشتم	حرف بحرف
باب نہم	مصدقین
باب دہم	مماثلتیں
باب یازدہم	منظومات
	باقیات

# تفصیل مندرجات

صفحہ	تفصیل عناوین
۱۳	تفصیل مندرجات
۲۳	باعث تحریر
۳۳	ارشاد مسیح پاک
۳۵	ارشاد مسیح زمان
۳۷	ارشاد حضرت مرزا طاہر احمد (فرمودہ خطبہ ۱۰ جنوری ۱۹۹۷ء)
۴۵	ارشاد حضرت مرزا طاہر احمد (فرمودہ خطبہ ۱۸ اپریل ۱۹۹۷ء)
۴۹	۱- باب اول - لیکھ رام کا جیون چرتر
۵۰	حلیہ
۵۰	جوانی اور ملازمت

۵۲	مذہب پرستی اور علم دوستی
۵۲	مطالعہ کتب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی
۵۲	سوامی دیانند سے ملاقات
۵۳	رسالہ ”دھرم اپدیش“ کا اجراء
۵۳	ملازمت سے سبکدوشی اور دھرم پر چار
۵۳	آریہ مسافر
۵۴	شادی سے انکار
۵۵	عادات و خصائل
۵۷	کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا
۵۹	اپنوں میں آؤ بھگت
۶۰	معتقدین کی طرف سے القابات
۶۲	لیکھ رام کا پشوری کہلانا
۶۴	لیکھ رام اور لیکھو
۶۵	تصنیفات
۷۰	قتل

## باب دوم - پیش گوئی کا محرک

۷۲	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غیرت رسول
۷۹	لیکھ رام کے سلام کرنے کا واقعہ
۸۲	انشاء علی اللہ

۸۵ باب سوم - لیکھ رام اور مسیح موعود میں خط و کتابت

۸۶ غیر مذاہب کے مشاہیر کو اشتہار

۸۹ اشتہار کا اثر

۹۰ پنڈت اندر من مراد آبادی کا مقابلہ سے فرار

۹۰ پادری سوفٹ کی بیان سازی

۹۱ لیکھ رام کا مقابلہ پر آنا - پہلا خط

۹۳ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جوابی خط

۹۶ لیکھ رام کی طرف سے دو سرا خط

۹۹ حضرت مرزا صاحب کا جواب

۱۰۳ لیکھ رام کا تیسرا خط

۱۰۷ لیکھ رام کو تیسرے خط کا جواب

۱۱۱ پنڈت لیکھ رام کا چوتھا خط

۱۱۵ لیکھ رام کے چوتھے خط کا جواب

۱۱۶ لیکھ رام کا پانچواں خط اور اس کا جواب

۱۱۷ باب چہارم - پنڈت لیکھ رام قادیان میں

۱۱۹ معاہدہ

۱۲۳ ایک وضاحت

۱۲۵ سرخ چھینٹوں والا کشف

باب پنجم - خدائے رحمان کی وحی بابت  
مصلح موعود اور لیکھ رام کی یا وہ گوئی

۱۲۷

۱۲۷

نظر اپنی اپنی مقام اپنا اپنا

۱۲۹

پیش گوئی مصلح موعود

۱۳۲

پنڈت لیکھ رام کی پیش گوئیاں

۱۳۷

تقابلی موازنہ مابین پیش گوئی لیکھ رام و مسیح موعود

۱۴۱

تقابلی موازنہ مابین اولاد مسیح موعود و لیکھ رام

۱۴۶

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسل

۱۴۷

ایک اور دلچسپ موازنہ

۱۴۸

روحانی اولاد اور ترقی

۱۵۰

اعتراف حقیقت

۱۵۳

قادیانیوں کی رفتار کار

۱۵۷

باب ششم - پیش گوئی بابت لیکھ رام

۱۵۷

پیش گوئی کا خلاصہ اور تیس روشن نشانات

۱۵۹

ہیسگوئی کا ذکر حدیث میں

۱۶۲

لیکھ رام نے خود نشان طلب کیا

۱۶۵

لیکھ رام پشاور کی نسبت ایک ہیسگوئی

۱۶۷

عذاب کا وقت

۱۶۸	پنڈت لیکھ رام کا اوویلا
۱۶۹	عید سے ملحقہ دن
۱۷۰	ہیبت ناک عذاب
۱۷۱	لیکھ رام قتل ہوگا
۱۷۳	قتل کی یقینی پیشگوئی اور غیروں کا اعتراف
۱۷۵	لیکھ رام کا قاتل نہیں ملے گا
۱۷۷	قمری تجلی کی پیشگوئی
۱۷۷	لیکھ رام کا قتل اور طاعون کی وباء
۱۷۸	قتل سے ایک ماہ قبل واضح انکشاف
۱۸۰	پیشگوئی اور لیکھ رام کی عمر
۱۸۱	پیشگوئی کی غرض و غایت
۱۸۲	ایک آسمانی فیصلہ
۱۸۳	لیکھ رام کی طرف سے پیشگوئی کی تشبیر
۱۸۴	سر سید احمد خان کو دعوت
۱۸۵	پیشگوئی کا خلاصہ مسیح موعود کی زبانی
۱۸۹	<b>باب ہفتم - لیکھ رام کا قتل</b>
۱۹۲	واقعہ قتل کی تفصیلات (اعتراف حقیقت)
۱۹۲	اعتراف از آریہ سماج
۱۹۶	پنڈت دیو پرکاش کا بیان

۱۹۸

بابو گھانسی رام کا اعلان حق

۱۹۹

مہاشہ سنت رام آشفٹہ کا بیان

۲۰۰

پنڈت مدن گوپال ساتن دھرم کا اعتراف

۲۰۱

واقعات قتل لیکھ رام از منشی فضل حسین مہاجر

۲۱۳

یعنی شہادت

۲۱۵

ہندی اخبارات کا اوویلا

۲۱۵

ہندوؤں کی شورش اور اخبارات کا طوفان بد تمیزی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قتل کی اطلاع

۲۱۸

اور اہم اقدامات (پہلا اشتہار)

۲۲۰

قتل کے بعد دو سرا اشتہار ۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء

۲۲۲

قتل کے بعد تیسرا اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۹۷ء

۲۲۳

قتل کی دھمکیاں اور غیرت کا اظہار

۲۲۶

الزام قتل

۲۳۲

الزام قتل عائد کرنے والوں کو ایک مشورہ

۲۳۳

گنگا بٹن کی قسم کھانے کو آمادگی

۲۳۴

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جواب

۲۳۶

گنگا بٹن کا عذر

۲۳۶

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مدعا

۲۳۶

گنگا بٹن کی طرف سے ایک اور شرط

۲۳۷

جھوٹے کو گھر تک پہنچانا

۲۳۹

گنگا بٹن کا فرار

۲۴۱	تلاش
۲۴۵	قاتل کی گرفتاری کے لئے مزید کوششیں
۲۴۸	لیکھ رام کے چچا کا خط
۲۵۰	مولوی محمد حسین بالوی کا رویہ
۲۵۳	مولوی محمد حسین کو دعوت قسم
۲۵۷	باب ہشتم - حرف بحرف
۲۵۷	لیکھ رام اور چھ کا عدد
۲۵۹	وہشرفی رہی و قال ببشرا
۲۶۱	متعرف نیوم العید والعید اقرب
۲۶۰	عجل جسدہ خوار لہ نصب و عذاب
۲۶۲	خیر الماکرین کے الفاظ پورے ہونا
	”یہ سب خدا کا فعل تھا“
۲۷۷	باب نہم مصدقین
۲۹۷	باب دہم - مماثلتیں
۲۹۷	خسر و پرویز کے ساتھ
۲۹۹	لیکھ رام اور آتھم کے انجام میں فرق

- ۳۰۱ ابو جہل اور لیکھ رام  
 ۳۰۲ فرعون کے ساتھ مماثلت  
 ۳۰۵ دو سرا شخص  
 ۳۰۷ مشابہت مابین لیکھ رام اور سوامی شردہانند  
 ۳۱۲ کل چلی تھی جو لیکھوپہ تیغ دعا۔ آج بھی اذن ہو گا تو چل جائے گی

### ۳۱۹ باب یازدہم۔ منظومات

- ۳۲۰ کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام  
 ۳۲۲ مرد حق کی دعا۔ کلام حضرت مرزا طاہر احمد  
 ۳۲۳ اس کا منہ مانگا نشان ہے۔ کلام مولوی محمد علی آف قادیان  
 ۳۲۶ چھ مارچ۔ کلام رحمت اللہ شاکر سابق ایڈیٹر الفضل  
 ۳۲۶ پیشگوئی لیکھ رام  
 ۳۲۷ یوم العجیل کلام حسن رہتاسی  
 ۳۲۸ رباعی  
 ۳۲۹ نشان لیکھ رام کلام مولوی محمد یعقوب طاہر  
 ۳۳۰ ہاتھ شیروں پر نہ ڈال کلام مولوی محمد یعقوب طاہر  
 ۳۳۰ ہاتھ شیروں پر ڈال کلام مولوی عبد اللہ خان اختر  
 ۳۳۱ اب بھلا چیخنے چلانے سے بنا کیا ہے کلام ڈاکٹر منظور احمد منظور  
 ۳۳۲ کسی کو فتح کسی کو خدا کی مار آئے کلام سید عبد القادر شاہ  
 ۳۳۳ ماتم پڑا تھا گھر گھر کلام قاسم علی احمدی

۳۳۴

ماموریت اور نشان نمائی کا دعویٰ کلام جناب عبدالمنان ناہید

۳۳۴

قتل لیکھ رام و عشق محمد کلام جناب محمد ثاقب زیروی

۳۳۹

باقیات۔ (اخبار ”عام“ کے تراشے)

۳۵۰

تفصیل واقعات قتل

۳۵۸

ماتم پڑا تھا گھر گھر

۳۶۴

یہ قتل مرزا صاحب کی پیش گوئی کا نتیجہ ہے

۳۶۷

نشان دہی پر انعام

۳۶۸

قتل اور ریزولیوشن

۳۷۱

کرنال میں جلسہ

۳۷۱

واقعہ قتل اور طاعون

۳۷۳

عکس

کتابیات

فہرست کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۳۷۹

جن میں واقعہ قتل لیکھ رام کا ذکر ہے۔

فہرست اشتہارات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۳۸۰

جن میں واقعہ لیکھ رام کا ذکر ہے۔

# باعث تحریر

جماعت احمدیہ عالمگیر جو اپنا ایک صدی کا سفر مکمل کر چکی ہے اپنی تاریخ کے اہم موڑ سے گزر رہی ہے۔ ان سو سالوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والے انعامات، افضال اور تائیدات کی روشنی میں سو سال پورے ہونے پر شکرانے کے طور پر جشن منا رہی ہے۔

آج سے ٹھیک سو سال قبل ۱۸۹۷ء میں جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کی صداقت کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے ایک قمری تجلی کا نشان ظاہر ہوا جو مذہب اسلام کے حق میں اور ہندو دھرم کے باطل ہونے کا واضح اور دو ٹوک فیصلہ تھا۔ تاریخ نے اس بات کو محفوظ کر لیا ہے کہ یہ نشان مارچ کے مہینے کی چھ تاریخ کو پنجاب کے دار الخلافہ لاہور میں ظاہر ہوا تھا۔

یہ وہ دن تھا جب اسلام کے فتح نصیب جرنیل حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معمود علیہ السلام کی ایک زبردست اور دل ہلا دینے والی پیشگوئی نہایت صفائی سے پوری ہوئی۔ یہ وہ دن تھا جبکہ آریہ سماج کا ایک پہلوان شدید معاند اسلام پنڈت لیکھ رام خدائی تلوار سے ہیبت ناک طریق سے قتل ہو کر عبرت کا دائمی نشان بنا کر رکھ دیا گیا۔۔۔۔۔۔ گویا کہ دو پہلوانوں میں کشتی کا دن تھا۔ جس میں اسلامی پہلوان جناب حضرت مرزا غلام احمد آسمانی حکم سے فاتح اور غالب قرار پائے اور ویدک دھرم کا نوجوان پہلوان لیکھ رام آریہ مفتوح اور مغضوب ہو کر رہ گیا۔

سچ پوچھو تو یہ دن تاریخ عالم میں یوم الفرقان کی حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ

لیکھ رام کی موت فرد واحد کی موت نہ تھی بلکہ ویدک دھرم کی موت تھی۔ یہ مقابلہ دو  
 شخصوں کے درمیان نہ تھا بلکہ اسلام اور ہندو دھرم یعنی حق و باطل کے درمیان لڑی  
 جانے والی ایک جنگ تھی۔ جس کا فیصلہ اس روز ہوا جبکہ پنڈت لیکھ رام کی صرف  
 ار تھی ہی نہیں اٹھائی گئی بلکہ اس دن تو آریہ سماج کا جنازہ نکل گیا۔ اس روز آریہ  
 سماجیوں کے گھروں میں واویلا تھا، ایک شور مچا تھا۔ جو بند ہوتا دکھائی نہ دیتا تھا۔  
 اس حقیقت کا اعتراف مشہور آریہ سماجی پنڈت در شانند جی سرسوتی نے

ٹریکٹ نمبر ۲۳ بنام ”انیسویں صدی کا سچا بلید ان“ کے صفحہ ۸ پر یوں کیا ہے:

”آریہ کن! اب آپ سوچئے کیا یہ چھری پنڈت لیکھ رام کے پیٹ میں لگی  
 ہے؟ نہیں نہیں یہ چھری آریہ دھرم پر چلی ہے..... اگر اس سے نقصان  
 ہے تو تمہارے دھرم کا اور اگر صدمہ پہنچا ہے تو ویدک دھرم کو یا ان  
 لوگوں کو جن کو وہ اسلام کے پنجے سے نکال کر ویدک دھرم پر لاتا۔“

۶ مارچ کے دن کو اللہ تعالیٰ نے الہام میں ہمارے لئے خوشی اور عید کا دن

قرار دیا ہے اور عید کا لفظ عود سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں ایسی خوشی جو بار بار آئے۔  
 اس لحاظ سے ہمارا فرض ہے کہ ہم زندہ خدا کے اس زندہ نشان کو ہمیشہ ہمیش  
 کے لئے قائم رکھیں۔ اس دن کو زندہ رکھیں اور شکر ان کے طور پر منائیں۔ ہمارے  
 دل خدا کے شکر کے جذبات سے لبریز ہوں کہ خدا کی بات پوری ہوئی اور خدا تعالیٰ  
 نے ایک ایسا جلالی نشان ظاہر فرمایا جس سے ہمارے یقین اور ایمان کو استحکام ملا۔ اور  
 یوں یہ یادگار دن ہر سال لوگوں کے ازدیاد ایمان کا باعث بنتا رہے گا۔

آج سو سال بعد اس نشان کے لئے ایک بڑی عید منانے کا وقت ہے۔ میری  
 یہ تصنیف اس نشان کی یاد کو تازہ کرنے اور اس کی تمام تفصیلات کو محفوظ کرنے کی ایک  
 حقیر کوشش ہے۔

میں اپنے محترم قارئین کو یہ بھی بتاتا چلوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ

فقہرہ کہ ”یہ واقعہ دنیا کو کبھی نہیں بھولے گا“ اور حضرت امام جماعت احمدیہ جناب مرزا طاہر احمد صاحب کے دو خطبات فرمودہ ۱۰ جنوری اور ۱۸ اپریل ۱۹۹۷ء میری اس کتاب کے اصل محرک ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس واقعہ کے رونما ہونے کے بعد ایک اشتہار میں نہایت پر شوکت الفاظ میں یہ اعلان بطور پیشگوئی فرمایا تھا:

”اسلام کے مذہب اور ہندوؤں کے مذہب کا خدا تعالیٰ کی درگاہ میں سترہ برس سے ایک مقدمہ دائر تھا۔ سو آخر ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کے اجلاس میں اس اعلیٰ عدالت نے مسلمانوں کے حق میں ایسی ڈگری دی جس کا نہ کوئی اپیل اور نہ مرافعہ۔ اب یہ واقعہ دنیا کو کبھی نہیں بھولے گا۔ آریہ صاحبوں کو چاہیے کہ اب گورنمنٹ کو ناحق تکلیف نہ دیں۔ مقدمہ صفائی سے فیصلہ پاچکا.... اگر چاہیں تو قبول کریں کہ شدھ ہونے کا طریق صرف اسلام ہے۔ جس میں داخل ہو کر انسان قادر خدا کے ساتھ باتیں کرنے لگتا ہے۔ زندہ خدا کا مزہ اسی دن آتا ہے اور اسی دن اس کا پتہ لگتا ہے۔ جب انسان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہوتا ہے۔ اس خدا کے سوا باقی سب بے ہودہ قصے ہیں کہ لوگوں کی غلطیوں سے قوموں میں رواج پا گئے ہیں..... اسلام کا سچا اور قادر خدا ہمیشہ اپنے زندہ نشان دکھاتا ہے۔ اس خدا کا تابع ہرگز یہ نہیں کہتا کہ میرے خدا کی قدر تیں آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہیں۔ سو زندہ خدا پر ایمان لاؤ۔ جس کی پر زور طاقتیں اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہو۔ اسی خدا کا دامن پکڑو کہ جو ایسے عجائبات تم میں ظاہر کر رہا ہے۔“ (۱)

ان پر شوکت اور جلالی الفاظ میں دراصل یہ پیشگوئی ہے کہ آئندہ بھی جو

خدا تعالیٰ کے فرستادوں پر زبان طعن دراز کرے گا تو ایسا شخص خدا کی تلوار کو ہمیشہ بے نیام پائے گا۔ اور ایسے افراد خدا کی گرفت میں بار بار آتے رہیں گے اور اس واقعہ کی یاد دلاتے رہیں گے۔ غالباً کشف میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو دو سرا شخص دکھلایا گیا جس کی ہلاکت کے لئے شہادہٴ غلاظ ملائکہ مقرر ہوئے اور تقدیر نے وہ نام مسیح پاک کو بھلا دیا۔ اس میں یہی اشارہ تھا کہ آئندہ زمانہ میں کئی افراد ایسی حرکات کر کے دوسرے شخص کے زمرے میں آئیں گے اور لیکھ رام کی طرح ہلاک ہوں گے۔

ہم نے لیکھو کے قتل کا نظارہ پہلے دل کی آنکھ سے دیکھا اور پھر جب خدا کے ایک اور پیارے کو ستایا گیا تو ہم نے ”کل یوم هو فی شان“ خدا کی باتوں کو ایک بار پھر پورا ہوتے ہوئے دیکھا۔ ہم نے ”دو گھڑی“ صبر کرنے کا درس دینے والے پیارے کی درد بھری آہوں کو ایک دفعہ پھر ”آہ میرزا“ کے لبادے میں فریاد لے کر فلک پر جاتے ہوئے دیکھا اور اس آہ کو پھر ”تیغ براں“ بننے کا اذن دیا گیا اور وقت کے ظالم اور بد زبان اور بد باطن شخص کو وہ نظارہ دکھلائی کہ ۹۲ سال پہلے کا نظارہ ہماری آنکھوں کے سامنے آ گیا اور اس تقدیر کو پورا ہوتے ہوئے ہم نے اپنی زندگی میں ہی دیکھ لیا کہ جس کو آگ نے فضاؤں میں ہی جلا کر راکھ کر دیا۔

کل چلی تھی جو لیکھو پہ تیغ دعا  
آج بھی اذن ہوگا تو چل جائے گی

اب بھی بے شمار ایسے لیکھ رامی مزاج رکھنے والے ملاں موجود ہیں جن کی زبانیں لیکھ رام کو بھی مات کر رہی ہیں۔ ان کے پمفلٹ اور اشتہارات میں جھوٹ اور افترا اور تمسخر اور استہزاء پر مبنی نہایت دل آزار مواد شائع کیا جاتا ہے۔ کبھی کبھی تو تعجب ہوتا ہے کہ خود کو امت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنے والے اخلاق سے اس قدر گری ہوئی حرکات بھی کر سکتے ہیں۔ لیکن پھر حضرت رسول

مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہی اس مسئلہ کا حل پیش کرتا ہے کہ اگرچہ یہ مسینہ علماء اس متمم مکارم اخلاق کی طرف منسوب ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ”علماء امتی“ (میری امت کے علماء) کی بجائے ”علماء ہم“ (ان کے علماء) کے الفاظ میں یاد فرماتے ہیں اور یوں اپنا تعلق ان سے توڑ کر اپنے سے الگ قرار دیتے ہیں۔ کنز العمال میں درج ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”تکون فی امتی فذعتہ فیصیر الناس الی علمانہم فاذاہم قردۃ وخنزیر“ کہ میری امت پر ایک زمانہ اضطراب و انتشار کا آئے گا اس وقت لوگ اپنے علماء کے پاس جائیں گے تو وہ انہیں بندروں اور سوروں کی طرح پائیں گے۔

اس جگہ بندر اور خنازیر کے الفاظ ان علماء سوء کے اخلاق و کردار کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اس دور کے لیکھ رانی صفت ملاؤں کا یہ حال ہے کہ۔

رکتے نہیں ہیں ظالم گالی سے ایک دم بھی	ان کا تو شغل و پیشہ صبح و مسایہی ہے
فطرت کے ہیں درندے، مردار ہیں نہ زندے	ہر دم زباں کے گندے قر خدا یہی ہے
شرم و حیا نہیں ہے آنکھوں میں ان کے ہرگز	وہ بڑھ چکے ہیں حد سے اب انتہا یہی ہے

یہ کیفیت ان تمام معاند احمدیت، شریر، مفسد فتنہ پرداز ملاؤں کی ہے جو ضد و تعصب کے ساتھ جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہوئے احمدیت کے خلاف نہایت اشتعال انگیز پراپیگنڈہ کرتے اور اپنے اشتہاروں اور رسالوں اور اخباروں میں بنسی اور ٹھٹھا کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف گندی اور ناپاک زبان استعمال کرتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت شریف النفس ہے اور ان مولویوں کے اس بیہودہ طرز عمل سے نالباں ہے اور ان کی ادنیٰ حرکات کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے ورنہ ان علماء سوء کی بھڑکائی ہوئی آگ میں نہ معلوم کتنے ہی لوگ جل

چکے ہوتے۔ آج امت مسلمہ کی بہبود کے لئے لازم ہے کہ اسے پیر تمہ پاملان سے نجات ملے جو ہمیشہ آگ ہی اگلتا ہے اور جس سے ملت اسلامیہ کو ہمیشہ نقصان ہی پہنچا ہے اور کبھی کوئی خیر حاصل نہیں ہوئی۔

ہمارے پیارے امام حضرت مرزا طاہر احمد اپنے حالیہ خطبہ میں اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اب ہمارا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس کامل غلام سے عشق کا تقاضا ہے کہ اب تو سینکڑوں ہزاروں لیکھ رام ہیں جو دن رات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق گند بکتے اور گستاخیاں کرتے ہیں۔“ (۱)

ان حالات میں ہم پھر خدا تعالیٰ سے ملتی ہیں کہ اے خدا! ہمارے دل ان زخموں سے چھلنی ہو چکے ہیں۔ آ اور خود ان سے نپٹ۔ ہمارے زخموں کی تو خود مرہم بن۔ اور یہ واقعہ ہم کبھی نہ بھولیں۔

ہم نے ہے جس کو مانا قادر ہے وہ تو انا  
اس نے ہے کچھ دکھانا اس سے رجائی ہے

میری اس تحریر کا ایک مقصد اپنے نوجوانوں کو اس حقیقت سے آشنا کرانا بھی ہے کہ پیشگوئی پنڈت لیکھ رام اور پیشگوئی مصلح موعود کا آپس میں بڑا گہرا اور اٹوٹ تعلق ہے۔ جوں جوں اللہ تعالیٰ مامور زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک موعود بیٹے کی خبر دے رہا تھا اور پیشگوئی کی توثیق کر رہا تھا توں پنڈت لیکھ رام بے باکی اور شوخی میں بڑھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذریت کے خاتمہ کی پیشگوئی کر رہا تھا۔ اس ناطہ سے یہ واقعہ صرف ایک پیشگوئی نہیں بلکہ بہت سے نشانوں کا مجموعہ ہے۔

(۱) مہر جمہ فرمودہ ۱۱۸ اپریل ۱۹۹۷

ایک لیکھ رام کے قتل کی خبر کے ساتھ اللہ تعالیٰ ایک مبشر بیٹے مصلح موعود کے پیدا ہونے کی خبر دیتا ہے تو آج کئی لیکھ رامی مزاج رکھنے والوں کے خاتمہ کے ساتھ جماعت احمدیہ میں ہزاروں لاکھوں وہ افراد پیدا ہونے ہیں جو مصلح موعود کی صفات کو اپنے کردار اور اعمال میں اجاگر کریں۔ اس حوالہ سے بھی اپنی نسلوں کی تربیت کی طرف توجہ دینی ہوگی۔ اور ہزاروں لاکھوں لیکھراموں کے مقابل پر ہزاروں لاکھوں مصلح موعود بنانے ہوں گے۔

یہی وہ عظیم پیغام ہے جو ہمارے پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ نے مصلح موعود کی پیشگوئی کے سو سال مکمل ہونے پر احباب جماعت کو دیا۔ ان ہردو پیشگوئیوں کے حقیقی قدر دان بننے کے لئے آج اس پیغام کو سمجھنا اور آگے دوسروں کو سمجھانا ضروری ہے۔

میں یہاں پیارے امام کی ہی زبان مبارک سے نکلے ہوئے اس پیغام کو انہی کے مبارک الفاظ میں درج کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔  
آپ فرماتے ہیں:

”آج دنیا کا کونہ کونہ مصلح موعود کا تقاضا کر رہا ہے۔ ارب ہا ارب کی یہ دنیا ہے۔ اس میں اگر تمام احمدی بھی مصلح موعود کی صفات سے مرصع ہوں تب بھی ہم یہ نہیں سمجھ سکتے کہ اس دنیا کی ضرورت کے لحاظ سے بہت زیادہ مصلح موعود اکٹھے ہو گئے ہیں۔ اس وجہ سے کہ اصلاح کی بھی کوئی حد نہیں ہوا کرتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس دنیا کی اصلاح کے لئے بکثرت احمدیوں کی ضرورت ہے جو مصلح موعود کی صفات سے آراستہ ہوں جو ان تمام ہتھیاروں سے لیس ہوں جو مصلح موعود کو عطا کئے گئے تھے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود کو خدا نے یہ مضمون ایک رویا کے ذریعے سمجھایا جب آپ کو تیز رفتاری کے ساتھ دوڑتا ہوا دکھایا گیا تو اکیلے دوڑتا ہوا نہیں دکھایا گیا بلکہ

بتایا گیا کہ ایک جماعت تیرے پیچھے اسی تیز رفتاری کے ساتھ دوڑ رہی ہے مگر وہ جماعت پیچھے رہتی چلی جا رہی ہے اور فاصلے دونوں کے درمیان بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ یہاں تک کہ مصلح موعود ایسی تیز رفتاری کے ساتھ اس موعود مقام تک پہنچتے ہیں کہ وہ ساتھی جو پیچھے بھاگ رہے تھے وہ بہت پیچھے رہ جاتے ہیں۔

اس پیشگوئی میں جہاں مصلح موعود کے لئے خوشخبری بھی تھی وہاں ایک انذار کا پہلو بھی ہے اور جہاں انذار کا پہلو بھی ہے وہاں توجہ اور امید کا پہلو بھی ہے۔ یہ بتایا گیا ہے کہ جماعتی دوڑ تو ہمیشہ جاری رہے گی۔ تم مصلح موعود کے تصور کے پیچھے ہمیشہ دوڑتے رہو اور اپنی رفتار کو تیز کر دو اور فیصلہ کرو اور خدا سے یہ دعا کرو کہ وہ تمہاری رفتار کو اتنا تیز کر دے کہ تم بھی اس مقام کو پا لو جس کی طرف مصلح موعود آگے بڑھ گئے ہیں۔

پس جب میں کہتا ہوں کہ آج لکھو کھہا مصلح موعود کی ضرورت ہے تو میں فرضی یا جذباتی باتیں نہیں کہہ رہا الہامات اور رویا پر مبنی حقائق منکشف کر رہا ہوں۔ آپ میں سے ہر ایک کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت ان صفات کی طرف آگے بڑھنا ہے جن صفات کا ذکر پیشگوئی مصلح موعود میں موجود ہے۔

پس جب میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ مصلح موعود بنیں اور آپ کے بڑے بھی مصلح موعود بنیں اور چھوٹے بھی مصلح موعود بنیں۔ آپ کے مرد بھی مصلح موعود بنیں اور آپ کی عورتیں بھی مصلح موعود بنیں تو میں ہرگز یہ نہیں کہتا کہ بلند مراتب کی تمنا کریں بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ ان صفات کی اپنے رب سے بھیک مانگیں جو صفات آج کے زمانہ کے انسان کے احیانوں کے لئے ضروری ہیں..... ان صفات کے حصول کے بغیر آج

دنیا کی اصلاح ممکن نہیں۔

اس پہلو سے آپ مصلح موعود بننے کی کوشش کریں اور پھر جتنی جتنی خدا تعالیٰ توفیق عطا فرماتا چلا جائے اتنا زیادہ خدا کے حضور جھکتے چلے جائیں۔“ (۱)

آخر میں قارئین سے التماس ہے کہ انہیں یہ مضمون پڑھتے وقت صبر و تحمل سے کام لینا ہوگا۔ کیونکہ اصل پیشگوئی تک پہنچنے کے لئے اسکے پس منظر کو جاننا ضروری ہے جس کے لئے پہلے پانچ باب مختلف عناوین کے ساتھ مخصوص کئے گئے ہیں۔ جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور لیکھ رام کے درمیان گفت و شنید کا لمبا سلسلہ خط و کتابت کی شکل میں موجود ہے۔ تیسرے باب میں جو خط و کتابت درج کی گئی ہے وہ ہندوؤں کی کتاب کلیات آریہ مسافر سے لی گئی ہے۔ غیر سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خطوط میں رد و بدل بعید از امکان نہیں تاہم ان بیان کردہ خطوط کے حرف حرف سے صداقت ٹپکتی ہے۔

حنیف احمد محمود

۶ مارچ ۱۹۹۷ء

(۱) خطاب حضور انور ۲۳ فروری ۱۹۸۶ء بمقام لندن بر موقع صد سالہ تقریبات پیشگوئی مصلح موعود از ماہنامہ

خالد فروری ۱۹۹۱ء

# ارشاد مسیح پاک

”یہ پیشگوئی ایک بڑے مقصد کے ظاہر کرنے کے لئے کی گئی تھی۔ یعنی اس بات کا ثبوت دینے کے لئے کہ آریہ مذہب بالکل باطل اور وید خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے پاک رسول اور برگزیدہ نبی اور اسلام خدا تعالیٰ کی طرف سے سچا مذہب ہے۔ اور یہی بار بار لکھا گیا تھا۔ اور اسی مقصد کے پورا کرنے کے لئے دعائیں کی گئی تھیں۔ سو اس پیشگوئی کو نری ایک پیشگوئی خیال نہیں کرنا چاہیے بلکہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک آسمانی فیصلہ ہے۔ کچھ مدت سے ہندوؤں میں تیزی بڑھ گئی تھی۔ خاص کر کہ یہ لیکھ رام تو گویا اس بات پر اعتقاد نہیں رکھتا تھا کہ خدا بھی ہے۔ سو خدا نے ان لوگوں کو چمکتا ہوا نمونہ دکھلایا۔ چاہیے کہ ہریک شخص اس سے عبرت پکڑے۔ جو شخص خدا کے مقدس نبیوں کی اہانت میں زبان کھولتا ہے کبھی اس کا انجام اچھا نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔۔ آریوں کو اس پیشگوئی کے وقت بذریعہ چھپے ہوئے اشتہاروں کے اطلاع دی گئی تھی کہ اگر تمہارا دین سچا ہے اور اسلام باطل تو اس کی یہی نشانی ہے کہ اس پیشگوئی کے اثر سے اپنے

۲۴  
دیکھ لیکھ رام کو بچالو۔ اور جہاں تک ممکن ہے اس کے لئے دعائیں کرو اور دعاؤں کے لئے مہلت بہت تھی۔ لیکن خدا کے قہری ارادہ کو وہ لوگ بدل نہ سکے۔ یقیناً سمجھنا چاہیے کہ جو چھری لیکھ رام پر چلائی گئی یہ وہی چھری تھی جو وہ کئی برس تک ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی میں چلاتا رہا۔ پس وہی زبان کی تیزی چھری کی شکل میں متعادل ہو کر اس کے پیٹ میں گھس گئی جب تک آسمان پر چھری نہ چلے زمین پر ہرگز چل نہیں سکتی۔ لوگ سمجھتے ہوں گے کہ یہ لیکھ رام اب مارا گیا لیکن میں تو اس وقت سے مقتول سمجھتا تھا جب میرے پاس ایک فرشتہ خونی شکل میں آیا اور اس نے پوچھا کہ ”لیکھ رام کہاں ہے؟“ (۱)

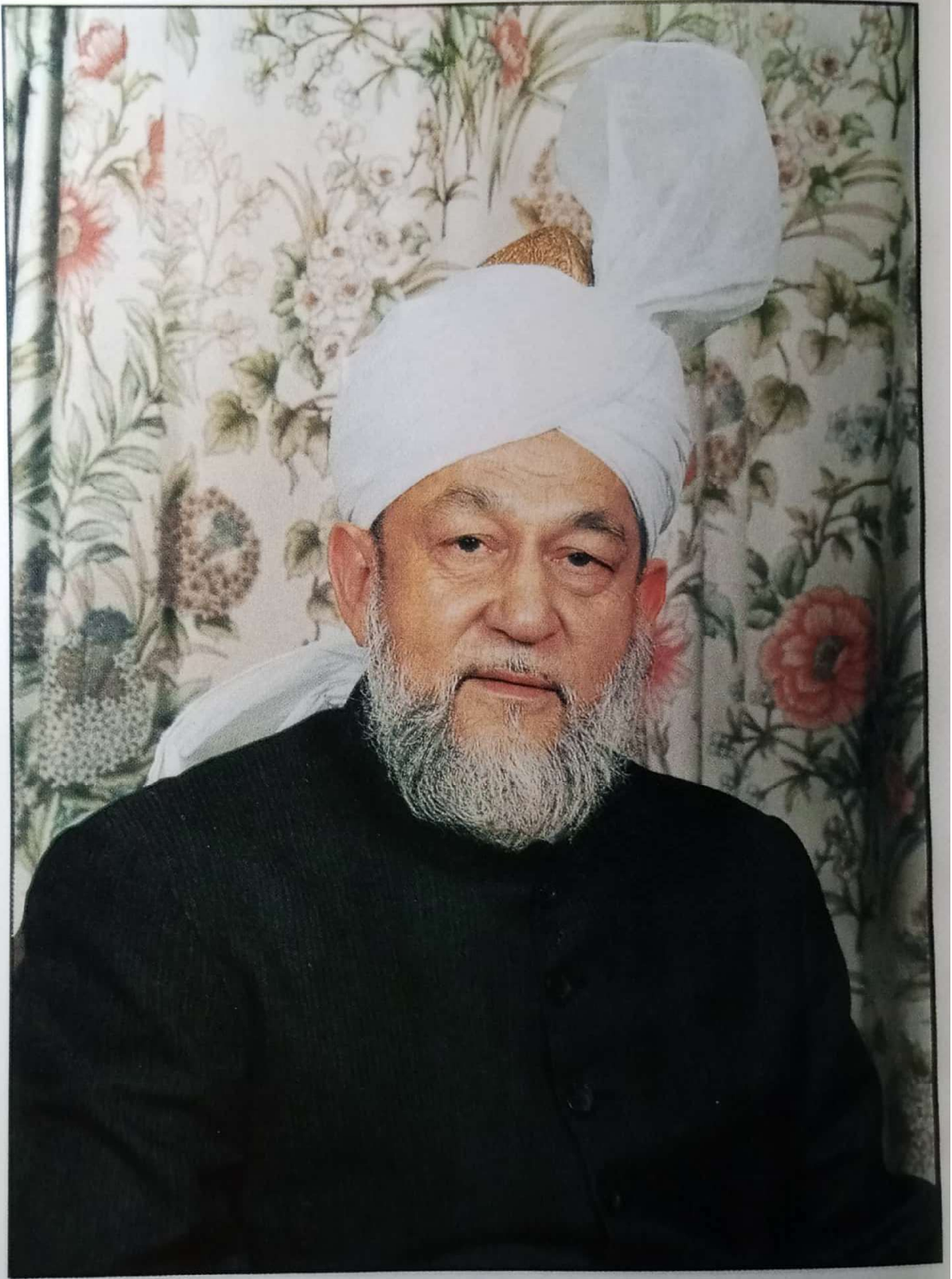


(۱) سراج منیر از روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۲-۱۳

# ارشاد مسیح زماں

”مگر باوجود ان سب باتوں کے فتح کا جھنڈا ہمارے ہاتھ میں رہا۔ وہ معاہدہ جو لیکھ رام کے ساتھ مذہبی آزمائش کے لئے بذریعہ آسمانی نشان کے کیا گیا تھا اس کی رو سے ہمارے مولا کریم نے ہندوؤں پر ہماری ڈگری کر کے بڑی صفائی سے ہمیں فتح دی اور جیسا کہ پہلے سے براہین احمدیہ میں یہ الہام تھا کہ اگر خدا ایسا نہ کرتا یعنی چمکدار نشان نہ دکھاتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا۔ ایسا ہی خدا نے اپنے تمام ارادوں کو پورا کیا۔ لیکھ رام کیا مرا تمام آریوں کو مار گیا۔ اسلام کا بول بالا ہوا۔ اور ہندو خاک میں مل گئے۔ بڑی عزت کے ساتھ میدان ہمارے ہاتھ رہا۔ اور ثابت ہو گیا کہ خدا وہی خدا ہے جو اسلام کا خدا اور قرآن کا نازل کرنے والا ہے۔ اب اس کے ساتھ اگر ہمیں گالیاں دی گئیں۔ اگر ہمیں قتل کرنے کے لئے ڈرایا گیا۔ اگر ہمارے گھر کی تلاشی کرائی تو اس خوشی کے مقابل یہ تمام غم کچھ چیز نہیں ہیں بلکہ اس فتنہ سے ایک اور پیش گوئی پوری ہوئی اور لیکھ رام کے مرنے سے دشمن کا منہ کالا تو ہو چکا تھا مگر ہمارے گھر کی تلاشی نے اور بھی ان کے مکروں پر خاک ڈال دی اور جھوٹا ناک بڑی صفائی سے کاٹا گیا۔“ (۱)

(۱) استثناء از روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۳۸-۱۳۹



سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ عالمگیر



سال کو غیر معمولی اہمیت دے رہی ہیں۔۔۔۔۔ اور آسمان سے جو تقدیر بھی ظاہر  
فرمائے گا احمدیت کے غلبے اور نصرت کی تقدیر ہوگی اور جو وہ تقدیر ظاہر فرمائے گا  
احمدیوں کے دشمنوں کی ذلت و نکبت اور ہلاکت کی تقدیر ہوگی۔ پس ہم نے جو کام کرنا  
ہے وہ دعائیں ہیں اور خدا تعالیٰ نے جو کام کرنا ہے وہ یہ ہے کہ میرے بندوں سے کہہ  
دے کہ جب بھی وہ مجھے پکارتے ہیں فانی قربت تو میں ان کے قریب ہوں تو اللہ تعالیٰ  
کی قربت کا نشان بنائیں اور حقیقت میں لیکھ رام کے نشان کا تعلق بھی قرب  
الہی کے ساتھ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کو یہ سمجھا رہے تھے کہ تو خدا  
سے دور ہے اور میں قریب ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں تیری  
گستاخی مجھے کسی قیمت پر برداشت نہیں آپ نے ایسے ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں کہ  
انسان لرز اٹھتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں یہ برداشت کر سکتا ہوں کہ میرے بچے میرے  
سامنے ذبح کر دیئے جائیں میرے عزیز ترین لوگ، عزیز ترین اقربا اور پیارے میری  
آنکھوں کے سامنے ہلاک کر دیئے جائیں مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے  
خلاف گستاخی میں برداشت نہیں کر سکتا اور آج اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کے غلام کے لئے میرے دل میں محبت کا جذبہ پیدا کیا ہے۔ یعنی حضرت مسیح  
موعود علیہ السلام کے لئے اور یہی میری ہمیشہ سے دعائیں رہی ہیں جس طرح آپ نے  
حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں اور آپ پر جھوٹے الزام  
لگانے والوں کے مقابل پر اپنی چھاتی آگے کی تھی اے خدا مجھے بھی توفیق بخش کہ میں مسیح  
موعود کے آگے جو محمد رسول اللہ کے غلام ہیں اپنی چھاتی کر دوں جو تیرے برسیں یہاں  
برسیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ان کی گزند نہ پہنچے۔ پس اس جذبہ کے ساتھ  
میں یہ تحریک کر رہا ہوں اور جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا ہے دراصل یہ قربت کے نشان کی  
بات ہے اگر ہم اللہ کے قریب ہیں تو وہ اپنا وعدہ ہمارے حق میں ضرور پورا کرے گا۔  
اگر یہ مخالف اللہ سے دور ہیں تو خدا تعالیٰ ان کو ضرور لعنت کا نشانہ بنائے گا۔ یہ ایسا

یقین ہے جو یقین کے آخری مقام تک پہنچا ہوا ہے۔ حق الیقین سے میں یہ بات کہہ رہا ہوں۔

اب میں لیکھ رام کے متعلق جو اس نے گستاخانہ رویہ اختیار کیا اور وہ سلسلہ شروع ہوا مختصر یاد کرا دیتا ہوں۔ چونکہ اب ایک لیکھ رام نہیں۔ اب تو سینکڑوں لیکھراموں سے ہمارا واسطہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو بذریعہ اشتہار لیکھ رام کو اطلاع دی کہ قضا و قدر کے متعلق جناب الہی سے مجھے اطلاع ملی ہے کہ تمہاری بد زبانی جو ہے وہ پکڑی جائے گی۔ اس لئے اب اگر تم اجازت دیتے ہو تو میں وہ پیشگوئی شائع کروا دیتا ہوں لیکن اگر تم اس پیشگوئی کے ظہور سے ڈرتے ہو تو پھر اس سے کسی کو مطلع نہیں کیا جائے گا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اگر وہ اس پیشگوئی کے ظہور سے ڈرتے ہیں تو پھر کسی کو مطلع نہیں کیا جائے۔ اگر ڈرتے نہیں بے باک ہیں تو پھر میں سب کو مطلع کروں گا۔ اس پر پنڈت لیکھ رام نے نہایت بے باکی سے ایک اشتہار کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ایک جوابی پیشگوئی کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو لیکھ رام کے متعلق پیشگوئی شائع کی وہ ۱۸۸۶ء میں نہیں بلکہ ۱۸۹۳ء میں کی ہے۔ ۱۸۸۶ء میں اس کو مطلع کیا۔ اس کو نصیحت کی کہ تم اس بد زبانی سے باز آ جاؤ۔ ورنہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارا بہت برا انجام دکھایا ہے لیکن جب وہ باز نہیں آیا تو پہلی پیشگوئی جو لیکھ رام کے متعلق عذاب کی اور نکیر کی پیشگوئی تھی وہ ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء کو شائع کی گئی ہے۔ اس میں چھ سال کے اندر اس پر عذاب نازل ہونے کی خبر تھی۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۹۳ء ہی کو اشتہار شائع فرمایا جس میں اس روایا کا ذکر کرتے ہیں جس میں وہ شخص آپ کو دکھایا گیا جس کے خنجر سے لیکھ رام نے ہلاک ہونا ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۹۳ء میں برکات الدعا میں سرسید کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم دعا کے منکر ہو میں دعا کا قائل ہوں تم میرے پاس آؤ اور دعا کا نتیجہ دیکھ لو۔ فرماتے ہیں۔ آمیری

اس دعا کا نتیجہ دیکھ لے۔ جس کے متعلق خدا نے مجھے بتایا ہے کہ وہ قبول ہو گئی ہے۔ یعنی لیکھ رام کے متعلق دعا۔ پس سرسید کو مخاطب کرتے ہوئے بھی لیکھ رام کے متعلق آپ نے اس دعا کا ذکر فرمایا۔ پھر اپنی کتاب کرامات الصادقین میں فرمایا جو ۱۸۹۳ء میں شائع ہوئی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی ہے کہ تو ایک یوم عید دیکھے گا اور وہ دن عید کے دن سے بالکل ملا ہوا ہو گا۔

اس لئے میں صرف مختصراً یہ آپ کو بتاتا ہوں کہ لیکھ رام بھی مقابل پر مسلسل بد زبانی کرتا رہا اور آپ کی پیشگوئیوں کا مذاق اڑاتے ہوئے جوانی پیشگوئیاں کرتا رہا۔ ۱۸۸۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ صرف لیکھ رام کے مقابل پر اللہ تعالیٰ سے الہام پا کر اس کی ہلاکت کی خبر دی بلکہ اپنے مبارک اور مصلح بیٹے کی پیدائش کی خوشخبری بھی دی اور یہ مقابلہ اس طرح شروع ہو کر ایک معین صورت اختیار کر گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بیٹے کے متعلق پیشگوئیاں کیں کہ وہ بڑی شہرت اور برکت والا ہو گا۔ غیر معمولی ذہین ہو گا۔ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قرآن کی خدمت میں عظیم کام کرے گا۔ یہ ساری تفصیل لیکھ رام نے پیش نظر رکھتے ہوئے جو ابا خدا تعالیٰ کی طرف ایک جھوٹا الہام یا جھوٹے الہامات منسوب کرتے ہوئے ایک پیشگوئی شائع کی اور یہ جوانی پیشگوئی ہے۔ (۱)

تقابلی موازنہ پیش کرتے ہوئے فرمایا۔

اس قسم کے بد تمیز اور بد خلق اور بے حیاد شمن تھے۔ مجھے تو حیرت ہوتی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صبر پر۔ کس طرح ان لوگوں کے ساتھ اکیلے ہو کر مقابلہ کیا ہے اور ہر بات کا جواب دیا ہے۔ آج تو دفاتر کے دفاتر ہیں اور دنیا میں

(۱) یہاں حضور نے دونوں کی پیشگوئیوں کا تقابلی موازنہ اپنی تصنیف سوانح فضل عمر کے حوالہ سے پیش فرمایا جو ہماری کتاب کے باب پنجم کا حصہ ہے۔

ہزار ہا احمدی دن رات میری تائید میں خدمت کرنے پر مامور ہوئے بیٹھے ہیں اور میں حیرت سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعلیٰ مقام کو دیکھتا ہوں کہ کس طرح تن تنہا آپ نے مشکلات کو عبور کرتے ہوئے اسلام کی خدمت کے سفر کو انجام تک پہنچایا۔ ناقابل یقین شخص تھا وہ۔ انسان کا تصور اس بات کی اہلیت نہیں رکھتا کہ اس بلندی تک دیکھ سکے۔ جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں سے حاصل کیا ہے۔ پس اندازہ کرو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام اور رتبے کا کہ وہ کتنا بلند تھا جس کی خاک سے مسیح موعود کا خمیر گوندھا گیا اس کا اپنا وجود کتنا عظیم الشان ہو گا تو میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جدوجہد اور قربانیاں اور مسلسل انتھک محنت اور پھر ایسے ایسے بدتمیزوں سے برابر کا مقابلہ کرتے چلے جانا دیکھتا ہوں تو حیرانگی ہوتی ہے۔ آج کل یہ لوگ بولتے ہیں تو میرا دل ہی نہیں چاہتا کہ ان کو منہ لگاؤں۔ ان کا نام لینا بھی طبیعت پر دو بھر ہے کراہت محسوس ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دل پر بڑے جبر کئے ہیں۔

چھ سال کی مدت میں ہلاکت کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا۔

”غرض یہ کہ اس بکو اس میں بڑھتے بڑھتے آخر اس نے یہ پیسگوئی کی کہ:

آپ کہتے ہیں کہ چھ سال میں میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ میری یہ پیسگوئی ہے جو میرے خدا نے مجھے بتائی ہے کہ:-

”تین سال میں تیرا اور تیری ذریت کا نشان قادیان سے مٹا دیا جائے گا۔

لوگ پوچھیں گے تو قادیان والوں کو خبر نہ ہوگی کہ کون یہاں آیا تھا اور کون چلا گیا۔“

پس اس رنگ میں یہ پیسگوئی اپنے منطقی نقطہ عروج کو پہنچی ہے۔ اس سے

سمجھ آتی ہے کہ کیوں اللہ تعالیٰ نے چھ سال کی مدت کا انتظار فرمایا۔ کیونکہ عین تین سال

تک اپنی آنکھوں سے حضرت مصلح موعود کو پلتا اور پھولتا پھلتا دیکھنا اس کے مقدر میں

لکھ دیا گیا کہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لے جو وہ کہتا تھا۔

اس نے یہاں تک کہا کہ جو پیدا ہو گا لو تھڑا ہو گا۔ اور وہ بھی چند دنوں کے اندر مر جائے گا اور فنا ہو جائے گا۔

یہ ساری باتیں لکھنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چھ سال کی ہلاکت کی پیشگوئی فرمائی جو ان معنوں میں بالکل بر محل تھی کہ ۱۸۹۳ء میں حضرت مصلح موعود (اللہ راضی ہو) ساڑھے تین یا چار سال کے ہو چکے تھے اور ۱۸۹۷ء میں آپ سات یا آٹھ سال کے ہو چکے تھے۔ تو سات آٹھ سال کے درمیان کا بچہ کھیلتا دوڑتا پھرتا ہوا، اس نے اس قادیان میں دیکھا اور سنا۔ جس کے متعلق وہ کہتا تھا کہ تین سال کے اندر اندر تیرا اور تیری ذریت کا نام و نشان مٹا دیا جائے گا۔ اور پھر جب وہ پیشگوئی پوری ہوئی ہے تو اس کی تفصیل یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں۔ آپ سب لوگ خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ عین عید کے ساتھ متصل دن کو ایک ایسا لڑکا جس کو خود اس نے اپنے گھر بنا دی تھی اور وہ مسلمانوں میں سے آریہ بن کر اس کے گھر میں رہا اس کی چھری سے لیکھ رام اس طرح ہلاک کیا گیا جیسا کہ آپ نے رؤیا میں دیکھا تھا۔ اور اس کے منہ سے اس طرح پھڑے کی سی آواز نکلی جو ہسپتال کے ڈاکٹروں نے ریکارڈ کی اس طرح اس کے منہ سے آوازیں نکل رہی تھیں اور اس لڑکے کا نام و نشان نہیں ملا کہ وہ کہاں غائب ہو گیا۔ تین منزلہ گھر کی چھت پر سے چھلانگ لگا کر تو وہ دوسری طرف نہیں جاسکتا تھا جب اس کے خنجر گھونپنے پر لیکھ رام کی چیخ نکلی ہے تو بیوی دوڑی اور اس نے شور مچا دیا۔ نیچے سارا بازار آریوں کا بازار تھا اور وہ سارا بازار منتظر تھا کہ دیکھیں کیا ہوا۔ کچھ لوگ دوڑے فوراً سیڑھیوں کے اوپر دیکھنے کے لئے کہ کون ہے کس نے ظلم کیا مگر اس کا کوئی نشان نہ تھا۔ نہ دیوار کے دوسری طرف نہ دیوار کے اس طرف۔ یہ جب نشان پورا ہوا ہے تو عجیب ایک اور نشان اس کے ساتھ اس طرح ظاہر ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف اتنے بغض اور عناد کے باوجود کسی آریہ کو پرچہ لکھوانے کی بھی توفیق نہ ملی کہ یہ اس کا کارنامہ ہے یا اس کی سازش کے

نتیجہ میں ایسا ہوا ہے۔ بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ یہ تو ضرور مرزا صاحب نے آدمی بھیجا ہو گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے مدلل جواب دیئے۔ فرمایا اگر میں نے آدمی بھیجا ہوتا تو وہ غائب کہاں ہو گیا۔ اس کو پکڑتے دکھاتے۔ وہ کہاں ہے۔ کچھ تو پیش کرتے کہ وہ کون شخص ہے۔ اچانک اس کا نام و نشان مٹ جائے دنیا سے یعنی وجود کے طور پر پھر وہ نظر نہ آئے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ لیکن اس بغض و عناد کے باوجود کسی کو پرچہ لکھوانے کی توفیق ہی نہیں ملی اور جنہوں نے اس شک کا اظہار کیا ان کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک اشتہار شائع فرمایا یہ کہتے ہیں کہ ایسا میری سازش سے ہوا ہے تو میری طرف سے اعلان ہے کہ ان آریوں میں سے ایک بھی اگر ایسا شخص ہو جو خدا کی قسم کھا کر یہ کہے کہ مرزا صاحب کی سازش سے ایسا ہوا ہے وہ آدمی ان کا ہی بھیجا ہوا تھا اور ایک سال کے اندر اندر وہ عبرت کا نشان بن کر ہلاک نہ ہو تو مجھ سے وہی سلوک کیا جائے جو قاتل سے سلوک کیا جاتا ہے۔ اب اتنے بڑے ہندوستان میں اتنی طاقت والی ایک شاخ ہندوؤں کی جو آریہ سماج تھی مقابل پر ایک آدمی کا بھی آگے نہ آنا یہ ایک مزید ہیبت کا نشان ہے جو اس قوم کے اوپر طاری ہو گئی تھی۔ پس ہمارا خدا وہی ہے جو ہر لیکھ رام سے پٹنا جانتا ہے جس کے قہر کی چھری سے کسی لیکھ رام کا اندرون نہ بچ نہیں سکتا۔ پس میں آپ سب کو ان دعاؤں کی طرف متوجہ کرتا ہوں اور وہ اشتہار جو میں نے عالمگیر جماعت کی طرف سے ساری دنیا کے معاندین اور مکفرین اور مکذبین کو دیا تھا۔ یہ مباہلے کا کھلا چیلنج ہے یہ میرے ہاتھ میں ہے اس میں ہر اس الزام کا جواب ہے جو انہوں نے لگایا ہے۔ میں نے کہا ہم کہتے ہیں کہ لعنت اللہ علی الکاذبین تم بھی خدا کے نام پر قسم کھا کر یہ اعلان کرو کہ ہم سچے ہیں۔ یہی احمدیوں کا عقیدہ ہے تو پھر دیکھو اللہ تعالیٰ تم سے کیا سلوک کرتا ہے۔ اور ہم سے کیا سلوک کرتا ہے۔“ (۱)

(۱) خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ جنوری ۱۹۹۷ء از امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد کی طرف سے معاندین احمدیت کو فیصلہ کن چیلنج صفحہ ۲۳ تا ۲۴

# ارشاد حضرت امام جماعت احمدیہ

(فرمودہ خطبہ ۱۸ اپریل ۱۹۹۷ء)

آج کا جمعہ جو عید کے دن ہو رہا ہے آج سے سو سال پہلے ایک جمعہ کی یاد دلاتا ہے جو عید ہی کے دن ہوا تھا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لیکھ رام سے متعلق جو ۱۸۹۳ء میں پیشگوئی فرمائی تھی اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا وقت اس الہامی فقرے میں تھا متعرف یوم العید و العید اقرب۔ یہ واقعہ عید کے دن رونما ہو گا جبکہ عید اس کے قریب تر ہوگی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ دو عیدیں اکٹھی ہوں گی۔ ایک العید جو خاص عید ہوگی ایک کامل عید اور دوسری عید اس کے ساتھ جڑی ہوئی ”اقرب“ بالکل ساتھ ہی ہوگی۔ پس حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۹۳ء میں جو پیشگوئی فرمائی آج سے ۶ سال نہیں گزریں گے کہ لیکھ رام ایک خدا تعالیٰ کے قہری عذاب کا نشانہ بن کر ایک فرشتے کے ہاتھوں ذبح ہو گا یا قتل کیا جائے گا اور یہ بھی بتایا گیا کہ اس کے منہ سے ایسی آواز نکلے گی جیسے پھڑے کے منہ سے آواز نکلتی ہے۔ اس کی نشاندہی اتنی واضح فرمادی کہ وہ عید کا دن ایسا دن جو عید کے قریب تر ہے اور ۱۸۹۷ء میں وہ جمعہ آیا جو عید کا دن تھا اور ”العید“ بن گیا یعنی ایسا جمعہ اور ایسی عید جو دونوں اپنے اپنے مضمون کے لحاظ سے کامل ہو گئے اور دوسرے دن پھر وہ یوم العید ظہور پذیر ہوا۔ جس کے متعلق فرمایا تھا ”متعرف یوم العید“ جس کے ساتھ ”اقرب“ وہ ایک کامل عید کا دن ہو گا اور

ہفتے کے روز لیکھ رام کے پیٹ میں ایک ایسے نوجوان نے چھری گھونپی اور صرف گھونپی نہیں بلکہ اندر پھرایا جس سے اس کی انتڑیاں کٹ گئیں اور جو کچھ تھا وہ باہر آ گیا۔ جس کے متعلق کوئی سمجھ نہیں آسکی اور کچھ پتہ نہ چلا۔ باوجود انتہائی تحقیق کے کسی کو معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ کون تھا کہاں سے آیا اور کہاں چلا گیا۔ وہ ایک ایسے بازار میں تھا جو آریوں کا بازار تھا وہ تین منزلہ مکان تھا جس کے اوپر کی منزل پر لیکھ رام بیٹھا ہوا تھا اور نیچے کی منزل پر اس کی بیوی تھی اور وہ لڑکا جس نے اس کو قتل کیا ہے وہ کچھ عرصہ پہلے اس کے پاس آیا اور اس کے ساتھ بطور گویا کہ آریہ ہو چکا ہو اس طرح اس کے ساتھ رہنے لگا اور جب یہ ہفتے کا روز آیا عید کے بعد تو اس دن اس نے اس کے پیٹ میں جیسا کہ بیان کیا ہے چھری گھونپی اور پھر پھیری اندر اور اس کے منہ سے بہت زور سے چیخ نکلی۔ اس قدر درد ناک آواز تھی کہ اس کی بیوی دوڑ کر سیڑھیوں سے ہوتی ہوئی اوپر چڑھنے لگی جن سیڑھیوں سے اس نے نیچے اترنا تھا اور نیچے سب آریوں کا بازار تھا۔ اس کے واویلے اور شور سے سارے متوجہ ہو گئے اور پرلی طرف اترنے کے لئے کوئی سیڑھیاں نہیں تھیں۔ کوئی شخص بھی جو پرلی طرف چھلانگ لگاتا وہ یقیناً ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔

پس ایسی حالت میں جب بیوی اوپر پہنچی تو دیکھا کہ لیکھ رام تڑپ رہا ہے زخموں سے اور اس کی انتڑیاں اور پیٹ کے اندر کا جو کچھ بھی ہے وہ باہر آچکا ہے اور مارنے والے کا کوئی نشان نہیں۔ نیچے بازار میں جب شور ہوا لوگوں نے توجہ کی۔ جب پوچھا گیا ان سے تو انہوں نے کہا یہاں سے تو کوئی نیچے اتر ہی نہیں نہ کوئی پرلی طرف اتر۔ چنانچہ اس کے متعلق کہا گیا کہ پھر اس کو آسمان نکل گیا یا آسمان کھا گیا کیونکہ زمین پر تو اس کا کوئی نشان نہیں۔ نہ اس کے پہلے پس منظر کا کسی کو کبھی کچھ پتہ چل سکا۔ حالانکہ اتنا زبردست شور ڈالا گیا تھا آریوں کی طرف سے اور دوسرے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالفین کی وجہ سے کہ یہ ناممکن تھا کہ پولیس تفتیش کرتی اور اس کا کچھ بھی

نہ پتہ چلتا۔ نہ پہلے کا پتہ چلا نہ بعد کا پتہ چلا۔ کون تھا، کہاں سے آیا اور کہاں چلا گیا۔ یہ سارے ایک ایسے راز ہیں جو ہمیشہ راز رہیں گے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کشفی نظارے میں اس فرشتے کو دیکھا تھا جو چھری ہاتھ میں لیے تھا اور لیکھ رام کا پوچھ رہا تھا کیونکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی میں اس کو یہ سزا ملنی تھی۔ پس یہ ایک ایسا عظیم الشان نشان ہے جو ۱۸۹۷ء میں تقریباً ایک سو سال پہلے رونما ہوا اور آج بھی عید ہی کا دن ہے اور آج بھی جمعہ ہے۔ پس آؤ دعائیں کہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کے ہاں نشانات کی کمی نہیں۔ پھر احمدیت کے حق میں ایسے معجزات دکھائے کیونکہ آج ایک لیکھ رام نہیں سینکڑوں ہزاروں لیکھ رام پیدا ہو چکے ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں جو چیلنج دیا تھا اور اس کے عواقب کو خوب سمجھ کر قبول فرمایا تھا جانتے تھے کہ تمام دنیا کی توجہ آپ کی طرف بطور قاتل کے ہوگی چنانچہ آپ کے گھر کی تلاشیاں لی گئیں۔ ہر قسم کی تحقیق کی گئی اور ایک ادنیٰ سا بھی کوئی سراغ ایسا نہ ملا جس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس قتل کے ساتھ وابستہ کیا جاسکتا۔

پس یہ وہ واقعہ تھا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کے نتیجے میں رونما ہوا ہے۔ اب ہمارا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس کامل غلام کا تقاضا یہ ہے کہ اب تو سینکڑوں ہزاروں لیکھ رام ہیں جو دن رات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق گند بکتے اور گستاخیاں کرتے ہیں اور یہ حسن اتفاق نہیں، مقدر معلوم ہوتا ہے کہ یہی سال مبادلے کا سال بن گیا کیونکہ اس سے پہلے جب مبادلے کا میں نے چیلنج دیا ہے تو میرے وہم و گمان کے کسی گوشے میں بھی نہیں

تھا کہ یہ لیکھ رام کے قتل کا سال ہے اور لیکھ رام کے متعلق خدا تعالیٰ کی چھری کے چلنے کا سال ہے۔

پس یہ ساری باتیں جو اکٹھی ہو گئی ہیں یہ بتا رہی ہیں کہ خدا کی تقدیر حرکت میں آئی ہے اور آسمان ضرور کوئی نشان ظاہر کر دے گا پس آئیے ہم سب دعاؤں میں شامل ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ اس نشان کو جو اس نے ظاہر کرنا ہے ہماری دعاؤں کے ساتھ بھی ملا دے اور اس کا ثواب ہمیں بھی عطا ہو۔“ (۱)



(۱) خطبہ فرمودہ ۱۸ اپریل ۱۹۹۷ء بمقام اسلام آباد میڈیا انٹرنیشنل الفضل ۶ جون ۱۹۹۷ء جلد ۳ شمارہ ۲۳

# لیکھ رام کا جیون چرتر (سوانح عمری)

لیکھ رام ایک برہمن تھا جو بیساکھ کے مہینے، شکر وار کے روز سمت ۱۹۱۵ء بمکر می بمطابق ۱۸۵۸ء کو تارا سنگھ نامی شخص کے گھر اپنے نندھیال تحصیل چکوال ضلع جہلم کے ایک گاؤں سید پور میں پیدا ہوا۔ سید پور چکوال سے مغرب کی طرف کچھ فاصلہ پر واقع ہے۔

لیکھ رام کے آباء و اجداد کوٹہ ضلع راولپنڈی کے رہنے والے تھے۔ لیکھ رام کے پڑدادا مہتہ پردبان نے کوٹہ سے اپنے سسرال کے گاؤں سید پور میں بودو باش اختیار کر لی تھی۔ مہتہ پردبان کے ہاں دو بیٹے پیدا ہوئے۔ بڑے کا نام مہتہ نرائن سنگھ تھا جبکہ چھوٹا شام سنگھ جی تھا۔

بڑے بھائی نارائن سنگھ کے ہاں دو بیٹے پیدا ہوئے۔

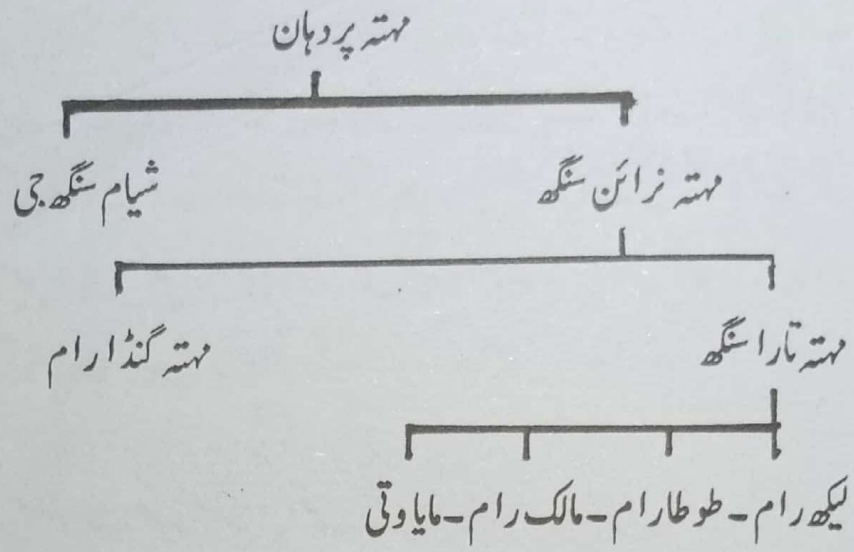
i- مہتہ تارا سنگھ والد لیکھ رام

ii- مہتہ گنڈا رام جو پشاور پولیس میں ڈپٹی انسپکٹر رہا۔

مہتہ تارا سنگھ جن کی شادی سمت ۱۹۱۲ء بمکر می میں ہوئی کی اولاد میں تین بیٹے اور

ایک بیٹی بالترتیب ۱۔ لیکھ رام، ۲۔ طوطا رام، ۳۔ مالک رام اور مایاوتی (بیٹی) شامل ہیں۔

شجرہ نسب نامہ یوں ہو گا۔



چھ سال کی عمر میں لیکھ رام کو ایک دیہاتی مدرسہ میں داخل کروا دیا گیا جہاں اس نے مسجد کے ملاں سے اردو اور فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ اس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ ان دنوں سرکاری نوکری حاصل کرنے اور ترقی پانے کے لئے فارسی زبان میں دسترس ضروری سمجھی جاتی تھی۔

گیارہ سال کی عمر میں لیکھ رام کو اس کے چچا گنڈا رام نے جو اس وقت پشاور میں ڈپٹی انسپکٹر پولیس تھے اپنے پاس بلا لیا۔ پشاور میں لیکھ رام کو پڑھنے کے لئے ایک سے زائد اساتذہ کے پاس جانا پڑا۔

لیکھ رام ۱۴ سال کی عمر تک اپنے چچا کے پاس رہا اور اس دوران گنڈا رام جی کا جہاں بھی تبادلہ ہوا لیکھ رام کو ساتھ لے گئے۔ بعد ازاں لیکھ رام نے دوبارہ سید پور آکر اسی دیہاتی مدرسہ میں منشی تلسی رام سے تعلیم حاصل کرنی شروع کی۔ اس

دوران گنڈا رام نے استاد منشی تلسی رام سے خط و کتابت کے ذریعے رابطہ رکھا اور لیکھ رام کی تعلیمی کیفیت کے بارے میں دریافت کرتے رہے۔ لیکھ رام کو بچپن سے کہانیاں نائٹک وغیرہ پڑھنے اور رام لیلیٰ، کرشن لیلیٰ دیکھنے کا بہت شوق تھا۔ جوانی میں لیکھ رام نے شعر و شاعری کی طرف بھی توجہ دی۔

حلیہ:

لیکھ رام کی پیشانی کشادہ، چھاتی چوڑی، آنکھیں سیاہ، قد درمیانہ اور رنگ سانولا تھا۔ (۱)

جوانی اور ملازمت:

۱۸۷۶ء میں لیکھ رام پولیس میں رنگروٹ کے طور پر بھرتی ہوا اور ترقی کرتا ہوا نقشہ نویس سارجنٹ کے عہدے پر پہنچ گیا۔ (۲) اپنی سات سالہ ملازمت کے دوران لیکھ رام چار دفعہ معطل ہوا۔ آزاد، غنصیلی اور جوشیلی طبیعت کے مالک لیکھ رام کے اپنے افسروں کے ساتھ تعلقات کبھی بھی خوشگوار نہیں رہے۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے افسر کی حکم عدولی کے باعث اس کو پشاور سے صوابی کے تھانہ کالو خان میں تبدیل کر دیا گیا۔ کالو خان میں تعیناتی کے دوران بھی لیکھ رام کے خلاف شکایات کی جاتی رہیں۔ جس کے نتیجے میں تنزیلی کی سزا ملی اور اسٹنٹ کے عہدے پر لگا دیا گیا۔

(۱) رسالہ آریہ مسافر جنوری ۱۹۰۹ء صفحہ ۵۷-۵۸ جلد ۱۱ نمبر ۴

(۲) کلیات آریہ مسافر صفحہ ۷

## مذہب پرستی اور علم دوستی:

لیکھ رام کو بچپن سے ہی مذہب سے بے حد دلچسپی تھی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ بچپن ہی میں چچی کے منع کرنے کے باوجود آپ نے روزے رکھے۔ (۱) مذہب سے دلچسپی ہی کی بدولت پشاور میں قیام کے دوران لیکھ رام نے عیسائیت، ہندو ازم، سکھ ازم اور دیگر مذاہب کا گہرا مطالعہ کیا۔ اس دوران انہوں نے بچپا کے ماتحت سکھ ملازم سے گورکھی زبان سیکھی۔ انہی دنوں میں لیکھ رام نے کنھیالال الکھ داری اور اندر من مراد آبادی کی کتب کا بھی مطالعہ کیا۔

## مطالعہ کتب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی:

مذہبی کتب کے مطالعہ کے دوران آریہ سماج کے عقائد پر تنقید پر مبنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف براہین احمدیہ بھی لیکھ رام کی نظر سے گزری۔ براہین احمدیہ کے مطالعہ کے بعد لیکھ رام نے اس کے جواب میں ”تکذیب براہین احمدیہ“ کے نام سے کتاب تحریر کی جس کا مسودہ پہلی بار اکتوبر ۱۸۸۴ء میں گورداسپور آریہ سماج کے جلسہ میں سنایا گیا۔

## سوامی دیانند سے ملاقات:

پشاور کے قیام میں لیکھ رام کو ایک رسالے ”ودیا پر کاشک“ کے ذریعے سوامی دیانند کا علم ہوا جو آریہ سماج کے بانی اور بعض کتابوں کے مصنف تھے۔ لیکھ رام نے فوری طور پر سوامی جی کی کتب منگوا کر مطالعہ شروع کیا۔ اور اپریل ۱۸۸۱ء کو

پشاور میں آریہ سماج کی شاخ بھی قائم کر دی۔ ۱۱ مئی ۱۸۸۱ء کو لیکھ رام نے سوامی جی سے ملاقات کی غرض سے اجمیر کا سفر اختیار کیا اور لاہور، امرتسر اور میرٹھ سے ہوتے ہوئے ۱۶ مئی کو اجمیر پہنچ کر سوامی جی سے ملاقات کی اور انہیں پشاور میں آریہ سماج کی شاخ کے بارے میں آگاہ کیا۔ کچھ دن سوامی جی کے ساتھ رہ کر ۲۴ مئی کو لیکھ رام نے پشاور واپسی کا سفر اختیار کیا۔ (۱)

رسالہ ”دھرم اپدیش“ کا اجراء:

سوامی دیانند سے ملاقات کے بعد پشاور پہنچ کر لیکھ رام نے ”دھرم اپدیش“ کے نام سے ایک رسالہ جاری کیا۔ جس کا مقصد ویدک دھرم کا پرچار تھا۔ پنڈت لیکھ رام نے آریہ سماج کی ترقی اور بہبودی کے لئے خاص طور پر مضامین لکھنے شروع کئے۔ کچھ عرصہ بعد لیکھ رام کا تبادلہ پشاور سے باہر ہو گیا لیکن انہوں نے مضامین لکھنے کا سلسلہ جاری رکھا۔ مگر آریہ سماج پشاور مالی وسائل کی کمی کی وجہ سے رسالہ جاری نہ رکھ سکی اور جلد بند کرنا پڑا۔ (۲)

### ملازمت سے بسکدوشی اور دھرم کا پرچار:

بچپن سے ہندو دھرم سے پیار کی بناء پر اس کے پرچار کے لئے ۱۸۸۴ء کے آخر میں پنڈت جی نے پولیس کی ملازمت چھوڑ دی اور لاہور پہنچ کر آریہ سماج وچھو والی میں سکونت اختیار کر لی اور ساتھ ہی سنسکرت پڑھنا شروع کی۔ (۲) دھرم سے پیار اور اس کے پرچار کی وجہ سے پنڈت لیکھ رام دھرم ویر (مذہب کا بھائی) کہلایا۔

- 
- (۱) سرکٹ مسافر صفحہ ۱۶۱۳  
 (۲) سرکٹ مسافر صفحہ ۷ اور کلیات آریہ مسافر دیباچہ  
 (۳) سرکٹ مسافر صفحہ ۱۹

بعد ازاں لیکھ رام کا آریہ گزٹ فیروز پور کے ایڈیٹر کے طور پر انتخاب  
ہوا۔ جہاں انہوں نے دو سال تک فرائض انجام دیئے۔ (۱)

### آریہ مسافر:

ملازمت سے سبکدوش ہو کر ہندو مذہب کے پرچار کے لئے پنڈت جی نے  
مختلف جگہوں کے سفر اختیار کئے۔ ۱۸۸۸ء میں آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے سوامی  
دیانند کے جیون برتانت (سوانح عمری) کا مواد اکٹھا کرنے اور مختلف مقامات سے  
حالات دریافت کرنے کا کام لیکھ رام کے سپرد کیا۔ جس کی تکمیل کے لئے لیکھ رام اکثر  
بیشتر سفر پر باہر رہنے لگا اور مسافرانہ زندگی اختیار کی۔ جس کی وجہ سے اس کا نام ”آریہ  
مسافر“ پڑ گیا۔ (۲)

لیکھ رام اپنے آپ کو آریہ مسافر کہلانا پسند کرتا تھا۔ خود تو آریوں کے لئے سفر  
اختیار کیے مگر خدا تعالیٰ نے اسے دنیا سے سفر کروا دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام  
فرماتے ہیں:

”وہ تو اپنے اعتراضات کا جواب اپنی موت کے ساتھ آپ ہی دے گیا  
ہے۔ وہ مسافر بنتا تھا۔ خدا تعالیٰ نے اسے ایسا مسافر بنایا کہ پھر کبھی واپس نہ  
آیا۔“ (۳)

### شادی سے انکار:

۱۸۸۰ء میں لیکھ رام کے والدین نے شادی کا سوال اٹھایا اور متلنی بھی

(۱) سرکٹ مسافر صفحہ ۲۱  
(۲) سرکٹ مسافر صفحہ ۲۱  
(۳) ملفوظات طبع جدید جلد ۵ صفحہ ۱۹۸

کردی۔ لیکھ رام کو جب شادی کے لئے بلایا گیا تو اس نے شادی کرنے سے انکار کر دیا۔ اسے راضی کرنے کے لئے خصوصی طور پر گنڈا رام سے رابطہ کیا گیا جنہوں نے مختلف ذرائع سے لیکھ رام کو راضی کرنے کی کوشش کی لیکن ضدی اور ہٹ دھرم لیکھ رام نے گھر چھوڑنے کی دھمکی دے دی۔

جب شادی کی کوششیں ناکام ہو گئیں تو اس کی منسوبہ کو اس کے بھائی سے

بیاہ دیا گیا۔ (۱)

بعد ازاں آریہ مسافر نے ۱۸۹۲ء میں ۳۴ سال کی عمر میں شرمیتی لکشمی

دیوی جی بعم ۱۶ سال سے شادی کی۔ جس سے ایک بیٹا پیدا ہوا جو ڈیڑھ سال زندہ رہ کر

۱۸۹۶ء میں فوت ہو گیا۔ (۲)

## عادات و خصائل:

لیکھ رام بچپن سے ہی ضدی، ہٹ دھرم اور باغیانہ طبیعت کا مالک تھا۔ اپنے استادوں کو بھی تنگ کیا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ اس کو پڑھانا ترک کر دیتے اور چھوڑ کر چلے جاتے۔ انہیں عادات کی وجہ سے اس کے لیے بہت استاد بدلنے پڑے۔ مہاشہ آشفٹہ امرتسری نے لیکھ رام کے جیون چرتر میں بعض دلچسپ واقعات لکھے ہیں۔ ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”جو چیز مانگتا تھا حاصل کئے بغیر نہ رہتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ماں باپ اور دوسرے لوگ اس کو ضدی کہا کرتے تھے۔۔۔۔۔۔ لڑکے تو لڑکے وہ استاد کے سامنے بھی اپنی ضد نہ چھوڑتا تھا اور ہٹ دھرمی پر قائم رہتا تھا۔ چنانچہ ایک دن جبکہ اس کی عمر ۹ سال کے قریب تھی۔ دوپہر کے وقت پیاس

(۱) سرکف مسافر صفحہ ۱۲-۱۳

(۲) سرکف مسافر صفحہ ۲۵



ماٹر سے وظیفہ کے لئے سفارش کرانی چاہی تو استاد منشی نے یہ کہہ کر درخواست رد کر دی کہ ”بے شک یہ ذہین ہے مگر گستاخ بہت ہے۔ بڑوں کا ادب نہیں کرتا۔“ (۱)

لیکھرام جی کی گفتگو میں تلخی اور لہجہ کی کڑواہٹ کا ذکر کم و بیش ہر سوانح نگار نے کیا ہے۔ چنانچہ کلیات آریہ مسافر کے دیباچہ میں پنڈت منشی لیکھرام جی لکھتے ہیں:

”باوجود دہرم دشمہ میں کمال سخت مزاج رکھنے کے ان کا دل بڑا ہی نرم تھا..... پنڈت لیکھرام کے کیریئر کا پورا خاکہ پیش کرنے کے لئے ان کی کمزوریوں کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے..... ویدک دہرم کے ساتھ خاص پریم نے انہیں ویدک دہرم کے حق میں کسی قدر متعصب بنا دیا تھا اور ایسے وقت میں وے دوسروں کی کمزوری کے لئے انہیں معاف کرنے کے قابل نہیں رہتے تھے۔ اویدک مسلوں کی تعریف سن کر وے خاموش نہیں رہ سکتے تھے بلکہ بلا لحاظ اس کے رتبہ وغیرہ کے فریق مخالف پر بعض اوقات سخت سے سخت حملے کر دیا کرتے تھے۔“ (۲)

کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا۔

ایک مذہبی مبلغ ہونے کے باوجود لیکھرام کے کردار کے متعلق شکوک و شبہات بھی ضرور پائے جاتے ہیں۔ جس کا تذکرہ اس کے قتل کے موقعہ پر شائع ہونے والے مضامین میں بھی کیا گیا۔ بلکہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ لیکھرام کے قتل کی وجہ بھی ایک عورت سے ناجائز تعلقات تھے۔ چنانچہ پیسہ اخبار نے لکھا:

”اس شخص کے مارے جانے کی ہشور روایت یہ ہے کہ یہ شخص کسی عورت سے ناجائز تعلق رکھتا تھا۔ اور یہی عام طور پر کہا جاتا اور یقین کیا جاتا

(۱) جیون چرتر صفحہ ۱۲ بحوالہ الفضل ۱۱ مارچ ۱۹۳۶

(۲) کلیات آریہ مسافر دیباچہ ج

ہے۔“ (1)

ایک اور سوانح نگار نے لکھا:

”بعض بد معاشوں نے شہید صادق پنڈت جی کے مرنے پر بھی اسی قسم کا کینہ الزام لگایا تھا کہ پنڈت مذکور کا ایک عورت سے ناجائز تعلق تھا۔ اس کے وارثوں نے قتل کر دیا۔“ (۲)

راولپنڈی کے اخبار چودھویں صدی میں ۱۵ اپریل ۱۸۹۷ء کے شمارے میں لیکھ رام نامی ایک دوسرے شخص کے متعلق مضمون لکھتے ہوئے فاضل مضمون نگار نے ہماری کتاب کے مرکزی کردار لیکھ رام کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا۔ مضمون نگار لکھتے ہیں۔

”میرے علم میں پشاور پولیس میں ایک شخص اسی نام کا آج سے کوئی پندرہ سولہ برس پہلے ملازم تھا۔ اس کا نام بھی غالباً لیکھ رام ہی تھا۔ لوگ اسے لیکھو کے نام سے پکارتے تھے۔ کانٹھیل سے ترقی کر کے وہ محرر یا سارجنٹ ہو گیا تھا۔ یہ شخص ایک نہایت بد چلن اور بد کار اور بد کردار اور شریر اور ناپاک شخص تھا۔ بد چلنی اور رشوت ستانی اور تشدد کی وجہ سے کئی دفعہ اس کا تنزل ہوا۔ ایک دفعہ یہ شخص لیکھ رام جب وہ غالباً ۱۸۸۲ء میں تھانہ صوابی تحصیل عثمان غازی ضلع پشاور میں سارجنٹ تھا تو ایک مظلومہ عورت کے ساتھ جو غالباً بھنگن تھی۔ اور تھانہ میں رپورٹ لکھوانے آئی تھی دوپہر کے وقت تھانہ کے بیت الخلاء میں جو نہایت غلیظ تھا۔ زنا کرتا ہوا پایا گیا تھا اور بعض افسروں کی مہربانی سے ڈیپارٹمنٹل سزا دے کر چھوڑ دیا گیا تھا۔“

یہی لیکھ رام پھر تھانہ کالو خان واقع ضلع پشاور میں ایک لڑکے سے

(۱) پیسہ اخبار ۱۳ مارچ ۱۸۹۷ء  
(۲) رسالہ آریہ مسافر دہلی جلد ۳ نمبر ۳ صفحہ ۸

اغلام کرتا ہوا پکڑا گیا تھا اور دوران مقدمہ میں استعفاء دے کر بھاگ گیا

تھا۔“ (۱)

## اپنوں میں آؤ بھگت

گمنام لیکھ رام کو جو گندہ دہن اور بد باطن آریہ سماجیوں میں کسی حوالہ سے بھی قابل ذکر نہ تھا اس وقت بے پناہ شہرت ملی جب اس نے میدنا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بد زبانی اختیار کی اور آپؐ کی پاک ذات پر گستاخانہ حملے کئے۔ اس عمل کی وجہ سے لیکھ رام کو آریوں کے حلقے میں خوب داد ملی۔ جس کے باعث لیکھ رام مزید بے دھڑک ہو گیا۔ اس کی آنکھوں پر پٹی بندھ گئی اور اپنے انجام سے غافل ہو کر اس حد تک آگے بڑھا کہ اس نے میدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق صادق مامور زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خوب مخالفت کی۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کرشن ہونے کا دعویٰ بھی کیا تھا۔ اس بناء پر اس کی نس نس میں بغض، تعصب اور نفرت کا زہر سرایت کر گیا۔ عاشق رسولؐ کے خلاف زہرا گنے پر آریہ حلقوں میں لیکھ رام کو ایک خاص مقام حاصل ہو گیا اور قتل ہونے کے بعد تو گوسالہ سامری کی طرح پوجا جانے لگا۔ چنانچہ لیکھ رام کے متعلق کلیات آریہ مسافر کے دیباچہ میں مصنف نے لکھا:

”پنڈت لیکھ رام کا شمار گو اس جماعت میں نہیں ہو سکتا جس میں بدھ اور شکر نانک اور دیانند وغیرہ اپنے چند روپ سے سنسار کو روشن کرتے ہوئے شانتی کی برشا کر رہے ہیں۔ لیکن اس میں سند یہ نہیں کہ وہ (پنڈت لیکھ رام) ان چمکتے ہوئے ستاروں میں سے ایک تھے جو کہ ایسے چند رماؤں

(۱) چودھویں صدی۔ راولپنڈی ۱۵۔ اپریل ۱۸۹۷ء بحوالہ فاروق قادیان ۶ مارچ ۱۹۲۶ء صفحہ ۲۱

کی شوہا کو دوبالا کر رہے ہیں۔“ (۱)  
 آریہ مسافر شہید نمبر مارچ ۱۹۲۳ء کے شمارے میں مضمون نگار نے لکھا:  
 ”آریہ سماج کے دائرہ میں پنڈت لیکھ رام کا نام بچے سے لے کر بوڑھے  
 تک جانتا ہے اور جب تک آریہ سماج کا وجود ہے پنڈت جی کی شہادت کسی  
 کو نہیں بھول سکتی۔“ (۲)

### معتقدین کی طرف سے القابات

آریہ مسافر اور دھرم دیر کے علاوہ لیکھ رام کو قتل کے بعد اس کے معتقدین  
 نے اسے عجیب عجیب ناموں سے یاد کرنا شروع کر دیا۔ جن میں سے چند ایک درج ذیل  
 ہیں:

آریہ بہادر، آریہ ہیرو، بہادر لیکھ رام، سر بکف مسافر، مہابلی، شہید، شہید اکبر  
 اور شہید صادق وغیرہ وغیرہ۔ لیکھ رام کو اس کے کردار کے پیش نظر پشاور کی گنڈ اور  
 لٹھ باز پشاور کی گنڈا کے نام سے بھی یاد کیا گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیٹھکونی پوری ہونے کے بعد ایک موقع پر  
 جب آپ سے سوال کیا گیا کہ اس سے تو لیکھ رام کو مزید شہرت ملی اور اس کی قدرد  
 منزلت میں اضافہ ہوا ہے اور اس کے متعلقین کے لئے ہزار ہا روپیہ اکٹھا کیا گیا تو آپؑ  
 نے فرمایا۔

”اس سے ہماری پیٹھکونی کی اور بھی شان بڑھی ہے کیونکہ یہ بھی ایک  
 جنگ تھا۔ اور ظاہر ہے کہ فریق مخالف کے جس سپاہی کو قتل کیا جائے اور  
 اس سپاہی کو مخالف فریق کے لوگ بڑے بہادر اور بڑا شجاع قرار دیں۔

(۱) کلیات آریہ مسافر، بابچہ  
 (۲) رسالہ آریہ مسافر، مارچ ۱۹۲۳ء، صفحہ ۳۰

اور ایک بڑا آدمی اس کو سمجھا جائے تو وہ تمام تعریف قاتل کی ہوتی ہے جس نے ایسے بہادر کو مارا۔ سو اگر لیکھرام کو مارے جانے کے بعد ایک ذلیل اور کس مپرسد سمجھا جاتا تو بلاشبہ اس سے ہماری پیشگوئی کی وقعت کم ہوتی۔ کیونکہ یہ سمجھا جاتا کہ جس پر پیشگوئی پوری ہوئی وہ کوئی بڑا آدمی نہیں ہے اور صیدر کیک ہے جو قابل تعریف نہیں۔ مگر اب تو لیکھرام کو اس کی قوم نے بڑی عظمت دے دی اور اب یہ واقعہ مقتول کی حیثیت کی رو سے بھی قابل عظمت ہو گیا۔ خود سوچ کر دیکھو کہ اگر ایک پیشگوئی ایک بادشاہ کی نسبت پوری ہوئی اور دوسری ایک بھنگن عورت کی نسبت تو کونسی پیشگوئی جلد شہرت پاتی اور عظمت اور تعجب کی نظر سے دیکھی جاتی ہے۔ سو چونکہ لیکھرام کو بڑا آدمی بنایا گیا ہے اس لئے بخیاں و جوہات بالا میں اس قدر خوش ہوں کہ اندازہ نہیں ہو سکتا۔ اور میں جانتا ہوں کہ یہ کام خدا تعالیٰ نے کیا ہے اور ہندوؤں کے دلوں میں اس کی عظمت ڈال دی تا ایک نامی آدمی کی نسبت پیشگوئی متصور ہو کر اس کا اثر بڑھ جائے اور صفحہ روزگار سے مٹ نہ سکے۔ اب جب تک عزت کے ساتھ لیکھرام کو یاد کیا جائے گا تب تک یہ پیشگوئی بھی ہندوؤں کو یاد رہے گی۔ غرض لیکھرام کو عزت کے ساتھ یاد کرنا پیشگوئی کی قدر و منزلت کو بڑھاتا ہے۔ اگر پیشگوئی کسی چوہڑے چمار اور نہایت ذلیل انسان کی نسبت ہوتی تو کیا قدر ہوتی؟ میں پہلے اس خیال سے غمگین تھا کہ پیشگوئی تو پوری ہوئی مگر ایک ایسے معمولی شخص کی نسبت جو کہ پشاور میں سات آٹھ روپیہ کا پولیس کے محکمہ میں نوکر تھا۔ لیکن جب میں نے سنا کہ مرنے کے بعد اس کی بہت عزت کی گئی تو وہ میرا غم خوشی کے ساتھ بدل گیا۔ اور میں نے سمجھا کہ اب لوگ خیال کریں گے کہ ایسے معمولی آدمی پر میری دعاؤں

کا حملہ نہیں ہوا بلکہ اس پر ہوا جس پر تمام قوم مل کر روئی۔ جس کے مرنے پر بڑا ماتم ہوا جس کے مرنے سے بنائے گئے۔ جس کی یادگار کے لئے بہت سارے پیہ اکٹھا کیا گیا۔ سو یہ خدا کا احسان ہے کہ اس طرح پر اس نے پیہگونی کو عظمت دے دی۔ فالحمد لله علی ذلک (۱)

### لیکھ رام کا پشاور کی کہلانا

اگرچہ پنڈت لیکھ رام کی پیدائش سید پور ضلع جہلم میں ہوئی لیکن وہ ”پشاور“ کے نام سے مشہور ہوا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ صغریٰ میں ہی اس کے چچا گنڈا رام اسے پشاور ساتھ لے گئے تھے جہاں بعد میں اس نے آریہ سماج قائم کی۔ جس کا وہ صدر بنا۔ اور پشاور سے تبادلے کے بعد بھی آریہ سماج پشاور سے اس نے تعلق رکھا۔ جس کی بناء پر اسے پشاور کی کہا جاتا تھا۔ خود لیکھ رام اپنے آپ کو پشاور کی کہلانا اور لکھنے میں فخر محسوس کرتا تھا۔ جس کا اندازہ اس اقتباس سے بھی ہوتا ہے:

”پنڈت ٹھاکروت شرما موجود امرت دہارا لاہور پنڈت لیکھ رام کی جرات کا ذکر کرتے ہوئے اپنا ایک چشم دید واقعہ لکھتے ہوئے بتلاتے ہیں۔ کہ پنڈت لیکھ رام کا ایک امرت سر میں لیکچر ہوا جس کے سننے والے زیادہ تر مسلمان تھے۔ جب لیکچر ختم ہو گیا تو اس وقت بعض نے یہ خیال کیا کہ ممکن ہے آج کوئی فساد ہو جائے۔ مگر جس وقت یہ بات پنڈت لیکھ رام نے سنی۔ تو وہ بے خوف دل ہجوم کے اندر گھسے۔ ہم نے پرار تھنا (عرض کی)۔ ذرا ٹھہر جائے کئی لوگ از حد غصے میں ہیں۔ مبادا کوئی بات ہو جاوے۔ ان لوگوں کو جگہ خالی کرنے دیجئے۔ پھر ہم چلتے ہیں۔ پنڈت جی نے کہا میں

بھی تو پشاور یہ ہوں۔ آؤ دیکھیں کون ہاتھ لگاتا ہے۔“ (۱)

اس کے علاوہ آریہ سماج کے لیڈر بھی لیکھ رام کو پشاور کی کہہ کر پکارا کرتے تھے چنانچہ لالہ منشی رام لکھتے ہیں:

”جن (آریہ) مسجنوں کو گوشت خوری مرغوب تھی اور جو اس سے قوم میں زندگی کی روح پھونکنا ممکن سمجھے تھے۔ وے (کالج پارٹی کے ممبر) اکثر

پنڈت لیکھ رام کو ”پشاور گنڈا“ کا خطاب دیتے تھے۔“ (۲)

آگے چل کر لالہ جی لکھتے ہیں:

”کلچرڈ مہاشے (آریہ سماج کی کالج پارٹی کے ممبر) پنڈت لیکھ رام کو لٹھ باز

اور پشاور گنڈا کہہ کر اور لکھ کر آریہ مسافر سے نفرت کا اظہار کیا کرتے

تھے۔ (۳)

ساتن دھرم والے بھی پنڈت لیکھ رام کو پشاور سمجھا اور لکھا کرتے تھے۔

پنڈت مہم سین اور پنڈت کالو رام نے اپنی کتب میں لیکھ رام کو ”پشاور نو اسی

پنڈت لیکھ رام“ - ”پشاور باسی لیکھ رام“ (۴) اور ”پشاور داسی لیکھ رام“ لکھا

ہے (۵)

اسی بناء پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لیکھ رام کو الفشاوری

لکھا۔ الہام میں کسی جگہ پشاور کی کہہ کر نہیں پکارا گیا۔ یہ محض اعتراض ہے جو بالکل لغو

اور بے ہودہ ہے۔ ہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کئی ایسی جگہوں پر اسے پشاور کی

لکھ کر پکارا ہے۔ جیسے کرامات الصادقین میں لکھا ہے:

”وهدنی ربی واستجاب دعائی فی رجل مفسد عدو اللہ و

(۱) رسالہ آریہ مسافر جلد ہر جون ۱۹۱۳ء جلد ۱۵ نمبر ۹ صفحہ ۱۱ بحوالہ فاروق ۶ مارچ ۱۹۲۶ء صفحہ ۲۶

(۲) سوانح عمری لیکھ رام ہندی صفحہ ۹۷ بحوالہ فاروق قادیان ۶ مارچ ۱۹۲۶ء صفحہ ۲۶

(۳) ہندی سوانح عمری صفحہ ۱۳۳ بحوالہ فاروق ۶ مارچ ۱۹۲۶ء صفحہ ۲۶

(۴) پوران کرتی مہمان صفحہ ۱-۲ بحوالہ الفضل ۱۱ جنوری ۱۹۲۳ء

(۵) پوران سدھی صفحہ ۳۲ بحوالہ الفضل ۱۱ جنوری ۱۹۲۳ء

رسوله المسمى ليكه رام الفشاوري و اخبرني انه من  
 الهالكين انه كان يسمي نبي الله و يتكلم في شأنه بكلمات  
 خبيثه - فدعوت اليه فبشرني ربي بموته في سنة مسته ان في

ذلك لاهتمه للطالبين (۱)

يعني خدا تعالیٰ نے ایک دشمن اللہ اور رسول کے بارہ میں جو آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نکالتا ہے اور ناپاک کلمے زبان پر لاتا ہے جس کا  
 نام لیکھ رام ہے مجھے وعدہ دیا اور میری دعاسنی اور جب میں نے اس پر بد  
 دعا کی تو خدا نے مجھے بشارت دی کہ وہ چھ سال کے اندر ہلاک ہو جائے  
 گا۔ یہ ان کے لئے نشان ہے جو سچے مذہب کو ڈھونڈتے ہیں۔

لیکھ رام اور لیکھو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ آپ نے لیکھ رام کو  
 لیکھو لکھ کر اس کی توہین کی ہے۔ حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ لیکھو کے نام سے  
 اسے پکارا جاتا تھا۔ آریہ لیڈر پنڈت شردھانند جی نے بھی اسے لیکھو کہہ کر پکارا ہے۔  
 لیکھ رام کی سوانح عمری ہندی کے صفحہ ۲۳ میں پنڈت منشی رام جی نے لکھا:

”لیکھ رام نے خط و کتابت کر کے رشی کی تصانیف کو منگوا یا اور سمت ۱۹۳۷  
 کے آخر میں ہی پشاور میں آریہ سماج قائم کی۔ آریہ سماج تو قائم ہو گئی مگر  
 اس کی حد اس لیکھ رام سے باہر نہ تھی جس کو مرنے کے وقت دہرم کی  
 مورتی مانا گیا اور جس کے نام کے ساتھ لگنے سے لفظ ”پنڈت“ بھی معزز  
 بن گیا۔ انہیں اس وقت ”لیکھو“ کہہ کر پکارا جاتا تھا۔ اپنا آپ پچھاور

(۱) کرامات الصادقین از روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۱۶۲-۱۶۳ نیز سراج منیر از روحانی خزائن جلد ۱۲  
 صفحہ ۱۳-۱۴

کرنے والے لیکھ رام بھی لیکھو سے لیکھ رام اور پھر دہرم ویر "پنڈت  
لیکھ رام" بن گئے۔" (۱)

"چودھویں صدی" راولپنڈی میں ایک مضمون لیکھ رام کے تعارف میں  
شائع ہوا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ لیکھ رام کو لیکھو بھی کہا جاتا تھا۔  
مضمون نگار لکھتا ہے:

"میرے علم میں پشاور پولیس میں ایک شخص اسی نام کا آج سے کوئی  
پندرہ سولہ برس پہلے ملازم تھا۔ اس کا نام بھی غالباً لیکھ رام ہی تھا۔ لوگ  
اسے لیکھو کے نام سے پکارتے تھے۔" (۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے اس نام کو اپنے درج ذیل اشعار  
میں استعمال فرمایا ہے۔ لہذا لیکھ رام کو لیکھو کے نام سے یاد کرنے کا اعتراض بھی لغو  
اور بے ہودہ ہے۔

اپنے کئے کا ثمرہ لیکھو نے کیسے پایا  
آخر خدا کے گھر میں بد کی سزا یہی ہے  
جس کی دعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر  
ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرا یہی ہے (۳)

## تصنیفات

پنڈت لیکھ رام نے تین درجن کے قریب کتب و پمفلٹ تحریر کئے۔ ان میں  
بعض کتب ضخیم ہیں۔

اسلام کے خلاف گندی زبان اور قلم استعمال کرنے کی وجہ سے اس کی کتابیں

- (۱) سوانح عمری ہندی صفحہ ۲۳ بحوالہ اخبار فاروق ۶ مارچ ۱۹۲۶ء  
(۲) اخبار چودھویں صدی راولپنڈی ۱۵ اپریل ۱۸۹۷ء  
(۳) درمیں اردو

آریوں میں بہت مقبول ہوئیں۔ چنانچہ اس کے جیون چرتر میں لکھا ہے:  
 ”آریہ سماج کے لڑیچکڑ میں سے شری سوامی دیانند جی کی تصانیف کے بعد اگر  
 کسی لڑیچکڑ کی زیادہ مانگ ہے تو وہ آریہ مسافر کی تصانیف ہیں۔“ (۱)

لیکھ رام نے سب سے پہلی کتاب ۱۸۸۳ء میں ”نوید بیوگان“ کے نام سے  
 لکھی۔ جس میں بیواؤں کو شادی کرنے کی ترغیب دلائی۔ مگر کتابی شکل میں پہلی کتاب  
 ”استری شکشا“ یعنی تعلیم نسواں ہے جو کلیات آریہ مسافر کے حصہ اول میں موجود  
 ہے۔

لیکھ رام کی تینتیس (۳۳) کتب کو ”کلیات آریہ مسافر“ نامی کتاب میں جمع  
 کر دیا گیا ہے۔ جسے ست دھرم پرچارک کے مالک پنڈت منشی رام جو بعد میں شردھانند  
 کھلائے نے مرتب کیا ہے اور انہی کا تیار کردہ دیباچہ اس کتاب میں موجود ہے۔  
 اس کلیات کو مطبع مفید عام لاہور میں مہاشے کیشب دیو مینگر ستیہ دھرم  
 پرچارک ہری دوار ضلع سہارنپور نے ۱۹۰۴ء میں شائع کیا جبکہ بعد میں اس کے متعدد  
 ایڈیشن شائع ہوئے۔ مطبع مفید عام لاہور کے ایڈیشن کے ۷۰۰ صفحات ہیں جو ۷/۴  
 سائز کے ۲۵۰۰ صفحات بن جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ لیکھ رام نے سوامی دیانند کے  
 جیون برتانت کے لئے دو سے اڑھائی ہزار صفحات پر مشتمل مواد الگ اکٹھا کر رکھا تھا۔  
 جس کا ذکر آریہ مسافر شہید نمبر میں ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

”سوائے پنڈت لیکھ رام کے اور کوئی شخص اس کام کے لائق نہ سمجھا گیا۔  
 اس وقت سے برابر ویشانتروں میں ویدک دھرم کا پرچار کرتے ہوئے  
 آریہ مسافر نے وہ شہرت حاصل کی جو شاید ہی کسی موجودہ مذہبی داعظ کے  
 نصیب میں ہوگی۔“ (۲)

(۱) کلیات - مسافر - دیباچہ  
 (۲) رسالہ آریہ مسافر شہید نمبر مارچ ۱۹۰۳ء صفحہ ۳۴

”کلیات آریہ مسافر“ میں موجود کتب و رسائل کو بلحاظ اختلاف مضامین تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ صفحہ ۱۸۴ تا ۱۸۵ حصہ اول ویدک دھرم کی تعلیم کے بارے میں ہے۔ صفحہ ۱۸۷ تا ۳۲۵ حصہ دوم میں مختلف مذاہب کے ویدک دھرم پر کئے گئے اعتراضات کے جوابات پر مشتمل مضامین و تصانیف شامل ہیں۔ اور صفحہ ۳۲۶ سے آخر تک حصہ سوم کو اسلام کے پیروکاروں کی طرف سے کئے گئے اعتراضات کے جواب کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔ (۱)

یہاں اس بات کا تذکرہ بھی بے جا نہ ہو گا کہ جماعت احمدیہ کی مخالفت میں لیکھ رام کی اہم کتب دو ہیں اور ان میں بھی خرافات کے سوا اور کچھ نہیں۔ ان میں سے ایک کتاب رسوائے زمانہ ”یکذیب براہین احمدیہ“ ہے جس کی دو جلدیں ہیں اور دونوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف براہین احمدیہ کے جواب میں لکھنے کی ناکام کوشش ہے۔

اس پر انشاء کتاب کے تدارک کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دوسری خدمات دینیہ میں مصروفیت کے باعث حضرت مولانا نور الدین صاحب (خلیفۃ المسیح اول) کو لیکھ رام کی کتاب کا جواب تحریر کرنے کی تحریک کرتے ہوئے ۲۶ جولائی ۱۸۸۷ء کو لکھا:

”آج ہمارے مخالف ہمارے مقابلہ پر ایک جان کی طرح ہو رہے ہیں اور اسلام کو صدمہ پہنچانے کے لئے بہت زور لگا رہے ہیں۔ میرے نزدیک آج جو شخص میدان میں آتا ہے اور اعلائے کلمۃ الاسلام کے لئے فکر میں ہے وہ پیغمبروں کا کام کرتا ہے۔“ (۲)

چنانچہ حضرت مولانا نور الدین صاحب نے لیکھ رام کی کتاب کا جواب

(۱) کلیات آریہ مسافر۔ دیباچہ الف  
(۲) حیات احمد جلد دوم نمبر سوم صفحہ ۲۰۹-۲۱۰ بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۲ صفحہ ۱۵۹

۶۸  
 ”تصدیق براہین احمدیہ“ نامی کتاب کی صورت میں دیا۔ یہ کتاب ۱۸۹۰ء میں شائع ہوئی۔

اس کے علاوہ جالندھر کے ایک عریض نویس شہاب الدین غوری نے بھی ”تائید براہین احمدیہ“ کے نام پر ایک کتاب لکھی جو ۱۸۹۱ء میں قیصری پریس جالندھر سے طبع ہوئی۔ (۱)

احمدیت کی مخالفت میں لکھے رام کی دو سری کتاب نسخہ خط احمدیہ ہے جو سرمہ چشم آریہ کے جواب میں لکھی گئی ہے۔  
 کلیات آریہ مسافر میں شامل مضامین کی تعداد کچھ اس طرح ہے۔

### فہرست کتب کلیات آریہ مسافر

نمبر شمار	نام کتاب	شروع صفحہ
	دیباچہ	الف
	حصہ اول	
۱-	تاریخ دنیا ہر دو جلد	۱
۲-	ثبوت تئاسخ	۳۱
۳-	سری کرشن کا جیون چرتر	۱۳۳
۴-	استری فلکشا یعنی تعلیم نسواں	۱۳۹
۵-	ستری فلکشا کے وسائل	۱۶۵
۶-	آریہ ہندو اور نمستے کی تحقیقات	۱۶۹
۷-	مردہ ضرور جلانا چاہیے	۱۷۵

(۱) لائف آف احمدیہ صفحہ ۱۲۳ بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۲ صفحہ ۱۵۹

۱۸۰	پتت ادھارن	-۸
۱۸۴	دھرم پرچار	-۹
حصہ دوم		
۱۸۷	پوران کس نے بنائے	-۱۰
۱۸۸	دیوی بھاگوت ہریشا	-۱۱
۱۹۰	مورتی پرکاش	-۱۲
۱۹۳	عطر روحانی بجواب گلاب چن	-۱۳
۱۹۴	سانچ کو آنچ نہیں	-۱۴
	آریہ سماج میں شانتی پھیلانے کا اصلی اپاؤ۔ یا	-۱۵
۲۰۷	راچندر جی کاسچادرشن	
۲۲۰	کر مسجین مت درپن	-۱۶
۲۵۸	صداقت الہام	-۱۷
۲۶۰	سچے دھرم کی شہادت	-۱۸
۲۷۱	نجات کی اصلی تعریف	-۱۹
۲۷۴	صداقت رگوید	-۲۰
۲۷۹	مسئلہ نیوگ	-۲۱
۲۸۷	صداقت اصول و تعلیم آریہ سماج	-۲۲

## حصہ سوم

۳۲۶	تکذیب براہین احمدیہ جلد اول	-۲۳
۳۲۴	تکذیب براہین احمدیہ جلد دوم	-۲۴
۵۰۲	نسخہ خط احمدیہ	-۲۵

۵۸۶	۲۶- ابطال بشارات احمدیہ
۵۹۹	۲۷- رسالہ جہاد
۶۲۰	۲۸- اظہار حق
۶۲۴	۲۹- حجۃ الاسلام
۶۶۱	۳۰- راہ نجات
۶۶۷	۳۱- صداقت دھرم آریہ بجواب رسالہ صدقہ جاریہ
۶۸۱	۳۲- رد خلعت اسلام
۶۹۰	۳۳- آئینہ شفاعت

## قتل

۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو شام ۶ بجے شاہ عالمی میں اپنے گھر پر ہی اس پر حملہ ہوا اور اگلے دن صبح ۲ بجے اپنے ارمانوں کو دل میں لئے اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔ اس کے قتل کے بعد آریہ سماجیوں نے اس کی یاد میں ”لیکھ رام میموریل فنڈ“ بھی جاری کیا۔ تا اس کے کاموں کو جاری رکھ سکیں مگر وہ کاموں کو کیا۔ نام کو بھی زندہ نہ رکھ سکے۔ اور آج آریوں میں اکثر لیکھ رام کے نام سے ناواقف ہیں۔ حتیٰ کہ ان کے پنڈت بھی لیکھ رام کے نام سے واقف نہیں۔ فاعتبروا یا اولیٰ الالباب۔



## پیش گوئی کا محرک

ہندوستان میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانی جماعت احمدیہ کے دور میں ہندو ازم کا فرقہ آریہ سماج جو ابھی نیا بنا تھا ایک ایسا شدید جارحیت پسند فرقہ تھا جس نے اسلام کو ہندوستان میں نیچا دکھانے کے لئے شدید جنگ لڑی۔ مسلمانوں کو مرتد کرنے کے لئے امراء اور ذی شہرت لوگوں سے دل کھول کر چندے لئے۔ اس فرقہ کے بانی مہانی پنڈت دیانند نے وید کے خلاف عمل کرنے والوں کے متعلق حکم دے رکھا تھا کہ ”ایسے لوگوں کی تواضع زبان سے بھی نہ کرنا چاہیے۔“ (۱)

پنڈت دیانند کے بعد سب سے پیش پیش پنڈت لیکھ رام تھا۔ جس کی کچلیاں نبیوں کے سردار سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف زہر سے ایسی بھری رہتی تھیں کہ ہزار بار ڈسنے کے باوجود وہ کبھی زہر سے خالی نہ ہوتیں۔ لیکھ رام پیارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کی ازواج مطہرات اور مقدس اہل بیت پر نہایت کینے اور رکیک حملے اور آپ کی شان میں گستاخی کرنے، سخت بے باکی سے گند اچھالنے اور استہزاء کرنے میں مصروف رہتا۔

لیکھ رام علی الاعلان اس امر کی تبلیغ کرنے لگا کہ ساری سچائیوں کا سرچشمہ وید ہیں اور وید کے رشیوں کے بعد دنیا میں کوئی سچائی پیدا نہیں ہوا۔ اب نجات اور

(۱) ستیا رتھ پرکاش

مکتی حاصل کرنے کا واحد ذریعہ ویدک دھرم قبول کرنا ہے۔ (۱) معاذ اللہ۔  
 تھوڑے سے عرصہ میں لیکھ رام نے بانی اسلام کے خلاف اتنا کیچڑ اچھالا۔  
 آپ کی مقدس شان کے خلاف کتابی اور زبانی ہرد و صورتوں میں اتنا زہرا گلا اور دیگر  
 تمام انبیاء کے خلاف اس قدر دریدہ دہنی اور بد زبانی کی کہ اس کے تصور سے بھی بدن  
 کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس کے خود شوریدہ سر متکبر اور مفتری ہونے  
 میں ذرا بھرشک باقی نہیں رہتا۔ اس کی زبان اس قدر دل آزار تھی کہ کوئی شریف  
 انسان دہرا بھی نہیں سکتا۔

### حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غیرت رسول

ضرور تھا کہ لیکھ رام کی اس موزیانہ روش سے درد مندان اسلام اور محبان  
 رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پارہ پارہ ہو جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔  
 مامور زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جن کے دل میں محبوب کبریاء حضرت اقدس محمد  
 مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت محبت تھی۔ بے پناہ عشق تھا۔ اپنے پیارے محبوب کے  
 لئے غیرت رکھتے تھے اور آپ کی محبت میں فرما چکے تھے۔

بعد از خدا عشق محمد معظم م۔۔۔۔۔ گر کفر ایں بود بخدا سخت کافر م  
 نے ابتداء میں لیکھ رام کو ایسا کرنے سے روکا۔ اسے بہت سمجھایا محبت سے 'پیارے'  
 دلائل و براہین سے مگر وہ اس خمیر سے پیدا نہ ہوا تھا کہ باز آجائے۔ اس کے اس طرز  
 عمل میں بجائے کمی کے اضافہ ہی ہوتا گیا۔

### مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

جب لیکھ رام کی شوخی اور بے ادبی حد سے بڑھنے لگی اور اس کے نہایت ہی مکروہ طرز  
 عمل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دل چھلنی ہونے لگا۔ تب حضرت مسیح موعود علیہ

(۱) نسخ خط احمدیہ صفحہ ۸۳ مشمولہ کلیات آریہ مسافر صفحہ ۵۸۵

السلام نے نہایت پر شوکت الفاظ میں اسے لکارا اور خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر اس کی ہلاکت کی پیش گوئی کی۔ اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جہاں ہزاروں لاکھوں گم گشتگان طریقت کو ”واصل“ بنایا وہاں خدا داد لقب ”رُؤر“ یعنی فنا کرنے والا کے پیش نظر اس راہ کے خاکدار کانٹوں کو بھی صاف کیا تاکہ ”خس کم جہاں پاک“ کا نمونہ ہو اور لیکھ رام مذکور بھی ان میں سے ایک ہے جو کہ اعجاز میجا کاشتہ بنا۔ اور اسی شوخی، بے ادبی اور گستاخی کے پیش نظر وہ اسلام کے حق میں صداقت کی نشانی بن کر نہایت حسرت اور دکھ کی موت مرا اور زبان کی چھری استعمال کرنے والے کو لوہے کی چھری کا مزا چکھنا پڑا۔

اچھا نہیں ستانا، پاکوں کا دل دکھانا  
گستاخ ہوتے جانا بد کی سزا یہی ہے

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف مقامات پر اس کے اس بد رویہ کا ذکر فرمایا ہے چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

(الف) ”پس خدا نے مجھ کو اطلاع دی کہ وہ تو گوشت یعنی زبان کی چھری اسلام پر چلا رہا ہے مگر خدا تعالیٰ لوہے کی چھری سے اس کا کام تمام کرے گا سو ایسا ہی وقوع میں آیا۔“ (۱)

(ب) پھر فرمایا۔ ”واضح رہے کہ اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت بے ادبیاں کی ہیں جن کے تصور سے بھی بدن کانپتا ہے اس کی کتابیں عجیب طور کی تحقیر اور توہین اور دشنام دہی سے بھری ہوئی ہیں۔ کون مسلمان ہے جو ان کتابوں کو سنے اور اس کا دل اور جگر ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو۔“ (۲)

(۱) قرآنیان کے آریہ اور ہم از روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۲۹  
(۲) اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء از مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۳۷۳

(ج) پھر فرمایا۔ ”جس نے ہیشکوئی کی میعاد میں کوئی تضرع اور خوف ظاہر نہ کیا بلکہ پہلے سے بھی زیادہ گستاخ ہو کر بازاروں اور کوچوں اور شہروں اور دیہات میں توہین اسلام کرنے لگا۔ تب وہ میعاد کے اندر ہی اپنی اس بد عملی کی وجہ سے پکڑا گیا اور وہ زبان اس کی جو گالی اور بد زبانی میں چھری کی طرح چلتی تھی اسی چھری سے اس کا کام تمام کر دیا۔“ (۱)

(د) پھر فرمایا۔ ”اب دیکھو ہزاروں ہندو ہیں مگر مانتے نہیں انکار کرتے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ سب کو چھوڑ کر لیکھ رام کے پیٹ میں چھری چلی؟ اس کی وجہ اس کی زبان تھی کہ جب اس نے اسے بیباکانہ کھولا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب و منتہم کرنے میں حد سے بڑھ گیا اور ایک مد مقابل بن کر خود نشان طلب کیا تو وہی اس کی زبان چھری بن کر اس کی جان کی دشمن ہو گئی۔“ (۲)

(ہ) اسی امر کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک اور موقع پر آپ فرماتے ہیں۔  
 ”یہ بالکل غلط ہے کہ لیکھ رام سے مجھ کو کوئی ذاتی عداوت ہے۔ مجھ کو ذاتی طور پر کسی سے بھی عداوت نہیں۔ بلکہ اس شخص نے سچائی سے دشمنی کی اور ایک ایسے کامل اور مقدس کو جو تمام سچائیوں کا چشمہ تھا توہین سے یاد کیا اس لئے خدا نے چاہا کہ اپنے ایک پیارے کی عزت دنیا میں ظاہر کرے۔“ (۳)

اسی مضمون پر مشتمل ایک دلچسپ روایت پیش کی جا رہی ہے جو چوہدری اللہ بخش صاحب آف بھڈال ضلع سیالکوٹ کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔  
 ”گھنوکے ججہ میں میری خوشدامن کی تعزیت کے لئے جو احباب آئے

(۱) تذکرۃ الشہادتین از روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۲-۴۳

(۲) ملفوظات طبع جدید جلد ۳ صفحہ ۴۲۱

(۳) استثناء از روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۲۲

ان میں کوٹ آغا کے چودھری شریف احمد بھی تھے جن کی عمر ایک سو سال سے ڈیڑھ دو مہینہ اوپر ہے۔ انہوں نے ایک ایمان افروز واقعہ سنایا کہ نومبر ۱۹۱۱ء میں جن دنوں وہ پسرور ہائی سکول میں پڑھتے تھے ایک روز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب حقیقۃتم الوحی وہ سکول میں ساتھ لے گئے جس پر ہندو لڑکوں نے ہندو استاد کے پاس ان کی شکایت کر دی۔ اور اس نے ہیڈ ماسٹر تک بات پہنچادی کہ اس کتاب میں لیکھ رام کا واقعہ درج ہے اور ساتھ اس کی ایک تصویر بھی بنی ہوئی ہے یہ ہمارے لئے ناقابل برداشت ہے۔ ہیڈ ماسٹر صاحب کا تعلق لاہوری جماعت سے تھا انہوں نے مجھے بلا کر کہا کہ تم قادیان سے کسی عالم کو بلا لو۔ لیکھ رام کی بیٹھکوں کے بارے میں پسرور میں مناظرہ رکھ دیا گیا ہے چنانچہ قادیان اطلاع بھجوائی گئی جہاں سے مولوی جلال الدین شمس صاحب اور مولوی قمر الدین صاحب پسرور آگئے۔ گاؤں کے وسط میں سٹیج بنایا گیا۔ ہندوؤں کی بڑی تعداد وہاں جمع ہو گئی قابل ذکر بات یہ تھی کہ علاقے اور پسرور کے مسلمان بھی ہندوؤں کے ساتھ ہی بیٹھ گئے اور انہوں نے ایک مشہور عالم کو مناظرے کے لئے بلایا۔

احمدیوں کی طرف سے محترم مولوی جلال الدین صاحب شمس مناظرے تھے جبکہ مولوی قمر الدین صاحب صدر اجلاس تھے۔ محترم شمس صاحب نے مناظرہ شروع کرتے ہی فرمایا کہ حضرت مرزا صاحب کو لیکھ رام سے کوئی ذاتی دشمنی نہ تھی انہیں اس سے صرف یہ شکایت تھی کہ اس نے فلاں جگہ سب لوگوں کے سامنے قرآن شریف پر اپنا دایاں پاؤں رکھتے ہوئے کہا تھا کہ اگر یہ خدا کی کتاب ہے تو مجھ پر عذاب نازل کیوں نہیں ہوتا۔ لیکھ رام کی اس توہین کا حضرت مرزا صاحب پر بہت اثر ہوا اور آپ نے اللہ تعالیٰ

تعالیٰ سے گزر کر آرمائی کہ یا اللہ یہ تو حد سے آگے بڑھ گیا ہے۔ رسول پاک اور قرآن شریف کی تعظیم کرنے سے باز نہیں آتا۔ اسے عبرت کا نشان بنا۔ محترم شمس صاحب کا یہ کہنا تھا کہ تمام مسلمان اٹھ کر اس طرف آگئے جس طرف احمدی بیٹھے ہوئے تھے اور ان کی طرف سے جو مسلمان مناظر آئے ہوئے تھے انہوں نے مناظرہ کرنے سے معذرت کر لی۔ اس طرح ہندوؤں کو سخت ندامت کا منہ دیکھنا پڑا۔ اس روز پسرور کے ہر مسلمان کی زبان پر یہ الفاظ تھے کہ مرزا صاحب نے اپنی ذات کے لئے نہیں رسول پاک اور قرآن کے لئے لیکھ رام کے لئے بد دعا کی تھی۔ (۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دلی خواہش تھی کہ پنڈت لیکھ ام حضرت سید الانبیاء و امام الاصفیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بد زبانی کے طریق کو ترک کر دے۔ آپ نے متعدد بار اسے خطوط، زبانی پیغامات اور اشتہارات کے ذریعہ سمجھایا مگر وہ باز نہ آیا کیونکہ انبیاء کے خلاف گستاخی اور بد زبانی اس کی خوراک بن چکی تھی۔

اگر پنڈت لیکھ رام رسول محترم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اس بے باکی اور بد تمیزی سے اپنی زبان اور قلم نہ چلاتا اور پھر اس پر اتنی دیدہ دلیری نہ دکھلاتا تو خدا کی قسم حضرت مسیح موعود علیہ السلام ضرور اس کے حق میں دعا کرتے اور اس کا ایسا عبرت ناک انجام نہ ہوتا۔ مگر بے جا ضد، عداوت، دشمنی اور کینہ پروری کے علاوہ آریہ سماجیوں کی واہ واہ نے اسے اپنے انجام سے غافل کر دیا اور آخر وہی ہوا جس کا وہ اپنے اعمال اور اقوال کی وجہ سے مستحق ٹھہر چکا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کے قتل پر اس کی اس روش کا ذکر کرتے ہوئے بڑے ہی درد مندانہ دل سے فرماتے ہیں۔

(۱) ماہنامہ منادی ہجرات اکتوبر ۱۹۹۶ء جلد ۸ شماره ۱۰ صفحہ ۴

(الف) ”ایک انسان کی جان جانے سے تو ہم درد مند ہیں اور خدا کی ایک پیٹھوئی پوری ہونے سے ہم خوش بھی ہیں۔ کیوں خوش ہیں؟ صرف قوموں کی بھلائی کے لئے۔ کاش وہ سوچیں اور سمجھیں کہ اس اعلیٰ درجہ کی صفائی کے ساتھ کئی برس پہلے خبر دینا یہ انسان کا کام نہیں۔ ہمارے دل کی اس وقت عجیب حالت ہے درد بھی ہے اور خوشی بھی۔ درد اس لئے کہ اگر لیکھ رام رجوع کرتا زیادہ نہیں تو اتنا ہی کرتا کہ وہ بد زبانوں سے باز آجاتا تو مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں اس کے لئے دعا کرتا اور میں امید رکھتا تھا کہ اگر وہ ٹکڑے ٹکڑے بھی کیا جاتا تب بھی زندہ ہو جاتا۔ وہ خدا جس کو میں جانتا ہوں اس سے کوئی بات انہونی نہیں اور خوشی اس بات کی ہے کہ پیٹھوئی نہایت صفائی سے پوری ہوئی۔“ (۱)

(ب) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی وفات کے بعد مئی ۱۹۰۷ء میں ایک موقعہ پر تحریر فرمایا۔

”اس امر کو خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ مجھے کسی سے بغض نہیں ہے۔ اگرچہ میں لیکھ رام کے معاملہ میں اس بات سے تو خوش ہوں کہ خدا تعالیٰ کی پیٹھوئی پوری ہوئی مگر دوسرے پہلو سے میں غمگین ہوں کہ وہ عین جوانی کی حالت میں مرا۔ اگر وہ میری طرف رجوع کرتا تو میں اس کے لئے دعا کرتا یہ بلائیں جاتی اس کے لئے ضروری نہ تھا کہ بلا کے رد کرانے کے لئے مسلمان ہو جاتا بلکہ صرف اس قدر ضروری تھا کہ گالیوں اور گندہ زبانی سے اپنے منہ کو روک لیتا اور اس کی طرف سے یہ صریح ظلم تھا کہ وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر کامل علم اور وسیع واقفیت کے کاذب اور مفتری کہتا تھا اور دوسرے تمام انبیاء علیہم السلام کو بھی گالیاں دیتا تھا

اور جو خدا کا برگزیدہ نبی ایسے وقت میں آیا کہ جب تمام عرب اور فارس اور شام اور روم اور تمام بلاد یورپ مخلوق پرستی میں گرفتار تھے اور باقرار پنڈت دیانند اس زمانہ میں تمام آریہ ورت بھی بت پرستی میں ڈوبا ہوا تھا اور کسی حصہ زمین میں خدا کی توحید قائم نہیں رہی تھی اور اس نبی نے ظاہر ہو کر توحید کو نئے سرے سے قائم کیا اور زمین پر خدا کے جلال اور عظمت کا سکہ جمایا اور ہزار ہا نشانوں اور معجزات سے اپنی سچائی ظاہر کی اور اب تک اس کے معجزات ظہور میں آرہے ہیں۔ پس کیا یہ شرافت اور تہذیب کا طریق تھا کہ ایسے عظیم الشان نبی کو جو خدا کے جلال کو زمین پر ظاہر کرنے والا اور بت پرستی کو نابود کرنے والا اور نئے سرے توحید کو قائم کرنے والا تھا گندی گالیوں سے یاد کیا جاوے اور کبھی بھی بس نہ کیا جاوے؟ بازاروں میں گالیاں دیں؟ عام جموں میں گالیاں دیں؟ ہر ایک کوچہ و گلی میں گالیاں دیں؟ خدا غضب میں دھیما ہے اور نہایت کریم اور رحیم ہے مگر آخر سرکش اور بے حیا کو پکڑتا ہے۔“ (۱)

(د) پھر ایک محفل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔  
 ”کیا لیکھ رام نے میرے کسی باپ اور دادا کو قتل کر دیا تھا؟ اس نے میری ذات کو کسی قسم کی تکلیف اور ایذا نہیں دی۔ ہاں اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر وہ گستاخانہ حملے کیے اور وہ بے ادبیاں کیں کہ میرا دل کانپ اٹھا اور میرا جگر پارہ پارہ ہو گیا۔ میں نے اس کی بے ادبیوں اور شوخیوں کو ٹکڑے ہوتے ہوئے دل کے ساتھ خدا کے حضور پیش کیا۔ اس نے ان شوخیوں اور گستاخیوں کے عوض میں اس کی نسبت

مجھے یہ ہیٹھکوئی عطا فرمائی۔“ (۱)

ایک طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خیر خواہی اور انسانی ہمدردی کے پیش نظر بار بار اسے سمجھایا لیکن دوسری طرف آپ کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا یہ عالم تھا کہ آپ فرماتے ہیں۔

”جو لوگ ناحق خدا سے بے خوف ہو کر ہمارے بزرگ نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو برے الفاظ سے یاد کرتے اور آنجناب پر ناپاک تہمتیں لگاتے اور بد زبانی سے باز نہیں آتے ہیں ان سے ہم کیونکر صلح کریں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبی پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں۔“ (۲)

لیکھ رام کے سلام کرنے کا واقعہ

اس جگہ جماعت احمدیہ کی تاریخ کے سنہری واقعہ کا ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے جسے مورخ تاقیامت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت بیان کرتے ہوئے جلی حروف سے بیان کرتے رہیں گے۔

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب اس واقعہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے

لکھتے ہیں۔

”ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فیروز پور سے قادیان آرہے تھے

ان ایام میں حضرت میر ناصر نواب صاحب مرحوم فیروز پور میں مقیم تھے

(۱) اخبار الحکم یکم اکتوبر ۱۹۰۰ء نمبر ۳۵ جلد ۲ صفحہ ۳-۲ بحوالہ ملفوظات جلد اول طبع جدید صفحہ ۳۷۷-۳۷۸

(۲) پیغام صلح از روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۵۹

اور اس تقریب پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام وہاں گئے ہوئے تھے۔  
 خاکسار عرفانی کو (جو ان ایام میں محکمہ نہر میں امیدوار ضلعدار ہی تھا اور  
 رکھناوالہ میں حافظ محمد یوسف ضلعدار کے ساتھ رہ کر کام سیکھتا تھا) بھی  
 فیروز پور جانے کی سعادت نصیب ہوئی آپ جب وہاں سے واپس آئے تو  
 میں رائے ونڈ تک ساتھ تھا وہاں آپ نے ازراہ کرم فرمایا کہ تم بلازم تو ہو  
 ہی نہیں چلو لاہور تک چلو۔ عصر کی نماز کا وقت تھا آپ نماز پڑھنے کے لئے  
 تیار ہوئے اس وقت وہاں ایک چبوترہ بنا ہوا کرتا تھا۔ مگر آج کل وہاں  
 ایک پلیٹ فارم ہے۔ میں پلیٹ فارم کی طرف گیا تو پنڈت لیکھ رام آریہ  
 مسافر جو ان ایام میں پنڈت دیانند صاحب کی لائف لکھنے کے کام میں  
 مصروف تھا جانندھر جانے کو تھا کیونکہ وہ غالباً وہاں ہی کام کرتا تھا مجھ سے  
 اس نے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو۔ میں نے حضرت اقدس کی تشریف  
 آوری کا ذکر سنایا تو خدا جانے اس کے دل میں کیا آئی کہ بھاگا ہوا وہاں آیا  
 جہاں حضرت اقدس وضو کر رہے تھے۔ اس نے ہاتھ جوڑ کر آریوں کے  
 طریق پر حضرت اقدس کو سلام کہا مگر حضرت نے یونہی آنکھ اٹھا کر سرسری  
 طور پر دیکھا اور وضو کرنے میں مصروف رہے۔ اس نے سمجھا کہ شاید سنا  
 نہیں اس لئے اس نے پھر کہا۔ حضرت بدستور اپنے استغراق میں رہے۔  
 وہ کچھ دیر ٹھہر کر چلا گیا۔ کسی نے کہا کہ لیکھ رام سلام کرتا تھا۔ فرمایا۔ ”اس  
 نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی توہین کی ہے میرے ایمان کے  
 خلاف ہے کہ میں اس کا سلام لوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک  
 ذات پر تو حملے کرتا ہے اور مجھ کو سلام کرنے آیا ہے۔“ (۱)

یہ واقعہ پنڈت لیکھ رام کی ہلاکت سے ایک برس پہلے کا ہے۔ اور وہ چبوترہ جس پر

(۱) سیرت مسیح موعود حصہ دوم صفحہ ۲۷۱ مطبوعہ ۱۲ مئی ۱۹۲۳ء مطبع خواجہ پریس بیٹالہ

مسح پاک علیہ السلام وضو فرما رہے تھے اسٹیشن کی ایک مسجد ”مسجد دانی انگہ“ کے ساتھ تھا۔

سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیار، عقیدت اور غیرت کا ایک اور دلچسپ واقعہ درج کیا جاتا ہے۔ جس کا تعلق بھی لیکھ رام ہی سے ہے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں:

”قادیان میں ایک صاحب محمد عبداللہ ہوتے تھے۔ جنہیں لوگ پروفیسر کہہ کر پکارتے تھے۔ وہ زیادہ پڑھے لکھے نہیں تھے لیکن بہت مخلص تھے اور چھوٹی عمر کے بچوں کو مختلف قسم کے نظاروں کی تصویریں دکھا کر اپنا پیٹ پالا کرتے تھے۔ مگر جوش اور غصے میں بعض اوقات اپنا توازن کھو بیٹھتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں کسی نے بیان کیا کہ فلاں مخالف نے حضورؐ کے متعلق فلاں جگہ بڑی سخت زبانی سے کام لیا ہے اور حضورؐ کو گالیاں دی ہیں۔ پروفیسر صاحب طیش میں آکر بولے اگر میں ہوتا تو اس کا سر پھوڑ دیتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بے ساختہ فرمایا۔

”نہیں نہیں ایسا نہیں چاہیے۔ ہماری تعلیم صبر اور نرمی کی ہے۔“

پروفیسر صاحب اس وقت غصے میں آپے سے باہر ہو رہے تھے۔ جوش کے ساتھ بولے۔ واہ صاحب واہ! یہ کیا بات ہے آپ کے پیر (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو کوئی شخص برا بھلا کہے تو آپ فوراً مباہلہ کے ذریعے اسے (مراد لیکھ رام ہے) جہنم تک پہنچانے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں مگر ہمیں یہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص آپ کو ہمارے سامنے گالی دے تو ہم صبر کریں!! پروفیسر صاحب کی یہ غلطی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بڑھ کر صبر کس نے کیا ہے اور کس نے کرنا ہے مگر اس چھوٹے سے واقعہ میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور غیرت ناموس رسول صلی اللہ

علیہ وسلم کی وہ جھلک نظر آتی ہے جس کی مثال کم ملے گی۔“ (۱)

حضرت امام ربانی احمد قادیانی علیہ السلام آریہ سماجیوں کے اس ناروا رویہ کا ذکر اپنے منظوم کلام میں یوں فرماتے ہیں۔

ان آریوں کا پیشہ ہر دم ہے بد زبانی  
جس آریہ کو دیکھیں تہذیب سے ہے عاری  
لیکھو کی بد زبانی کا رد ہوئی تھی اس پر  
اپنے کئے کا ثمرہ لیکھو نے کیا پایا  
ویدوں میں آریوں نے شاید پڑھائی ہے  
کس کس کا نام لیویں ہر سو وبائی ہے  
پھر بھی نہیں سمجھتے حتم و خطائی ہے  
آخر خدا کے گھر میں بد کی سزا یہی ہے

نبیوں کی ہتک کرنا اور گالیاں بھی دینا  
پر آریوں کے دین میں گالی بھی ہے عبادت  
جتنے نبی تھے آئے موسیٰ ہو یا کہ عیسیٰ  
مکار ہیں وہ سارے ان کی ندامت ہے (۲)

### افتراء علی اللہ

اس پیشگوئی کا محرک تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف لیکھ رام کی دیدہ دلیری، بد کلامی اور بے ادبی تھی لیکن پیشگوئیوں کو لیکھ رام کی واضح، غیر معمولی اور خارق عادت ہلاکت تک منج کرنے والا عنصر، پنڈت لیکھ رام کا افتراء علی اللہ بھی تھا۔

اس پیش گوئی کے دوران جب اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک ذی شان بیٹے کی خبر دی تو لیکھ رام نے مفتری علی اللہ ہو کر اپنی طرف سے حضرت

(۱) حضرت صاحب زادہ مرزا بشیر احمد کی چار تقریریں صفحہ ۳۲-۳۳ تاریخ احمدیت جلد ۳ صفحہ ۵۸۰

(۲) قادیان کے آریہ اور ہم از روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۵۰-۳۵۱

مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی ذریت کے خاتمہ و ہلاکت کی دعائیں کیں اور پیش  
 خبریاں دیں (جن کا تفصیلی ذکر کتاب کے باب پنجم میں آئے گا) تب خدائی وعید ولو  
 تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین فما  
 منکم من احد عنہ حاجزین“ کہ اگر کوئی شخص جھوٹا الزام ہماری طرف منسوب  
 کرے تو ہم یقیناً اس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے ہیں اور اس کی رگ گردن کاٹ دیتے  
 ہیں۔ اس صورت میں تم سے کوئی خدا کے عذاب سے بچ نہیں سکتا۔ (۱)

کے مطابق اس کی زندگی کا دائرہ تنگ ہونے لگا اور حضرت مسیح موعود علیہ  
 السلام کو اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر اس کی ہلاکت کے بارہ میں خوش خبریاں دیں۔ یہاں  
 تک کہ وقت دن اور سال تک بتا دیا اور اس کے مطابق یہ اپنے انجام کو پہنچا۔

لعنت ہے مفتری پہ خدا کی کتاب میں  
 عزت نہیں ہے ذرہ بھی اس کی جناب میں  
 توریت میں بھی نیز کلام مجید میں  
 لکھا گیا ہے رنگ وعید شدید میں  
 کوئی اگر خدا پہ کرے کچھ بھی افترا  
 ہو گا وہ قتل ہے یہی اس جرم کی سزا



## لیکھ رام اور مسیح موعود میں خط و کتابت

۱۸۷۹-۱۸۸۰ء میں جب عیسائی پادریوں اور ہندو پنڈتوں کی زبان و قلم رات دن اسلام اور بانی اسلام کے خلاف زہرا گلنے میں مصروف تھیں۔ ہزار ہا صفحات اسلام کے خلاف حملوں میں سیاہ کر دیئے گئے تھے اور اس طرح مسلمانوں کے جذبات و احساسات سے کھیلا جا رہا تھا۔ اسلام کی نمائندگی میں ایک مرد میدان، خدا کا سپاہی اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا دیوانہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود میدان میں اترے۔ اسلام کی تائید میں آپ نے ایک معرکہ آراء کتاب ”براہین احمدیہ“ لکھی۔ جس میں اسلام کی تائید میں مخالفین کے اعتراضات کے دندان شکن جوابات دیئے۔ آپ نے دعویٰ کے طور پر اسلام کے خدا کو ایک زندہ خدا کے طور پر پیش کیا۔ اور کہا اسلام کا رسول ایک زندہ رسول ہے جس کی قوت قدسیہ آج بھی خاک کی ایک چٹکمی کو خدا نما انسان بنا سکتی ہے۔ اسی طرح اسلام کی کتاب بھی ایک زندہ کتاب ہے جو آج بھی ایک مخلص حق جو کاتزکیہ نفس کر کے اسے اس قابل بنا سکتی ہے کہ اس کا اپنے رب سے ایک زندہ اور ٹھوس تعلق قائم ہو جائے۔ آپ نے اس کتاب میں بیان فرمودہ دلائل رد کرنے والے کو ۱۰ ہزار روپیہ بطور انعام دینے کا چیلنج بھی دیا۔ اس کتاب پر اپنوں اور غیروں نے ریویو بھی لکھے اور اس کتاب کو شیخ الاسلام کہلانے والے مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نے درج ذیل الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔

”ہماری رائے میں یہ کتاب (یعنی براہین احمدیہ) اس زمانہ میں موجودہ

حالات کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں۔ لعل اللہ بعد ذلک امر اور اس کا مولف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے۔ ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم از کم ایک ایسی کتاب بتادے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصاً آریہ فرقہ و برہمن سماج سے اس زور و شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشاندہی کرے جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی و جانی و قلمی و لسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بھی بیڑا اٹھالیا ہو اور مخالفین اسلام و منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدی کے ساتھ یہ دعویٰ کیا ہو کہ جس کو وجود الہام میں شک ہو وہ ہمارے پاس آکر اس کا تجربہ و مشاہدہ کر لے اور اس تجربہ و مشاہدہ کا اقوام غیر کو مزاج بھی چکھادیا ہو۔“ (۱)

### غیر مذہب کے مشاہیر کو اشتہار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے براہین احمدیہ کی تالیف کے دوران ہی ۱۸۸۵ء میں بمنشاء الہی ایک مطبوعہ چٹھی انگریزی و اردو شائع کر کے اندرون و بیرون ملک غیر مذہب کے مشاہیر افراد کے نام بذریعہ رجسٹری اس غرض سے روانہ کی کہ وہ صداقت اسلام کو پرکھنے کے لئے ایک سال تک قادیان میں میرے پاس آکر رہیں تو سال کے اندر اندر ان کو اسلام کی سچائی پر ایسے نشان دکھائے جائیں گے کہ جس سے ان کو اسلام کی تصدیق کرنے میں ذرا تاہل نہ رہے گا۔

(۱) اشاعت السنۃ جلد ۶ نمبر ۷ و جلد ۷ نمبر ۱۱

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس خط کی ۲۴۰ کاپیاں شائع کروائیں اور اشتہار انگریزی کی آٹھ ہزار کاپیاں شائع کروا کر ایشیا، یورپ اور امریکہ کے تمام بڑے بڑے مذہبی لیڈروں، فرمانرواؤں، مہاراجوں، عالموں، مدبروں، مصنفوں اور نوابوں کو بھجوائیں اور اس زمانہ کی کوئی نامور اور معروف شخصیت ایسی نہ چھوڑی جس تک آپ نے یہ خدائی آواز نہ پہنچائی ہو۔ (۱)

اس خط میں حضور علیہ السلام نے تحریر فرمایا۔

”چونکہ پوری کتاب کا شائع ہونا ایک طویل مدت پر موقوف ہے اس لئے یہ قرار پایا ہے کہ بالفعل بغرض اتمام حجت یہ خط معہ اشتہار انگریزی شائع کیا جائے اس کی ایک ایک کاپی بخدمت معزز پادری صاحبان پنجاب، ہندوستان، انگلستان وغیرہ بلاد جو اپنی قوم میں خاص طور پر مشہور اور معزز ہوں اور بخدمت معزز برہمنوں صاحبان و آریہ صاحبان و نیچری صاحبان و حضرات مولوی صاحبان جو وجود خوارق و کرامات سے منکر ہیں اور اس وجہ سے اس عاجز پر بدظن ہیں ارسال کی جاوے۔ یہ تجویز نہ اپنے فکر و اجتہاد سے قرار پائی ہے بلکہ حضرت مولیٰ کریم کی طرف سے اس کی اجازت ہوئی ہے اور بطور پیشگوئی یہ بشارت ملی ہے کہ اس خط کے مخاطب (جو خط پہنچنے پر رجوع بحق نہ کریں گے) ملزم و لاجواب و مغلوب ہو جائیں گے۔ بنا بر علیہ یہ خط چھپوا کر آپ کی خدمت میں اس نظر سے کہ آپ اپنی قوم میں معزز اور مشہور اور مقبدا ہیں ارسال کیا جاتا ہے اور آپ کے کمال علم اور بزرگی کی نظر سے امید ہے کہ آپ حسبہمہ اللہ اس خط کے مضمون کی طرف توجہ فرما کر طلب حق میں کوشش کریں گے اگر

(۱) سیرۃ المہدی حصہ سوم صفحہ ۱۳-۱۴۔ مکتوبات بنام مولوی عبداللہ سنوری صفحہ ۳-۴۔ طبع اول بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۲ صفحہ ۸۰



پہلے بذریعہ رجسٹری ہم سے اجازت طلب کریں اور جو لوگ حرجانہ یا  
جرمانہ کے طالب نہیں ان کو اجازت طلب کرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔  
آپ اپنے شرط اظہار اسلام یا (تصدیق خوارق) ایک سادہ کانڈ پر جس پر  
چند ثقات مختلف مذاہب کی شہادتیں ہوں تحریر کر دیں جس کو متعدد اردو  
انگریزی اخباروں میں شائع کیا جائے گا۔ ہم سے اپنی شرط دو سو روپیہ  
ماہوار جرمانہ یا حرجانہ (جو آپ پسند کریں اور ہم اس کی ادائیگی کی طاقت  
بھی رکھیں) عدالت میں رجسٹری کرالیں اور اس کے ساتھ ایک حصہ  
جائیداد بھی بقدر شرط رجسٹری کرالیں۔“ (۱)

### اشتمار کا اثر

اس دعوت سے بیرونی دنیا میں تو بظاہر کوئی خاص جنبش پیدا نہ ہوئی۔ مگر ہندوستان میں  
جو ان دنوں مذاہب عالم کا اکھاڑہ بنا ہوا تھا اس دعوت نے تہلکہ مچا دیا۔ گھر گھر اس کا  
چرچا ہونے لگا اور غیر مذاہب مبہوت ہو کر رہ گئے مگر کروڑوں کی آبادی میں سے  
سوائے درج ذیل تین مخالفوں کے کسی کو اسلام کی سچائی کا تجربہ کرنے کی جرات نہ  
ہوئی۔

(i) منشی اندر من مراد آبادی

(ii) پادری سوٹ

(iii) پنڈت لیکھ رام

## پنڈت اندر من مراد آبادی کا مقابلہ سے فرار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس موقع پر ہر کس و ناکس کو مخاطب بھی نہ فرمایا تھا بلکہ دیگر غیر مذاہب کے شہرت یافتہ، معزز، ذی حیثیت مقتدایان قوم کو دعوت دی تھی جن میں خاص طور پر آریوں کے مشہور پنڈت اندر من مراد آبادی مصرعہ ثانی پنڈت دیانند بھی شامل تھے۔

پنڈت اندر من مراد آبادی نے قدرے آمادگی ظاہر کی مگر جو نبی حضرت صاحب نے ان کی خواہش کے مطابق مبلغ چوبیس سو روپیہ لاہور بھجوانے کا انتظام فرمایا تو وہ جان چھڑا کر فرید کوٹ چلے گئے۔

## پادری سوفٹ کی بیان سازی

پادری سوفٹ جن کا تعلق ریاست گوالیار سے تھا مگر ان دنوں گوجرانوالہ میں متعین تھے نے بھی بذریعہ خط قادیان آنے کی حامی بھری تھی مگر محض اپنی ہوس پرستیوں کی تکمیل کے سامان کے لئے۔ اس نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت کو قبول کیا مگر اس کے جواب میں بے جا شرائط رکھ دیں۔

شیر خدا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خط کے ذریعہ اسے دوبارہ نشان نمائی کے لئے بلایا اور خدائے کامل اور صادق کی قسم دیتے ہوئے ان الفاظ میں غیرت دلائی۔

”آپ ضرور تشریف لاویں۔ ضرور آئیں اگر وہ قسم آپ کے دل پر موثر نہیں تو پھر اتمام الزام کی نیت سے آپ کو حضرت مسیح کی قسم ہے کہ آپ آنے میں ذرا توقف نہ کریں تاحق اور باطل میں جو فرق ہے وہ آپ پر کھل

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند  
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

کے مصداق پادری صاحب بھی میدان سے فرار ہو گئے۔

### لیکھ رام کا مقابل پر آنا

پنڈت لیکھ رام جو اس دعوت کے اصل مخاطب نہ تھے کو اس خیر رقم کے  
لاچ نے دعوت قبول کرنے پر مجبور کیا۔ ایک طرف براہین احمدیہ کا جواب دینے  
والے کو ۱۰ ہزار روپے کا چیلنج اور دوسری طرف قادیان میں آکر ایک سال کے قیام  
کے دوران نشان نہ دیکھنے پر۔ / ۲۴۰۰ روپے کے لاچ نے درحقیقت لیکھ رام کو مقابل  
پر آنے پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ اس نے ۳ اپریل ۱۸۸۵ء کو امرتسر سے حضرت مسیح  
موعود علیہ السلام کی خدمت میں درج ذیل خط لکھا۔

”آپ کا خط مطبوعہ مرتضائی لاہور بلا تاریخ آج میرے مطالعہ سے گزرا۔  
خدا آگاہ ہے کہ جب سے آپ نے براہین احمدیہ کا ابتدائی اشتہار سفیر ہند  
اخبار میں طبع کرایا تھا۔ اس روز سے آج تک جس قدر آپ نے خامہ  
فرسائی کی ہے سب کو بغور ملاحظہ کرتا رہا اور ہمیشہ اشتیاق ملاقات رہا۔ خط  
کے مضمون کو مکالمہ بمعنی پڑھا۔ یہ خط جس کے لکھنے کی آپ کو ہفحوائے  
مضمون خدا کی طرف سے اجازت ہوئی ہے۔ کہ ہم آریہ لوگوں اور غیر

(۱) مکتوبات احمدیہ جلد ۳ صفحہ ۱۰ مرتبہ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب

مذہب والوں کو بھی آپ دین اسلام کی طرف مدعو کریں اور جو کوئی ہم میں سے اس منشاء سے بشرط آپ کے پاس ایک سال تک رہنے کے اگر وہ کوئی نشان آسمانی یا کرامات صداقت دین اسلام و قرآن کو نہ دیکھے اور تسلی پا کر مسلمان نہ ہوئے۔ تو آپ اس کو دو سو روپیہ ہرجانہ یا جرمانہ ماہوار کے حساب سے دینا منظور کرتے ہیں۔

پس راقم الحروف آپ کی خدمت میں بنا بر دریافت نشان آسمانی و معجزات و صداقت دین اسلام کے حاضر ہونے کو بموجب آپ کے وعدہ کے مستعد ہے۔ مگر بایں شرط کہ آپ اول بحساب دو سو روپیہ ماہوار کے کل ۲۴۰۰ روپیہ ایک سال کا داخل خزانہ سرکار فرمادیں اور اقرار نامہ تحریر کر دیں کہ اگر ایک سال تک آپ کی ہدایت اور آسمانی نشانات و معجزات وغیرہ سے تسلی نہ پا کر آپ کے دین کو قبول نہ کروں تو وہ ۲۴۰۰ روپیہ بطور ہرجانہ کے بلاعذر و حیلہ خزانہ سرکار سے مجھ کو مل جاوے اور وہ روپیہ تا انقضائے میعاد ایک سال کے خزانہ سرکار میں مکفول رہے اس کے واپس لینے کا آپ کو اختیار نہ ہوگا۔ جواب اس عریضہ نیاز کا اندر میعاد ایک ہفتہ کے بمقام آریہ سماج لاہور میرے پاس ارسال فرمادیں اگر حسب شرائط مطبوعہ جناب کے یہ شرائط آپ قبول یا منظور نہ فرمادیں گے تو اسی سے آپ کے دعویٰ کی تکذیب بھی لازم آوے گی اور عام و خاص میں مشترک کی جاوے گی۔ اگر آپ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو مندرجہ بالا تحریر کو منظور فرما کر بندوبست کریں مجھے ایک سال تک آپ کی شاگردی سچے دل سے منظور ہے۔ (۱)

پنڈت لیکھ رام کے اس خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نے اپنا دو سو روپیہ ماہوار معاوضہ والا دعوتی خط لیکھ رام کو نہیں بھیجا بلکہ اس نے کسی جگہ اسے دیکھ کر دو صد روپیہ ماہوار کے لالچ میں آپ کو خط لکھ دیا جس کا حضور علیہ السلام کے خط سے کوئی تعلق نہیں۔ حضور علیہ السلام نے اپنے خط میں کہیں بھی ایک سال کے برابر رقم یعنی دو ہزار چار سو روپیہ کسی بنک یا خزانہ میں پیشگی داخل کروانے کا ذکر نہیں کیا۔ اور نہ ہی حضور نے ایسے شقی ازلی اور بد فطرت شخص کو چوبیس سو روپیہ بطور ہرجانہ دینے کا ذکر فرمایا جو واضح نشانات صداقت دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے بلکہ ایسے شخص سے تو بطور ہرجانہ یا وعدہ خلافی کے جرمانہ کے طور پر یہ رقم لی جانی چاہیے نہ کہ وعدہ خلافی پر بطور انعام اسے یہ رقم دی جائے۔

### حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جوابی خط

جیسا کہ ہم ثابت کر آئے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دعوتی خط میں لیکھ رام کو اس کی معمولی حیثیت کے پیش نظر مخاطب نہ کیا تھا۔ پھر بھی حضور علیہ السلام نے ۱۵ اپریل ۱۸۸۵ء کو لیکھ رام کے پہلے خط کا جواب دیتے ہوئے اس کو لکھا کہ آپ آریہ سماج کی پانچ مختلف شاخوں کی طرف سے کم از کم پانچ افراد کا حلف نامہ پیش کریں جس میں ان کی طرف سے یہ اقرار ہو کہ وہ لیکھ رام کو اپنا مقتدا اور پیشوا تسلیم کرتے ہیں تو ہم آپ کو اپنے دعوتی خط کا مخاطب سمجھیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا کہ نشان صداقت دیکھنے کی خاطر قادیان ضرور آئیں۔ دعوتی خط میں بیان شرائط کے ہم پابند رہیں گے۔ آپ کے خط کا متن یہ ہے۔

”پنڈت لیکھ رام صاحب! آپ کا خط ملا۔ آپ لکھتے ہیں کہ خط مطبع مرتضائی لاہور میرے مطالعہ سے گزرا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ابھی تک یہ خط آپ نے مطالعہ نہیں کیا کیونکہ تحریر آپ کی شرائط مندرجہ خط مذکورہ بالا سے ہکلی برعکس ہے اول اس عاجز نے اپنے خط مطبوعہ کے مخاطب وہ

لوگ ٹھہرائے ہیں کہ جو اپنی قوم میں معزز علماء اور مشہور اور مقتدا ہیں جن کا ہدایت پانا ایک گروہ کثیر پر موثر ہو سکتا ہے مگر آپ اس حیثیت اور مرتبہ کے آدمی نہیں ہیں اور اگر میں نے اس رائے پر غلطی کی ہے اور آپ فی الحقیقت پیشوائے قوم ہیں تو بہت خوب میں زیادہ تر آپ کو تکلیف دینا نہیں چاہتا صرف اتنا کریں کہ پانچ آریہ سماج میں آریہ سماج قادیان۔ آریہ سماج لاہور۔ آریہ سماج پشاور۔ آریہ سماج امرتسر۔ آریہ سماج لدھیانہ میں جس قدر ممبر ہیں سب کی طرف سے ایک اقرار نامہ حلفاں مضمون کا پیش کریں۔ کہ پنڈت لیکھ رام صاحب ہم سب لوگوں کے مقتدا اور پیشوا ہیں۔ اگر اس مقابلہ میں مغلوب ہو جاویں گے اور کوئی نشان آسمانی دیکھ لیں گے تو ہم سب لوگ بلا توقف شرف اسلام سے مشرف ہو جائیں گے۔ پس اگر آپ مقتدائے قوم ہیں تو ایسا اقرار نامہ پیش کرنا آپ پر کچھ مشکل نہیں ہو گا بلکہ تمام لوگ آپ کا نام سنتے ہی اقرار نامہ پر دستخط کر دیں گے کیونکہ آپ پیشوائے قوم جو ہوئے لیکن اگر آپ اپنا مقتدائے قوم ہونا ثابت نہ کر سکیں اور ایسا اقرار نامہ مرتب کر کے دو ہفتہ تک میرے پاس نہ بھیج دیں تو آپ ایک شخص عوام الناس سے سمجھے جائیں گے جو قابل خطاب نہیں۔ یہ بات آپ پر واضح رہے کہ اس معاملہ میں خط مطبوعہ میں شرط یہی درج ہے کہ مقتدائے قوم ہو۔ اب مقتدا ہونا بجز مقتدیوں کے اقرار کے کیونکر ثابت ہو اور یہ بات کہ ہم نے اپنے خط میں یہ شرط لازمی کیوں رکھی کہ شخص ممتحن مقتدائے قوم ہو عوام الناس سے نہ ہو اس شرط کی وجہ یہ ہے کہ عوام الناس میں سے کسی کو مغلوب اور قاتل کرنا دوسروں پر موثر نہیں ہو سکتا بلکہ ایسے شخص کے تجربہ کے خواص لوگ سادہ لوحی اور عدم بصیرتی پر حمل کرتے ہیں اور بجائے اس کے کہ کوئی

گروہ اس کا اتباع کر کے راہ راست پر آوے حق کی ہدایت یابی کو کسی  
 غرض نفسانی پر مبنی سمجھ لیتے ہیں ماسوا اس کے ان خطوط مطبوعہ کے بھیجنے  
 سے میری غرض تو یہ ہے کہ تاہر ایک قسم پر حجت پوری ہو کر حصہ پنجم میں  
 اس اتمام حجت کا حال درج کیا جائے لیکن ایک عامی آدمی کے قائل اور  
 مسلمان ہو جانے سے قوم پر کیونکر حجت پوری ہو جائے گی۔ عامی کا عدم  
 قوم کے نزدیک برابر ہے کیا اس جگہ کے بعض آریہ سماج کے ممبروں کی  
 شہادت سے جنہوں نے پچشم خود بعض نشانوں کو دیکھا ہے آپ لوگ  
 مسلمان ہو سکتے ہیں؟ تو پھر کیونکر امید رکھیں کہ آپ کی شہادت قوم پر موثر  
 ہوگی حالانکہ آپ قادیان کے بعض آریوں سے جنہوں نے بعض نشانوں کو  
 مشاہدہ کیا ہے۔ حیثیت اور عزت اور لیاقت میں زیادہ نہیں ہیں۔ بہر حال  
 ہم کو اس خط مطبوعہ پر عمل کرنا لازم ہے جس کو آپ بنظر سرسری دیکھ چکے  
 ہیں۔ اگر قوم کے مقتدا مخاطب ہونے کے لئے مخصوص نہ ہوں تو یہ سلسلہ  
 قیامت تک ختم نہ ہوگا۔ مناسب ہے کہ آپ بہت جلد اس کا جواب لکھیں  
 کیونکہ اگر آپ مقتدا قوم کے قرار پا گئے تو دوسرے مراتب اس کے بعد  
 طے ہوں گے۔ اور جو مبلغ دو سو روپیہ ماہواری کے حساب سے دو ہزار  
 چار سو روپیہ سال بصورت مغلوبیت دینا تجویز کیا ہے۔ یہ بھی اسی لحاظ یعنی  
 مقتدائے قوم کی وجہ سے قرار پایا ہے خواہ وہ مقتدا تمام روپیہ آپ رکھے یا  
 قوم جو اقرار نامہ پر دستخط کریں گی اپنے اپنے حصہ ٹھہرائیں۔۔۔۔۔

جو شخص ہمارے مقابل پر آنا چاہے (آپ ہوں یا کوئی اور ہو) اس کو یہ  
 ثبوت دینا چاہیے کہ درحقیقت وہ مقتدائے قوم ہے۔ اور اس کی قوم کے  
 لوگ اس بات پر مستعد ہیں کہ اس کے قائل اور اقراری ہو جانے سے بلا  
 حجت و حیلہ دین اسلام میں داخل ہو جائیں گے۔ سو مناسب ہے کہ آپ

سعی اور کوشش کر کے پانچوں آریہ سماج کے جس قدر ممبر ہوں ان سے  
حلفاً اقرار نامہ لے لیں اور نام بنام ان سے دستخط کرائیں اور اس اقرار  
نامہ پر دس یا بیس متفقہ مسلمانوں اور بعض پادریوں کے دستخط بھی ہوں تا  
کہ وہ اقرار نامہ مع آپ کے اقرار اور ہمارے اقرار کے چند اخباروں میں  
چھپوایا جائے لیکن جب تک آپ اس طور سے اپنا سرگروہ ہونا ثابت نہ  
کریں تب تک آپ عوام الناس میں محسوب ہوں گے۔" (۱)

### لیکھ رام کی طرف سے دو سرا خط

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خط کے جواب میں پنڈت لیکھ رام نے ۹  
اپریل ۱۸۸۵ء کو لاہور سے ایک اور خط تحریر کر کے بھجوایا۔ اس خط و کتابت کا موازنہ  
کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر کے مقابل پر لیکھ رام کی  
تحریر میں درشتی اور سختی پائی جاتی ہے اور ساتھ ساتھ پنڈت لیکھ رام کی بدحواسی اور  
سراسیمگی بھی عیاں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے پہلے خط میں ایک  
معقول تجویز دی تھی کہ آریہ سماج کی پانچ شاخوں کے ارکان کی طرف سے اپنی اعلیٰ  
حیثیت کی حلفی تصدیق کروا کر بھیج دو تو میں مان لوں گا۔ مگر پنڈت لیکھ رام کو اپنی قیمت  
کا اندازہ ہو گیا تھا چنانچہ بدحواس ہو کر اس نے لکھا کہ مرزا صاحب جس سماج سے  
چاہیں براہ راست یا میری معرفت تسلی کر لیں۔ گویا برملا اس امر کا اظہار تھا کہ میری  
حیثیت کی تصدیق آپ خود کر لیں۔ میں نہیں کر سکتا اور پھر اس خط میں پنڈت جی نے  
مرزا صاحب سے اپنا پیچھا چھڑانا چاہا اور وہ دو صد روپیہ ماہوار کے مطالبہ سے بھی  
دستبردار ہو گئے۔ لیکھ رام کی حواس باختگی اور از خود رفتگی اس خط کے لفظ لفظ سے

(۱) کلیات آریہ مسافر طبع اول صفحہ ۲۰۸

ظاہر ہے۔ جس قلم سے ۲۴ سو روپیہ سرکاری خزانے میں جمع کروانے کا لکھا۔ اسی قلم سے یہ لکھتے ہوئے انکار کیا کہ:

”میں اس طمع نفسانی سے پاک ہوں۔ نہ آپ کے گنج قارون کے حاصل کرنے کی کسی طرح کی تمنا ہے۔“

اگر لیکھ رام کو ۲۴ سو روپے کالاچ نہ تھا تو اتنی لمبی چوڑی خط و کتابت اور بحث و تمحیص کی ضرورت ہی نہ تھی۔ چاہیے تو یہ تھا کہ وہ فوراً ”قادیان آنا اور نشان کا مطالبہ کرنا کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پہلے ہی تحریر فرما چکے تھے کہ:

”جو لوگ حرجانہ اور جرمانہ کے طالب نہیں ہیں ان کو (ایک سال تک

رہنے کے لئے قادیان آنے کی) اجازت طلب کرنے کی ضرورت نہیں۔“

مگر پنڈت لیکھ رام پر طمع نفسانی غالب آئی اور چوبیس سو روپے کالاچ بار بار خط لکھنے پر اکساتا رہا۔ پنڈت لیکھ رام نے حضرت مرزا صاحب کو جو خط تحریر کیا۔ اس کا متن حسب ذیل ہے۔

”مرزا صاحب۔ میرا خیال تھا کہ آپ بموجب مضمون خط کے وعدہ کے

بھی ویسے ہی سچے ہوں گے مگر وہ غلط نکلا۔ بے شک آپ لوگوں کا یہ عقیدہ

ہے کہ گم آن شد کہ دنبال داعی زلفت۔ مگر آریہ سماج والوں کا اعتقاد

بالکل اس کے مختلف ہے۔ آریہ سماج والے لیکر کے فقیر نہیں ہیں اور نہ

کسی بشیرو نذیر کے دام میں اس پر ہر ایک شخص بصحت عقل و درستی

حواس و صفائی باطن آریہ سماج کا ممبر ہے اور وید مقدس کا پیرو۔ ہم کسی

انسان کے بندے نہیں ہیں اور نہ کسی مردہ یا زندہ کے گرویدہ۔ ہماری

پاک سوسائٹی کا اصول یہ ہے کہ نار دوزخ کے ارادے ٹھن گئے جو کوئی

بندوں کے بندے بن گئے۔ آپ بقول شخصے۔ آب ندیدہ و موزہ از

پاکشیدہ پر عمل کر رہے ہیں۔ مگر قبل از مرگ واویلا خوب نہیں ہے

خدا نخواستہ بالفرض محال کسی آریہ کا دین اسلام قبول کرنا وید مقدس اور دھرم متبرک پر کسی طرح کا حرف نہیں لاسکتا۔ مہربانمن تکوار کے دین اور پیار کے دین جہاد کے دین اور اتحاد کے دین۔ طمع کے ایمان اور صداقت کے بیان میں زمین و آسمان کا تفاوت ہے۔ ایک معزز کے ایمان لانے سے جاہل قوم بھی مائل ہو جاتی ہے مگر عاقل اور مہذب قوم اس اندھا دھند کارروائی سے شرماتی ہے۔۔۔۔۔۔

آپ کا یہ تحریر فرمانا کہ آریہ سماج قادیان، آریہ سماج لاہور، آریہ سماج پشاور، آریہ سماج امرتسر، آریہ سماج لودھیانہ میں جس قدر ممبر ہیں سب کی طرف سے ایک اقرار نامہ حلفا اس مضمون کا پیش کریں کہ پنڈت لیکھ رام صاحب جو ہم سب لوگوں کے مقتدا اور پیشوا ہیں۔ اگر اس مقابلہ میں مغلوب ہو جائیں گے اور کوئی نشان آسمانی دیکھ لیں گے تو ہم سب لوگ بلا توقف شرف اسلام سے مشرف ہو جائیں گے۔ الخ۔ اس بات کو تصدیق کرتا ہے کہ حیلہ جو را بہانہ بسیار میں اوپر تحریر کر چکا ہوں کہ ہم آریہ دھرم والے صداقت کے مرید ہیں۔ طمع کے شہید نہیں۔۔۔۔۔۔

مرزا صاحب! اپنے گھر میں کچھ کا کچھ سمجھ لینا شایان شان عقل مندی نہیں ہے، بالفرض محال اگر آپ آریہ ہو جاویں تو کیا آپ کے بھائی رشتہ دار وغیرہ موضع قادیان کے رہنے والے اہل اسلام آریہ دھرم کو قبول کریں گے۔ کبھی نہیں پس اس معاملہ میں زیادہ تحریر واجب نہیں جانتا ہوں۔ مگر صرف اتنا لکھنا ضروری ہے باندا زہ بود باید نمود خجالت بز د آنکہ بنمود بود۔ مرزا صاحب ادعائے بے معنی سے سوائے خجالت کے اور کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ جیسے اگر آپ بعد کامل تحقیقات کے آریہ ہو جاویں تو آریہ دھرم کی صداقت کا عمدہ ثبوت ہے۔ ویسا ہی ایک میرے جیسے کا

خدا نخواستہ مسلمان ہو جانا۔ دین اسلام کی خوارق عادات کا ایک بہتر و برتر معجزہ ہو گا۔ چونکہ مجھے آریہ سماج قادیان کے ممبروں سے آپ کے کراماتی مایہ کی قلعی کھل چکی ہے۔ پس آزمودہ را آزمودن جمل است۔ علاوہ برآں وہاں کوئی ایسی سماج بھی نہیں ہے۔ صرف دو تین ممبر آریہ سماج والے رہتے ہیں۔ آپ کا یہ تحریر فرمانا کہ خواہ وہ مقتدا تمام روپیہ آپ رکھے یا قوم جو اقرار نامہ پر دستخط کرے گی۔ اپنے اپنے حصہ ٹھہرائیں۔ الخ۔

یہ درحقیقت آپ کی خوش فہمی ہے۔ ورنہ آریہ سماج والوں کا یہ اعتقاد و خواہش نہیں ہے۔ پس اب آخری خلاصتہ عرض ہے کہ آپ کا یہ تحریر کرنا کہ ہر پانچ سماجوں کے ممبروں سے اقرار نامہ حلفاً "تحریر کروا کر ارسال کریں۔ صرف ٹال مٹول اور حیلہ پردازی و ظاہر آرائی معلوم ہوتی ہے۔ ورنہ جس سماج سے چاہیں آپ براہ راست یا میری معرفت وغیرہ طور پر تسلی کر سکتے ہیں۔ میں اس طمع نفسانی سے پاک ہوں۔ نہ آپ کے گنج قارون کے حاصل کرنے کی کسی طرح کی تمنا ہے۔ صرف تحقیق حق منظور ہے مگر افسوس کہ آپ بالکل پہلو تھی فرما رہے ہیں ہاں یہ تو میں خود بھی لکھتا ہوں۔ کہ عوام آریہ سے نہیں ہوں بلکہ خاص سے ہوں۔" (۱)

### حضرت مرزا صاحب کا جواب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۶ اپریل ۱۸۸۵ء کو لیکھ رام کے دوسرے خط کا جواب روانہ فرمایا۔ جس میں آپ نے کمال رحم دلی اور اعلیٰ ظرفی سے پنڈت لیکھ

(۱) کلیات آریہ مسافر طبع اول صفحہ ۴۰۹

رام کے لئے حق کی طرف آنے کا راستہ آسان کر دیا اور پنڈت جی کے فرار کی راہیں  
 مسدود کر دیں۔ اپنے دعوتی خط والے مضمون کو دہراتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ  
 السلام نے واضح طور پر لکھا کہ اگر آپ اپنی اعلیٰ حیثیت ثابت نہ بھی کر سکیں اور  
 قادیان آکر نشان دیکھنا چاہیں تو تب بھی نشان دیکھ کر تسلی نہ پانے کی صورت میں ہم لیکھ  
 رام کو اس قدر ہرجانہ دینے کو تیار ہیں جس قدر وہ اپنی نوکری کی حالت میں تنخواہ پاتے  
 رہے ہیں اور اس کے لئے بہتر ہو گا کہ دو تین روز کے لئے قادیان آکر بالمشافہ گفتگو  
 کریں تاکہ کوئی تصفیہ ہو سکے اگر ایسا نہیں تو لاہور کے دو تین شریف اور معزز آریہ میرے  
 ساتھ ملاقات کر کے جو تصفیہ کریں وہ مجھے منظور ہو گا۔

حضرت مرزا صاحب کے خط کا متن پیش خدمت ہے:

”مشفق پنڈت لیکھ رام صاحب۔

آپ نے بجائے اس کے کہ میرے جواب پر انصاف اور صدق دل سے  
 غور کرتے۔ ایسے الفاظ دور از تہذیب و ادب اپنے خط میں لکھے ہیں جو  
 میں خیال نہیں کر سکتا کہ کوئی مہذب آدمی کسی سے خط و کتابت کر کے  
 ایسے الفاظ لکھنا روا رکھے پھر آپ نے اسی اپنے خط میں ہنسی اور تمسخر کی  
 راہ سے دین اسلام کی نسبت توہین اور ہتک کے کلمات تحریر کئے ہیں۔ اور  
 بغیر سوچنے سمجھنے کے ہجو ملیح کی طرح مکروہ اور نفرتی باتوں کو پیش کیا ہے اگرچہ  
 اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ آپ اس قدر طالب حق ہیں۔ لیکن پھر بھی  
 میں نے مناسب سمجھا کہ آپ کی سخت اور بدبودار باتوں پر صبر کر کے دوبارہ  
 آپ کو اپنی منشاء سے مطلع کروں۔ کیونکہ یہ بھی خیال گزرتا ہے کہ شاید  
 آپ نے میرے پہلے خط کو غور سے نہیں پڑھا۔ صاحب میں نے جو پہلے خط  
 لکھا تھا۔ اس کا خلاصہ مطلب یہی ہے جو اب میں گزارش کرتا ہوں یعنی  
 ان دنوں میں اتمام حجت کی غرض سے میں نے یہ مناسب سمجھا کہ سات سو

خط چھپوا کر ان مخالفین مذہب کی طرف روانہ کروں جو اپنی اپنی قوم کے سرگروہ اور میر مجلس ہیں اور یہ قرار پایا کہ چونکہ ہر ایک قوم میں اوسط اور ادنیٰ درجہ کے آدمی ہزار ہا بلکہ لکھو کھمہا ہوا کرتے ہیں۔ اس لئے یہ مناسب ہے کہ یہ خطوط مطبوعہ ان چیدہ چیدہ اور اعلیٰ درجہ کے لوگوں کی طرف روانہ کئے جائیں۔ کہ جو خواص اور قلیل الوجود آدمی ہیں پھر ساتھ ہی یہ بھی سوچا گیا کہ ایسے لوگ اگر قادیان میں ایک برس تک ٹھہرنے کے لئے بلائے جائیں تو ان کی دنیوی عزت اور آمدنی کے لحاظ سے دو سو روپیہ ماہواری ان کے لئے شرط مقرر کرنا مناسب ہو گا۔ کیونکہ یہ خیال کیا گیا کہ وہ لوگ جس قدر اپنے اپنے مکانات میں بذریعہ نوکری یا تجارت وغیرہ وجوہ معاش حاصل کرتے ہیں وہ غالباً اسی اندازہ کے قریب قریب ہو گا غرض جو دو سو روپیہ کی رقم تجویز کی گئی وہ بنظر اندازہ وجوہ معاش ان اعلیٰ درجہ کے سرگروہوں کی مقرر ہوئی تا وہ لوگ یہ عذر پیش نہ کریں۔ کہ قادیان میں ٹھہرنے سے ہمارا دو سو روپیہ ہرج متصور ہے اور اسی غرض سے خطوط مطبوعہ میں یہ بھی اندراج پایا کہ اگر دو سو روپیہ ماہواری کسی صاحب کی حیثیت دنیوی سے کم ہو تو جہاں تک ممکن ہو ان کو دو سو روپیہ سے کچھ زیادہ دیا جائے گا۔ اب آپ جو تحریر فرماتے ہیں کہ وہ دو سو روپیہ کہ جو اعلیٰ درجہ کے لوگوں کے لئے بلحاظ حیثیت دنیوی ان کے خطوط مطبوعہ میں اندراج پایا ہے اسی قدر روپیہ ملنے کی شرط سے میں قادیان میں آتا ہوں۔ سو آپ خود انصاف فرمائیویں کہ آپ کیونکر اس قدر روپیہ پانے کی شرط کر سکتے ہیں۔ ہاں اگر آپ کسی جگہ دو سو روپیہ ماہواری پاتے ہیں تو پھر اس صورت میں مجھ کو کسی طور سے عذر نہیں ہے۔ آپ مجھ پر یہ ثابت کر دیں کہ میں اسی حیثیت کا آدمی ہوں اور اگر

ایسا ثابت نہ کریں تو پھر آپ کے لئے یہ منظور کرتا ہوں کہ جس قدر آپ نوکری کی حالت میں تنخواہ پاتے رہے ہیں وہی تنخواہ حسب شرائط متذکرہ خطوط مطبوعہ آپ کو دوں گا۔ لیکن آپ خود انصاف کر لیں کہ جو تنخواہ اعلیٰ درجہ کے لوگوں کے لئے ان کی ماہواری آمدنی کے لحاظ سے اور ان کے ہرجہ کثیرہ کے خیال سے خطوط مطبوعہ میں لکھی گئی ہے وہ کیونکر ان لوگوں کو دی جائے جو اس درجہ کے آدمی نہیں ہیں اور اگر ہر ایک ادنیٰ و اعلیٰ کے لئے دو سو روپیہ ماہواری دینا تجویز کروں تو اس قدر روپیہ کہاں سے لاؤں۔ آپ تحکم کی راہ سے کلام نہ کریں اور جو میں نے خطوط کے چھاپنے کے وقت انتظام کیا ہے اس کو خوب سوچ لیں۔ اور میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ آپ دو تین روز کے لئے قادیان آجائیں اور بالمواجہ گفتگو کر کے اس بات کا تصفیہ کریں۔ مجھے یہ بھی منظور ہے کہ دو تین شریف اور معزز آریہ جیسے منشی جیونداس لاہور میں ہیں وہ مجھ سے ملاقات کر کے جو اس بارہ میں تصفیہ کریں وہی قرار پا جائے۔ میں ناحق کی ضد کرنا نہیں چاہتا۔ نہ کوئی حیلہ بہانہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ غور سے میرے خط کو پڑھیں اور یہ جو آپ نے اپنے خط کے آخر پر لکھ دیا ہے کہ قادیان کے آریہ لوگوں سے آپ کی کراماتی مایہ کی قلعی کھل چکی ہے یہ الفاظ بھی منصفین کے سامنے پیش کرنے کے لائق ہیں۔ جس حالت میں قادیان کے بعض آریہ جو میرے پاس آمدورفت رکھتے ہیں اب تک زندہ موجود ہیں اور اس عاجز کے نشانوں اور خوارق کے قائل اور مقرر ہیں۔ تو پھر نہ معلوم آپ نے کہاں سے اور کس سے سن لیا کہ وہ لوگ منکر ہیں اگر آپ راستی کے طالب تھے تو مناسب تھا کہ آپ قادیان میں آکر میرے روبرو اور میرے مواجہ میں ان لوگوں سے دریافت کرتے تا جو امر حق ہے آپ

۲۰۳  
پر واضح ہو جاتا۔ مگر یہ بات کس قدر دیانت اور انصاف سے بعید ہے کہ  
آپ دور بیٹھے قادیان کے آریوں پر ایسی تہمت لگا رہے ہیں۔ (۱)

## لیکھ رام کا تیسرا خط

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اتنے واضح اور پیار بھرے خط کے جواب  
میں لیکھ رام نے اپنی عادت کے مطابق یا وہ گوئی اور تمسخر پر مبنی خط ۲۹ اپریل ۱۸۸۵ء  
کو پشاور سے تحریر کر کے بھجوایا۔ جس میں وہی باتیں دوبارہ دہرائیں جن سے صاف ظاہر  
ہوتا ہے کہ پنڈت لیکھ رام فرار کی راہیں تلاش کرنے میں مصروف ہیں اور اپنے  
دوسرے خط کے برعکس اس خط میں ۲۴ سو روپے داخل خزانہ کرنے کا مطالبہ دوبارہ  
دہرایا۔ قارئین کی دلچسپی کے لئے خط کا متن ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

”یہ خط آپ کا بھی میں نے غور سے پڑھا اور..... ساتھ ہی اپنے خط نمبر ۲  
کو حرف بحرف مطالعہ کیا مگر کوئی حرف یا کلمہ دور از تہذیب و ادب  
اس میں نہیں دیکھا۔ نہیں معلوم کہ آپ نے اس خط سے اس قدر باتیں  
کہاں سے نکال لیں۔ ہاں اگر جواب معمولی سے بھی مزاج مبارک  
برافروختہ ہوتا ہے تو تحقیق حق و باطل و تصدیق صدق و کذب سراپا محال  
ہے۔ افسوس کہ اپنے خط نمبر کی تادیب و تہذیب پر دھیان نہیں دیتے ہو  
اور میرے صاف خط کو بھی مہذبانہ نہیں بتلاتے۔ اگر اس سے اسلامی تحکم  
جتلانا مراد ہے تو وہ علیحدہ امر ہے ورنہ اس میں کوئی امر مانع اخلاق نہیں  
ہے جس طرح آپ نے اتمام حجت کی غرض سے خطوط ارسال کئے ہیں۔  
اسی طرح میں نے بھی تردید حجت پر کمر باندھی ہے۔ آپ کے پہلے خط

(۱) کلیات آریہ مسافر طبع اول صفحہ ۳۰۹-۳۱۰

مطبوعہ کا مطلب اور ہے اور خط مورخہ ۱۵ اپریل ۱۸۸۵ء سے کچھ اور ہی ظاہر ہوتا تھا اور اس خط محررہ ۱۶ اپریل ۱۸۸۵ء سے کچھ اور ہی نتیجہ نکلتا ہے۔

واللہ اعلم آپ اپنی تحریرات سے کیوں پلٹے جاتے ہیں۔ خط مطبوعہ کے برخلاف یا اس کی اندرونی تائید کے واسطے بہت باتیں آپ نے دل ہی دل میں پوشیدہ رکھیں اور غالباً اب بھی بہت باتیں مطلب براری کے واسطے پوشیدہ ہوں گی۔ آپ کا خیال نہیں ہے۔ نفعے باشد مخالف قول و فعل راستاں باہم۔ کہ گفتار قلم باشد ز رفتار قلم پیدا۔ جو نتیجے آپ کی مختلف تحریروں سے برآمد ہوتے ہیں وہ کسی عاقل کے نزدیک کبھی تسلیم کے لائق نہیں ہیں اور نہ کوئی انہیں عزت کی نگاہ سے دیکھے گا۔

بمہ ستمبر ۱۸۸۴ء میں ہتفقویہ جلسہ آریہ سماج امرت سر کے گورداسپور گیا تھا اور وہاں پر اس امر کی نسبت کہ آپ نے جو دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا ہے۔ درحقیقت کس حیثیت کے آدمی ہیں دریافت کی گئی تو ایک معزز آدمی کی زبانی جو آپ کا پورا واقف تھا معلوم ہوا کہ آپ اس قدر جائیداد بھی نہیں رکھتے بلکہ مقروض ہیں۔ اب اس کی تصدیق آپ کی ہی تحریر سے ہو گئی۔ کہ اگر ہر ایک کے لئے دو سو روپیہ ماہواری دینا تجویز کروں تو اس قدر روپیہ کہاں سے لاؤں۔

مرزا صاحب! اس سے لاؤ جس نے آپ کو بقول آپ کے نبی ناصری اسرائیلی کی طرز پر اصلاح خلق کے لئے مامور کیا ہے۔ قادیان کے آریہ بھائیوں کی نسبت میں نے تہمت نہیں لگائی اور اپنے دعویٰ کا نہایت قوی اور مدلل ثبوت رکھتا ہوں۔ جو براہین احمدیہ کے جواب تکذیب براہین احمدیہ میں درج ہو کر عنقریب چھپنے والا ہے اور وہ ان کی خط و کتابت ہے

ان کو تہمت آپ نے لگائی ہے کہ ان کو میں نے کراماتیں بتلائی ہیں۔ جو بالکل صداقت سے خارج امر ہے میں آپ کے روبرو بھی آنے کو مستعد تھا مگر ایک لائق آریہ برادر کی زبانی جو آپ کی ملاقات کو گیا تھا معلوم ہوا کہ آپ زود رنج اور غصہ ور آدمی ہیں تو خیال گزرا کہ شاید ان کی اس قدر مہربانیوں کو میں برداشت نہ کر سکوں۔ اس واسطے ارادہ ملتوی کیا۔۔۔۔۔ اور جو باتیں اپنے پہلے خطوں میں تحریر کر چکا ہوں یا جو شہادتیں مذہبی یا عقلی بیان کی گئی ہیں سب کے ثبوت سلسلہ وار میرے پاس موجود ہیں۔ ایک مولوی صاحب ساکن لاہور جو علم دینی و دنیوی و طب میں عمدہ دستگاہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے بھی آپ کی کراماتوں کی مفصل فہرست پیش کی تھی کہ آپ جاہلوں کے آگے بہت کچھ دسترس رکھتے ہیں چونکہ مجھے تحقیق حق منظور ہے۔ اور بفضل ایزدی چاہتا ہوں کہ ان لوگوں کو جو راہ راست سے بے خبر ہیں۔ صراط المستقیم یعنی بابت وید مقدس کی تعلیم دوں۔ قرآن و انجیل و توریت و زبور وغیرہ کتب ہائے ادیان مختلفہ کو بخوبی مطالعہ کیا ہے اور دلائل عقلی و نقلی سے ان کی بابت بحث کرنے کو موجود ہوں اور میرے پاس اکثر دوست مسلمان جو آپ کی براہین احمدیہ کے خریدار ہیں یا جن کو آپ تبرکاً یا کسی اور طور پر کتاب دیتے ہیں۔ بہ سبب منکر از کرامات ہونے کے وہی لوگ مجھے آپ کی عنایتوں کا مشکور کرتے رہتے ہیں۔ مگر زیادہ طول دینا مجھے پسند نہیں ہے۔ صرف آخری گزارش ہے کہ اگر درحقیقت وعدے کے سچے اور حق کے محقق اور راستی کے طالب اور اصلاح خلق کے لئے مامور ہو رہے ہیں تو بموجب مضمون میرے پہلے خط کے بحساب دو سو روپیہ کے کل دو ہزار چار سو روپیہ ایک سال کا داخل خزانہ سرکار فرمادیں اور اقرار نامہ تحریر

کردیوں کہ اگر ایک سال تک آپ کی ہدایت اور آسمانی نشانات و معجزات وغیرہ کے تسلی نہ پا کر آپ کے دین کو قبول نہ کروں تو وہ مبلغان مجھ کو مل جاویں اور وہ روپیہ تا انقضائے ایک سال کے خزانہ سرکاری میں مکفول رہے۔ اس کے واپس لینے کا آپ کو اختیار نہ ہوگا۔ اگر آپ حضرت قادر مطلق جل شانہ کی طرف سے بقول اپنے مامور ہوئے ہیں تو اس اقرار نامہ و ادخال روپیہ سے گریز کیوں فرماتے ہیں۔ جب سانچ کو آنچ نہیں اور آپ کو اپنے کراماتی سکھ پر امید ہے کہ قلب نہیں ہے توکل عذر و معذرت و حیلہ جوئی بیکار ہے۔ جب خدا نے پیسگوئی فرمائی اور علاوہ برآں آپ نے کئی مرتبہ آزمائی تو ہم کو ملزم لاجواب و مغلوب ہونا ہی پڑے گا۔ خدا نے وعدہ آپ سے فرمایا اور آپ ہی وعدہ پورا کرنے سے پہلو تھی فرما رہے ہیں جیسا کہ آپ کے خطوط سے ظاہر ہے۔ پس کس طرح مانا جاوے کہ اس میں تخلف کا امکان نہیں ہے جبکہ آپ کو ہی اس کا کامل امتحان نہیں۔ دعویٰ کرنا اتمام حجت کا اشتہار دینا کہ جس روز آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا مبلغان ادا کروں گا۔ آپ جیسے کی عقلمندی کو ہٹا لگا رہا ہے۔ بسبب اسی آپ کے تخلف وعدہ کے کوئی آریہ بھائی آپ کے پاس آنا نہیں چاہتا۔ مکرر سہ کرر تحریر کرتا ہوں کہ کراماتی زر کے آزمانے کے واسطے اپنی طبع کو محکم امتحان بنانا چاہتا ہوں اور ایک سال تک آپ کی شاگردی اور قادیان کی حاضر باشی صدق دل سے منظور کرتا ہوں۔“ (۱)

## لیکھ رام کو تیسرے خط کا جواب

خدا کے مامور خلق خدا کی ہدایت کے بہت حریص ہوتے ہیں۔ دنیا دار انسان ایسے نامعقول، مجہول کی فضول گوئی کو دیکھ کر اپنا منہ موڑے تو خیر مگر خدا کا برگزیدہ مد مقابل کو راہ راست پر لانے کے لئے ہر طریق آزما تا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے مد مقابل فریق کو لا جواب کرنے کا وقت اس وقت آپہنچا۔ جب کہ ۷ مارچ جولائی ۱۸۸۵ء کو شیر خدا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نوع انسان کی ہمدردی سے مجبور ہو کر اس کی فرار کی تمام راہیں بند کر دیں اور لیکھ رام کی تجویز کے مطابق کمال دریا دلی سے کام لیتے ہوئے ۲۴ سو روپیہ جمع کروانے کی حامی بھری۔ مقصد صرف یہ تھا کہ حق کی طرف بلانے کا آخری حربہ بھی استعمال میں لایا جائے۔ ساتھ ہی لیکھ رام کو لکھا کہ آپ بھی اس قدر رقم بطور تاوان برائے انکار اسلام کسی جگہ جمع کروائیں تا فتح کی صورت میں یہ رقم فتح کی ایک یادگار رہے۔ حضور علیہ السلام کے خط کا متن ذیل میں درج ہے۔

”مشفق پنڈت لیکھ رام صاحب۔ بعد ما واجب اگرچہ اس خاکسار نے آپ کے ان خطوط کے جواب میں جن میں آپ نے قادیان میں ایک سال ٹھہرنے کی درخواست کی تھی یہ لکھا تھا کہ چوبیس سو روپیہ لینے کی شرط پر آپ کا ایسی درخواست کرنا آپ کی عزت اور حیثیت عرفی کے برخلاف ہے لیکن چونکہ آپ اب تک اسی بات پر اصرار کئے جاتے ہیں کہ میں آریہ سماج کے گروہ میں ایک بڑا عزت دار آدمی ہوں اور بزرگوار اور عالی مرتبت ہونے کی وجہ سے تمام آریہ سماجوں میں مشہور و معروف ہوں بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ نے اپنے اسی دعویٰ کو بعض اخباروں میں چھپوا کر جا بجا مجھے بدنام کرنا چاہا ہے اور یہ لکھا ہے کہ جس حالت میں میں ایک عزت دار آدمی ہوں اور پھر طالب حق تو پھر کیوں مجھے آسمانی نشان کے

دکھانے اور اسلام کی حقیقت مشاہدہ کرانے سے محروم رکھا جاتا ہے اور کیوں چوبیس سو روپے دینے کی شرط پر مجھ کو قادیان میں ایک سال تک ٹھہرا کر آسمانی نشانوں کے آزمانے کے لئے اجازت نہیں دی جاتی۔ سو آپ پر واضح ہو کہ ہم نے جو آج تک آپ کی درخواست منظور کرنے میں توقف کیا تو اس کی یہی وجہ تھی کہ ہم اپنے خط مطبوع میں یہ شرط درج کر چکے ہیں کہ ہمارا مقابلہ عوام الناس سے نہیں ہے بلکہ ہر قوم کے چیدہ اور منتخب اور صاحب عزت لوگوں سے ہے۔ اور ہر چند ہم نے کوشش کی مگر ہم پر یہ ثابت نہیں ہوا کہ آپ ان معزز اور ذی مرتبت لوگوں میں سے ہیں جو بوجہ حیثیت عربی اپنی کے دو سو روپیہ ماہواری خرچہ پانے کے مستحق ہیں مگر چونکہ آپ کا اصرار اپنے اس دعویٰ پر غایت درجہ تک پہنچ گیا ہے کہ فی الحقیقت میں ایسا ہی عزت دار ہوں اور پشاور سے بمبئی تک جس قدر آریہ سماج ہیں وہ سب مجھ کو معزز اور قوم میں سے ایک بزرگ اور سرگروہ سمجھتے ہیں۔ اس لئے آپ کی طرف لکھا جاتا ہے کہ اگر آپ سچ مچ ایسے ہی عزت دار ہیں تو ہم آپ کی درخواست منظور کر لیتے ہیں اور جہاں چاہو چوبیس سو روپیہ جمع کرانے کو تیار اور مستعد۔ لیکن جیسا کہ آپ شرائط مندرجہ خطوط سے تجاوز کر کے اپنی پوری تسلی کرنے کے لئے مجھ سے چوبیس سو روپیہ نقد کسی دوکان یا بینک سرکار میں جمع کرانا چاہتے ہیں تو اس صورت میں مجھے بھی حق پہنچتا ہے کہ میں بھی آپ کے اس اقرار کو جو بعد میں دیکھنے کسی آسمانی نشان کے بلا توقف قادیان میں ہی مسلمان ہو جاؤں گا آپ ہی کے اعتبار پر چھوڑوں بلکہ جیسے آپ روپیہ وصول کرنے کے باب میں اپنی پوری پوری تسلی کریں گے۔ ایسا ہی میں بھی آپ کے مسلمان ہونے کے لئے کوئی اور تدبیر کر لوں۔ جس سے مجھے بھی پورا

پورا یقین اور کامل تسلی ہو جائے کہ آپ بھی در حالت انکار اسلام اپنی  
 عہد شکنی کے ضرر سے محفوظ نہیں رہ سکیں گے۔ سو عدالت کی بات جس  
 میں اور آپ برابر ہیں یہ ہے کہ ایک طرف یہ خاکسار ۲۴ سو روپیہ  
 حسب نشاندہی آپ کے کسی جگہ جمع کر اویں اور ایک طرف آپ بھی اسی  
 قدر روپیہ حسب نشان دہی اس عاجز کے بوجہ تاوان انکار اسلام کسی  
 مہاجن کی دوکان پر رکھوادیں۔ تا جس کو خدا تعالیٰ فتح بخشے اس کے لئے یہ  
 روپیہ فتح کی ایک یادگار ہے۔ یہ تجویز کسی فریق پر ظلم نہیں بلکہ فریقین کے  
 لئے موجب تسلی و سراسر انصاف ہے کیونکہ جیسے آپ کو یہ اندیشہ ہے کہ  
 آپ بصورت مغلوب ہونے اس عاجز کے چوبیس سو روپیہ جبراً وصول  
 نہیں کر سکتے۔ علیٰ ہذا القیاس مجھے بھی یہ فکر ہے میں بھی بعد مغلوب ہونے  
 آپ کے آپ کو جبراً مسلمان نہیں کر سکتا۔ سو یہ انتظام حقیقت میں نہایت  
 عمدہ اور مستحسن ہے کہ ایک طرف آپ وصول روپیہ کے لئے اپنی تسلی  
 کر لیں اور ایک طرف میں بھی ایسا بندوبست کر لوں کہ در حالت عدم قبول  
 اسلام آپ بھی شکست کے اثر سے خالی نہ جانے پاویں۔ اگر آپ اسلام  
 کے قبول کرنے میں صادق النیت ہیں۔ تو آپ کو روپیہ جمع کرنے میں کچھ  
 نقصان اور اندیشہ نہیں کیونکہ جب آپ بصورت مغلوب ہونے کے  
 مسلمان ہو جائیں گے تو ہم کو آپ کے روپیہ سے کچھ سروکار نہیں ہو گا بلکہ  
 یہ روپیہ تو صرف اس حالت میں بطور تاوان آپ سے لیا جائے گا کہ جب  
 آپ عہد شکنی کر کے اسلام کے قبول کرنے سے گریز یا روپوشی اختیار  
 کریں گے۔ سو یہ روپیہ بطور ضمانت آپ کی طرف سے جمع ہو گا اور صرف  
 عہد شکنی کی صورت میں ضبط ہو گا نہ اور کسی حالت میں۔ رہا یہ امر کہ آپ  
 اس قدر روپیہ کہاں سے لائیں گے تو اس کا فیصلہ تو آپ ہی کے اقرار سے

ہو گیا جب کہ آپ نے اقرار کر لیا کہ میں بڑا عزت دار آدمی اور قوم میں  
 مشہور و معروف ہوں کیونکہ جس حالت میں آپ اتنے بڑے عزت دار  
 ہیں تو اول یہ روپیہ آپ کے آگے کچھ چیز ہی نہیں بلکہ اس سے بہت زیادہ  
 آپ کے دولت خانہ میں جمع ہو گا اور اگر کسی اتفاق سے آپ پر افلاس  
 طاری ہے تو قوم کے لوگ ایسے معزز اور سرگروہ سے امداد وغیرہ کے  
 بارے میں کب دریغ کریں گے بلکہ وہ تو سنتے ہی ہزار ہا روپیہ آپ کے  
 قدموں میں رکھ دیں گے۔ اور صرف آپ کی ایک زبان کے اشارہ سے  
 روپیوں کا ڈھیر جمع ہو جائے گا۔ خدا نخواستہ ایسا کیوں ہونے لگا کہ آریہ  
 سماج کے دولت مند اور ذی مقدرت لوگ آپ کو چند روز کے لئے بطور  
 امانت روپیہ دینے سے انکار کریں اور آپ کی دیانت داری اور امانت  
 گزاری میں ان کو کلام ہو کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ ادنیٰ ادنیٰ آدمی جیسے  
 چوہڑے چمار یا سانسلی اپنی قوم میں کچھ ذرا سا اعتبار رکھتے ہیں وہ بھی اپنی  
 برادری میں اس قدر مسلم العزت ہوتے ہیں کہ قوم کے ذی مقدرت  
 لوگ کسی مشکل کے وقت صد ہا روپیہ سے بطور قرضہ وغیرہ ان کی امداد  
 کرتے ہیں اور آپ تو بقول آپ کے بڑے ذی عزت آدمی ہیں جن کی  
 عزت سارے آریہ سماجوں میں تسلیم و قبول کی گئی ہے۔ ماسوا اس کے یہ  
 روپیہ صرف کچھ مدت کے لئے امانت کے طور پر آپ کے ہاتھ میں دیں  
 گے یہ نہیں کہ وہ روپیہ آپ کی ملک کر دیں گے۔ قصہ کوتاہ یہ کہ آج ہم یہ  
 خطر جسٹری کر اگر آپ کی خدمت میں بھیجتے ہیں اور اگر بیس دن تک آپ  
 نے ہمارا جواب نہ بھیجا اور قادیان میں آکر ایک سال تک ٹھہرنے کے لئے  
 بات نہ ٹھہرائی اور ان شرائط کو جو عین انصاف اور حق پسندی پر مبنی ہیں۔  
 قبول نہ کیا تو پھر بعد گزرنے بیس روز کے یہ حال کنارہ کشی آپ کا چند

اخباروں میں شائع کر اگر لوگوں پر ثابت کیا جاوے گا کہ آپ کا ایک سال تک قادیان میں ٹھہرنے کے لئے مجھ سے دریافت کرنا سراسر لاف و گزاف پر مبنی تھا نہ آپ کی نیت صاف و درست تھی نہ آپ کی ایسی حیثیت و عزت تھی جس کا آپ نے وعدہ کیا تھا۔ اب ہم اس خط کو ختم کرتے ہیں اور مدت مقررہ تک ہر روز آپ کے جواب کے منتظر رہیں گے۔“ (۱)

### پنڈت لیکھ رام کا چوتھا خط

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ۷ جولائی والے مسکت خط کے مقابل لیکھ رام کو کوئی جواب نہ بن پایا تو امرتسر سے لکھے جانے والے اپنے ۲۰ جولائی کے خط میں اپنی پرانی باتوں کو دہراتا رہا جو اس کے چاروں خطوط میں مختلف نظر آتی ہیں۔ گو آریہ مسافر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس شرط کو منظور کر لیا کہ وہ بھی ۲۴ سو روپیہ بطور ضمانت کے داخل کر دے گا۔ کہ اگر وہ ہمیشہ بد نشان صداقت اسلام مسلمان نہ ہو تو یہ رقم بطور جرمانہ بحق مرزا صاحب ضبط ہوگی۔

مگر مختلف جیلوں بہانوں سے فرار کی راہیں بھی ڈھونڈتا رہا جیسا کہ اس کے چوتھے خط سے ظاہر ہے۔ وہ مسلسل اس امر پر زور دیتا رہا کہ مرزا صاحب نے اپنے دعوتی خط میں نشان دیکھنے والے کو نشان دیکھنے کے بعد مسلمان نہ ہونے کی صورت میں ۲۴ سو روپیہ دینے کا جو وعدہ کیا ہے وہ مجھے قادیان آنے کی صورت میں ملنا چاہیے خواہ میں مسلمان نہ ہوں۔

لیکھ رام نے اپنے اس خط میں یہ مضحکہ خیز تجویز بھی شامل کر دی۔ کہ آسمانی نشان کی بھی وضاحت ہونی چاہیے۔ اس موقع پر لیکھ رام کا باطن بے نقاب ہو گیا۔

(۱) کلیات آریہ مسافر طبع اول صفحہ ۳۱۱-۳۱۲

کیونکہ اس نے واضح طور پر لکھا کہ خواہ نیا سورج چڑھاؤ۔ نیا چاند بناؤ۔ سورج کو غرب سے طلوع کرو یا غروب مشرق میں ہو یا شق القمر کا معجزہ دوبارہ دکھلا دو میں مطلوبہ نشان کو دیکھ کر بھی صداقت کو قبول نہیں کروں گا بلکہ میں یہ سمجھوں گا کہ میں نے دوا اڑھائی ہزار روپیہ خرچ کر کے دنیا کو تماشا دکھلایا ہے۔ پنڈت لیکھ رام کے ان الفاظ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ آریہ مسافر کی نیت صداقت کو پرکھنا نہیں ہے۔ اس نے خود اپنے قلم و زبان سے اپنا تماشا بین ہونا ظاہر کر دیا ہے۔ جبکہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہایت عاجزی سے وہی جواب دیا جو سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے سبھانِ رہی ہل کنت الا بشر اذ سولنا کہہ کر دیا تھا۔ آپ نے لکھا:

”پنڈت صاحب! ہمارا کام یہ ہرگز نہیں کہ جس طور سے کوئی شخص زمین و آسمان میں انقلاب پیدا کرنا چاہے اس طور سے ہم کر کے دکھاویں۔ ہم صرف بندہ مامور ہیں ہمیں کچھ معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ کس طور کا نشان ظاہر کرے گا۔ ہمارا دعویٰ صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ ضرور ایسا نشان دکھائے گا جس کے مقابلہ سے انسانی طاقتیں عاجز ہوں۔“ (۱)

قارئین کی دلچسپی کے لئے لیکھ رام کا خط یہاں دیا جا رہا ہے۔

”شفیق جناب مرزا صاحب!

بعد از شوق ملاقات بموجب خط مورخہ ۷ ارجولائی ۱۸۸۵ء کے لکھا جاتا ہے کہ میرے اور آپ کے خط و کتابت کے سلسلہ کی بنیاد فقط آپ کا وہ اشتہار ہے جو آپ نے مطبع مرتضائی لاہور سے بلا تاریخ طبع کر اکر شائع کیا تھا اور جس میں آپ نے نہایت صاف الفاظ میں یہ دعویٰ کیا تھا کہ منجانب اللہ آپ کو یہ حکم ہوا ہے کہ سب غیر مذہب والوں کو دین اسلام کی

(۱) کلیات آریہ مسافر طبع اول صفحہ ۴۱۳

دعوت کریں اور جو کوئی شخص آپ کے پاس ایک سال تک قادیان میں رہے اور نشان آسمانی و خوارق عادات و صداقت دین اسلام مشاہدہ نہ کر کے اور تسلی نہ پا کر مسلمان نہ ہو جاوے تو آپ مبلغ دو سو روپیہ ماہوار کے حساب سے کل دو ہزار چار سو روپیہ بابت سال تمام کے اس شخص کو ہرجانہ یا جرمانہ کے دیویں گے۔ جس پر میں نے معقولیت کے ساتھ آپ کی خدمت میں التجا کی تھی کہ میں ایک سال تک آپ کی خدمت میں رہنے کو تیار ہوں۔ بشرطیکہ آپ زر موعودہ امانت سرکاری خزانہ میں داخل کر دیویں۔ اب اس ۷ مارچ جولائی ۱۸۸۵ء کے خط میں آپ ایک نئی حجت پیش کرتے ہیں یعنی یہ کہ دو ہزار چار سو روپیہ میں بھی بالمقابل آپ کے امانت داخل کروں تاکہ اگر آپ کے نشان آسمانی یا معجزہ مشاہدہ کر کے اور تسلی پا کر دین اسلام کو قبول نہ کروں تو اس چوبیس سو روپیہ کے جو میں داخل کروں گا آپ مستحق ہوویں۔ صاحب من آپ اپنے عہد مشہرہ پر کیوں قائم نہ رہے اور کس واسطے اپنے جاوہ و انصاف سے کنارہ کیا۔ کیا دینداروں یا راستہ بازوں کے یہی کام ہوتے ہیں؟ اور زیادہ تر لطف یہ ہے کہ آپ اپنے اس انحراف قطعاً کو نہایت عمدہ اور مستحسن فرماتے ہیں۔ جزاک اللہ فی الدارین۔ اب انصاف یہ ہے کہ آپ پہلے اس بات کا اشتہار دے دیں کہ جو آپ نے اول اشتہار دیا تھا وہ بوجہ ذیل باطل ہوا (i) اس ۷ مارچ جولائی ۱۸۸۵ء کے خط میں ۲۴۰۰ روپیہ راقم سے بھی بالمقابل امانت میں داخل کرانا چاہتے ہیں تاکہ اگر باوجود مشاہدہ نشان آسمانی کے اسلام سے انکار کیا جاوے تو زر امانت داشتہ راقم آپ لے لیویں حالانکہ اشتہار میں بالمقابل روپیہ داخل کرنا شرط نہیں آپ برخلاف اس کے لکھتے ہیں اس لئے پہلا اشتہار قائم نہ رہا۔ (ii) جبکہ آپ نے معجزہ کا دعویٰ

بذریعہ اشتہار کے شائع کیا تو آپ کا یقین نہایت مضبوط ہونا چاہیے تھا کہ  
 ضرور معجزہ دکھادیں گے اور تاثیر اس کی تیر بہدف ہوگی اور مشاہدہ کنندہ  
 بھی ضرور اسلام قبول کرے گا کیونکہ معجزہ کے لغوی معنی عاجز کرنے کے  
 ہیں اگر کسی کو عاجز نہیں کیا تو وہ اعجاز نہیں کر سکتا اس لئے آپ کو اپنے  
 دعویٰ پر خود ہی شک پیدا ہو گیا کہ میں آپ کے معجزہ سے عاجز نہیں  
 ہو سکتا۔ اور اسلام قبول نہیں کروں گا۔ اس کے عوض آپ نے روپیہ  
 مدخلہ میرے سے لینے کی تمنا کی ہے دروغ گورانا بدروازہ باید رسانید۔  
 آپ کے اس ۷ ار جولائی ۱۸۸۵ء کے خط میں جو آپ نے نئی حجت اٹھائی  
 ہے میں اس کے واسطے بھی حاضر ہوں جس وقت آپ چاہیں چوبیس سو  
 روپے داخل کر سکتا ہوں مگر مجھ کو آپ کے استقلال پر شک ہے اس لئے  
 اس امر کی بھی صراحت ہونی چاہیے کہ کونسا نشان آسمان آپ مجھ کو  
 دکھادیں گے۔ آسمانی نشان یعنی سورج، چاند، ستارے ہیں پس علاوہ ان  
 قدرتی نشانات کے آپ کوئی ذیل کا آسمانی نشان دکھادیں یعنی دوسرا  
 آفتاب جس کا طلوع غرب سے اور غروب مشرق ہو یا شفق القمر کا معجزہ جس  
 کا اشارہ حدیث میں ہے اور جو عقلاء کے نزدیک غیر مسلم اور آپ کے  
 خیال میں حق ہے۔ پس اگر اسی کو اعادہ کر کے دوبارہ دکھادیں یعنی پور  
 نماشی کی رات کو برخلاف عادت موجودہ چاند کے دو ٹکڑے ہو جاویں۔  
 دوسرا چاند کامل اماوس کی رات کو جیسا کہ پور نماشی کو ہوتا ہے ظہور  
 ہووے ان میں سے کل کو یا جس ایک کو آپ دکھلا سکیں اور تاریخ وقت  
 معجزہ کے دکھلانے کا بھی آپ مقرر کریں تاکہ وہ عام میں مشتہر کرایا جاوے  
 اور میں سمجھوں گا کہ چوبیس سو روپیہ خرچ کر کے میں نے دنیا کو ایک تماشا  
 دکھلوا دیا۔ اگر اب بھی آپ نے اس خط کا جواب صاف الفاظ میں بلا حجت

بازی کے نہ دیا تو تصور کیا جاوے گا کہ ایسے بے بنیاد و لغو دعویٰ کا وہی باعث ہے جو عام عقل کا آدمی سمجھ سکتا ہے اور من بعد اس کے خط و کتابت بند ہووے گی اور چونکہ آپ نے اس ۷ ارجولائی ۱۸۸۵ء کے خط میں جو طرز اختیار کیا ہے وہ تہذیب سے گری ہوئی ہے مگر میں اس کی پرواہ نہیں کرتا ہوں بلکہ اس کو بھی اس کے ذیل میں سمجھتا ہوں جس میں آپ کے اور دعویٰ ہیں اور اس کا باعث بھی وہی ہے جو عام آدمی سمجھ سکتے ہیں“ (۱)

### لیکھ رام کے چوتھے خط کا جواب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آریہ مسافر پنڈت لیکھ رام کے اس خط کا بھی ایسا جواب دیا جس کا جواب دینا بھی آریہ مسافر کے لئے مشکل بن گیا۔ اس خط کے بارہ میں پنڈت لیکھ رام نے اپنی تحریر ”تکذیب براہین احمدیہ“ جلد اول میں لکھا کہ یہ خط مطبع میں بغرض اشاعت بھجوا یا تھا مگر وہاں سے ضائع ہو گیا۔ اور یوں ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک اہم معرکہ آراء تحریر سے محروم ہو گئے۔ پنڈت جی نے لکھا۔

”جو خط مرزا صاحب کا (بجواب میرے خط نمبر ۷۔ کاتب کی غلطی سے ۷ درج ہے ۴ ہونا چاہیے۔ ناقل) آیا تھا وہ مطبع سے پس و پیش ہو گیا ہے۔ اور تلاش سے دستیاب نہ ہوا۔ اس کا خلاصہ مطلب یہ تھا کہ ہم یہ شرائط نہیں کر سکتے اور نہ مطلوبہ نشانات بتلا سکتے ہیں بلکہ ہم کو معلوم نہیں کہ کیا کچھ ظاہر ہو گا یا نہ ہو گا۔“ (۲)

(۱) کلیات آریہ مسافر طبع اول صفحہ ۴۱۲

(۲) کلیات آریہ مسافر طبع اول صفحہ ۴۱۲

## لیکھ رام کا پانچواں خط اور اس کا جواب

پنڈت لیکھ رام نے حضور علیہ السلام کے اس آخری خط کا جواب امرتر سے ۵ اگست ۱۸۸۵ء کو دیا۔ لیکھ رام کے اس خط میں بھی ان پرانی باتوں کا ذکر ہے۔ جن کا ذکر وہ اپنے پہلے خطوط میں کر چکا ہے۔ (۱) اس تکرار کی وجہ سے وہ خط ہم یہاں نہیں دے رہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب دیکھا کہ خطوط کا سلسلہ لمبا ہو رہا ہے اور بات حتمی فیصلہ پر نہیں پہنچ رہی تو حضور علیہ السلام نے ایک کارڈ کے ذریعے لیکھ رام کو اطلاع بھجوائی کہ

”قادیان کوئی زیادہ دور تو نہیں آن کر ملاقات کر جاؤ امید ہے یہاں پر باہم ملنے سے شرائط طے ہو جاویں گے۔“ (۲)



(۱) کلیات آریہ مسافر طبع اول صفحہ ۳۱۲-۳۱۳  
(۲) کلیات آریہ مسافر طبع صفحہ ۳۱۳

## پنڈت لیکھ رام قادیان میں

اس خط و کتابت کے بعد لیکھ رام بالآخر نومبر ۱۸۸۵ء کے اواخر میں قادیان آیا۔ قادیان آنے کی دعوت گو حضرت صاحب کی طرف سے تھی مگر حضور کے پچازاد بھائی مرزا امام الدین صاحب نے لیکھ رام کو قادیان آنے پر اکسایا۔ جس کے بعد لیکھ رام نے قادیان آکر آریہ سماج قادیان کے ہاں قریباً دو ماہ قیام کیا۔

لیکھ رام چونکہ حضرت صاحب کی شرائط تسلیم کئے بغیر قادیان آیا تھا اس لئے اس نے یہاں پہنچ کر بھی خط و کتابت شروع کر دی اور پرانی باتوں کو دہرا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مباحثہ کی طرف بلاتا رہا۔ حضرت صاحب نے اس دوران بھی اسے ایک سال قادیان میں رہ کر نشان دیکھنے کی ترغیب دلائی بلکہ ایک سال کے عرصہ کو چالیس دن کر دیا۔ چنانچہ قادیان قیام کے دوران حضور علیہ السلام کی طرف سے اسے بار بار کہا گیا کہ اپنی حیثیت کے موافق بلکہ اس تنخواہ سے دوچند جو پشاور میں نوکری کی حالت میں پاتے تھے ہم سے بحساب ماہواری لینا کر کے ایک سال تک ٹھہرو اور اخیر پر یہ بھی کہا گیا کہ اگر ایک سال تک منظور نہیں تو چالیس دن تک ہی ٹھہرو تو انہوں نے ان دونوں صورتوں میں سے کسی کو منظور نہیں کیا۔ (۱)

قادیان قیام کے دوران لیکھ رام نے پانچ خطوط حضرت مسیح موعود علیہ

السلام کو لکھے جو حضورؐ نے اپنی کتاب استفتاء میں نقل فرمائے ہیں۔ پانچویں اور آخری خط میں لکھ رام نے ان الفاظ میں نشان طلب کیا۔

”مرزا صاحب! افسوس کہ آپ اسپ خود کو اسپ اور اوروں کے اسپ کو نچر قرار دیتے ہیں۔ میں نے ویدک اعتراض کا عقل سے جواب دیا اور آپ نے قرآنی اعتراض کا نقل سے مگر وہ عقل سے سبابعید ہے۔ اگر آپ فارغ نہیں تو مجھے بھی کام بہت ہے۔ اچھا آسمانی نشان تو دکھادیں اگر بحث نہیں کرنا چاہتے تو رب العرش خیر الما کرین سے میری نسبت کوئی آسمانی نشان تو مانگیں تا فیصلہ ہو۔“ (۱)

لکھ رام مسلسل نشان طلب کرتا رہا اور اس امر کا اعادہ بھی کرتا رہا کہ آپ بحث کیوں نہیں کرتے حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس گفتگو کے دوران بحث کا یہ آسان طریق مقرر فرمایا کہ:

”وہ وید کی پابندی سے اور اس کی شرتیوں کے حوالہ سے بحث کرے اور ہم قرآن شریف کی پابندی سے اور اس کی آیتوں کے حوالہ سے بحث کریں۔“ (۲)

چونکہ لکھ رام کی طبیعت میں جھوٹ اور افتراء کا مادہ خوب تھا۔ اس لئے وہ چالاکى سے اصل مطالبہ سے توجہ ہٹا کر ٹھٹھے اور ہنسی سے بار بار آسمانی نشان مانگتا تھا۔ تب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے ان الفاظ میں آخری خط لکھ کر حجت تمام فرمائی۔

”جناب پنڈت صاحب! آپ کا خط میں نے پڑھا۔ آپ یقیناً سمجھیں کہ ہمیں نہ بحث سے انکار ہے اور نہ نشان دکھلانے سے۔ مگر آپ سیدھی نیت سے

(۱) استفتاء از روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۱۵

(۲) استفتاء از روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۱۶

طلب حق نہیں کرتے۔ بے جا شرائط زیادہ کر دیتے ہیں۔ آپ کی زبان بد  
 زبانی سے رکتی نہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ اگر بحث نہیں کرنا چاہتے تو رب  
 العرش خیر الما کرین سے میری نسبت کوئی آسمانی نشان مانگیں۔ یہ کس قدر  
 ہنسی ٹھٹھے کے گلے ہیں گویا آپ اس خدا پر ایمان نہیں لاتے جو بے باکوں کو  
 تنبیہ کر سکتا ہے۔ باقی رہا یہ اشارہ کہ خدا عرش پر ہے اور مکر کرتا ہے یہ  
 خود آپ کی نا سمجھی ہے۔ مکر لطیف اور مخفی تدبیر کو کہتے ہیں جس کا اطلاق خدا  
 پر ناجائز نہیں اور عرش کا کلمہ خدا تعالیٰ کے عظمت کے لئے آتا ہے کیونکہ  
 وہ سب اونچوں سے زیادہ اونچا اور جلال رکھتا ہے یہ نہیں کہ وہ کسی  
 انسان کی طرح کسی تخت کا محتاج ہے خود قرآن میں ہے کہ ہر ایک چیز کو اس  
 نے تھاما ہوا ہے اور وہ قیوم ہے جس کو کسی چیز کا سہارا نہیں۔ اور نشان  
 خدا کے پاس ہیں وہ قادر ہے جو آپ کو دکھلاوے۔“ (۱)

### معاہدہ

اس خط و کتابت کے نتیجہ میں یہ تبدیلی ضرور ہوئی کہ لیکھ رام ۲۰۰ روپے  
 ماہوار کی بجائے ۳۰ روپے ماہوار پر آگیا اور اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور  
 لیکھ رام کے درمیان ایک تحریری معاہدہ طے پایا۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح  
 موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”اور وہ معاہدہ جو نشانوں کے دیکھنے کے لئے اس راقم اور لیکھ رام کے  
 مابین تحریر پایا تھا اس کا عنوان جو لیکھ رام نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا یہ  
 ہے:-

(۱) استفتاء از روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۱۶-۱۱۷

اوم پر ماتمنے نم۔ یہی سچا نند سروپ پر ماتماست کا پرکاش کر اور  
 است کاناش کر تاکہ تیری ست وید و دیاسب سنسار میں پر مرت ہووے۔  
 (یہ لیکھ رام نے بیسگونی کے انجام کے لئے دعا کی تھی کہ اگر اسلام سچا ہے  
 تو ان کی بیسگونی سچی نکلے اور اگر ہندو مذہب سچا ہے تو ان کی بیسگونی جو  
 کریں گے جھوٹی نکلے۔ اب ہم ناظرین سے پوچھتے ہیں کہ اگر اس لیکھ رام  
 والی بیسگونی کو جھوٹی سمجھا جائے تو کس فریق پر اس دعا کا بد اثر پڑے گا۔  
 منہ-حاشیہ) پھر بعد اس کے اس طول طویل معاہدہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر  
 کوئی بیسگونی لیکھ رام کو بتلائی جائے اور وہ سچ نہ ہو تو وہ ہندو مذہب کی  
 سچائی کی دلیل ہوگی اور فریق بیسگونی کرنے والے پر لازم ہوگا کہ آریہ  
 مذہب کو اختیار کرے یا تین سو ساٹھ روپیہ لیکھ رام کو دے دے جو پہلے  
 سے شرمپت ساکن قادیان کی دوکان پر جمع کر ادینا ہو گا اور اگر بیسگونی  
 کرنے والا سچا نکلے تو اسلام کی سچائی کی یہ دلیل ہوگی اور پنڈت لیکھ رام پر  
 واجب ہوگا کہ مذہب اسلام قبول کرے۔" (۱)

قادیان سے واپس جا کر لیکھ رام کی شوخی و گستاخی، ہنسی، مذاق، تمسخر، ٹھنھے  
 بازی اور بہتان طرازیوں میں اضافہ ہو گیا۔ وہ رسولِ مکرم و نبیِ محترم حضرت محمد مصطفیٰ  
 و احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ صرف مذاق اڑاتا رہا بلکہ اپنی تحریروں اور تقریروں  
 کے ذریعے گندی گالیاں بھی دیتا رہا۔ لیکھ رام مسلسل اسلام اور قرآن پر پھبتیاں اڑاتا  
 رہا۔

گویا کہ قادیان سے واپس جا کر وہ پورے طور پر تیار ہو کر مقابلہ کے لئے  
 میدان میں اترا۔ لیکھ رام نے بڑی دلیری و بے باکی سے اپنے دستخط کے ساتھ ایک  
 کارڈ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف روانہ کیا۔ جس میں لکھا ہے۔

(۱) استثناء از روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۱

”میں آپ کی پیشگوئیوں کو واہیات سمجھتا ہوں میرے حق میں جو چاہو شائع کرو۔ میری طرف سے اجازت ہے۔ اور میں کچھ خوف نہیں کرتا۔“ (۱)

لکھ رام نے دروغ بیانی سے کام لیتے ہوئے اپنی کتاب تکذیب براہین احمدیہ میں یہ بھی لکھا کہ

”مرزا صاحب کو کسی شرط پر قائم کرانے کے واسطے تین مرتبہ مرزا جی کے بالا خانہ (الہامی کوٹھہ) پر بھی گیا۔ مگر مرزا صاحب کسی شرط پر نہ ٹھہرے ایک دن سے لے کر دو سال تک رہنے کی شرط کو بھی منظور کیا مگر مرزا صاحب کسی اقرار پر نہ جئے۔“ (۲)

پھر اپنے ایک اشتہار ۲۸ اپریل ۱۸۸۶ء میں لکھا:

”حضرت کو اس نیاز مند اور غمی اندر من صاحب کی وفات و حیات و شادی و غمی کی نسبت الہام ہوئے ہیں مگر نہیں بتلاتے ہیں۔ جب تک کہ ہم ان کو اجازت نہ دیوں۔ غمی اندر من صاحب کا حال مجھے معلوم نہیں مگر میں نے ان کو تحریری اجازت نامہ ارسال کر دیا جس پر اب تک کچھ انکشاف نہیں ہوا کہ خیر الما کرین سے مرزا صاحب کو کیا الہام ہوتا ہے۔“ (۳)

بلکہ یہاں تک تعلق سے لکھ دیا کہ

”آپ میں یہ قدرت ہرگز نہیں کہ کسی کے بارے میں صریح خبر بقید تاریخ دو وقت لکھ سکیں۔“ (۴)

- 
- (۱) استثناء از روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۱۷-۱۱۸  
 (۲) کلیات آریہ مسافر طبع اول صفحہ ۳۰۶  
 (۳) کلیات آریہ مسافر طبع اول صفحہ ۳۱۵-۳۱۶  
 (۴) کلیات آریہ مسافر طبع اول صفحہ ۳۹۵

پھر لکھا:

”اگر خدا سے الہام ہوتا تو کیا وہ تاریخ اور وقت بتلانے پر قادر نہ

تھا۔“ (۱)

پھر اپنی کتاب خط احمدیہ کے اختتام پر ویدوں کی تائید اور قرآن کریم کی تکذیب کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق لکھا:

”اے پر میثور! ہم دونوں مرزا صاحب اور لیکھ رام میں سچا فیصلہ کر اور جو تیرا ست دہرم ہے اس کو نہ تلواری سے بلکہ پیار سے معقولیت اور دلائل کے اظہار سے جاری کر اور مخالف (مرزا صاحب) کے دل کو اپنے ست گیان سے پر کاش کر۔ تاکہ جہالت اور تعصب و جور و ستم کا ناش ہو۔ کیونکہ کاذب صادق کی طرح کبھی تیرے حضور میں عزت نہیں پاسکتا۔“ (۲)

جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو نمونہ مضمون مباہلہ سے دستخط کرنے کے لئے بھجوایا تھا وہ اس سے مختلف تھا۔ اس مضمون سے ضروری حصہ یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

”اے ایشور! تو ہم دونوں فریقوں میں سچا فیصلہ کر اور جس فریق کے اصول اور اعتقاد جھوٹے اور ناپاک ہیں جن کو وہ کسی ناپاک کتاب کی رو سے مانتا ہے۔ اس کو ذلیل و رسوا کر اور ہم دونوں (لیکھ رام اور مرزا صاحب) میں سے وہ شخص جو تیری نظر میں کاذب اور دروغ گو ہے اور اس کے عقائد اور اصول تیری توہین اور ہتک کا موجب ہیں اور دانستہ ان کا پابند ہو رہا ہے اس کو اے ایشور! ایسی دکھ کی مار پہنچا اور ایسی لعنت سے بھری

(۱) کلیات آریہ مسافر طبع اول صفحہ ۴۹۹

(۲) کلیات آریہ مسافر طبع اول صفحہ ۵۸۵

ہوئی اس کی رسوائی کر کہ ایک سال کے عرصہ تک وہ لعنت کا اثر جو عذاب  
مولم ہے ظاہر ظاہر اس کو پہنچ جائے۔ اے ایشور! تو ایسا ہی کر۔ کیونکہ  
کاذب صادق کی طرح کبھی تیرے حضور میں عزت نہیں پاسکتا۔ آمین“ (۱)

پنڈت لیکھ رام کو جب آریہ سماجیوں میں کچھ رسائی اور شہرت حاصل ہوئی تو  
وہ دربار خداوندی میں مقرب ہونے کا دعویٰ دار بن بیٹھا۔ چنانچہ اپنی کتاب میں ایک  
جگہ لکھتا ہے:

”اس احقر کو صفائی قلب اور نیک نیتی کے سبب کبھی کبھی او تعالیٰ کی بارگاہ  
میں دخل روحانی ہوتا ہے۔ کسی وقت اور کسی مقرب یا خود او تعالیٰ سے  
آپ کا ذکر نہیں سنا۔ آج مبارک دن پھاگن سدی ایکادشی سمت ۴۲ بکرمی  
کو جو صفائی وقت میسر ہو کر پھر گزر ہو تو آپ کی تصدیق کلام کے لئے بارگاہ  
باری تعالیٰ میں جو عرض کرنا چاہا تو ابھی غلام احمد ہی میری زبان پر گزرا تھا  
کہ او تعالیٰ نے نہایت جلال سے فرمایا کہ وہ شخص تو روز ازل میں مکار و  
غدار اور مفتری پیدا کیا گیا ہے اور زمانہ آئندہ میں ایک دو شخص ایسے ہی  
اور بھی ہوں گے۔ میں نے عرض کی کہ بار خدا یا! ایسے مکار کو سزا کیوں  
نہیں دیتا جو بندگان ایزدی کو گمراہ کرتا ہے؟ فرمایا۔ ابھی اس کے پچھلے  
اعمال کا بدلہ باقی ہے تین سال میں سزا دی جائے گی۔“ (۲)

## ایک وضاحت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ سراج منیر کی تالیف کا ذکر کرتے

(۱) سرمہ چشم آریہ از روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۲۵۷-۲۵۸

(۲) کلیات آریہ مسافر طبع اول صفحہ ۳۹۵-۳۹۶

ہوئے ایک اعلان فرمایا تھا۔ جو بعنوان ضمیمہ اخبار ریاض ہند امرتسر مطبوعہ کیم مارچ ۱۸۸۶ء ہے اور آئینہ کمالات اسلام کے آخری صفحات میں شامل ہے۔ اس میں حضور فرماتے ہیں:

”چونکہ پیشگوئیاں کوئی اختیاری بات نہیں ہے تاہمیشہ اور ہر حال میں خوشخبری پر دلالت کریں اس لئے ہم بانکسار تمام اپنے موافقین و مخالفین کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ کسی پیشگوئی کو اپنی نسبت ناگوار طبع (جیسے خبر موت فوت یا کسی اور مصیبت کی نسبت) پاویں تو اس بندہ ناچیز کو معذور تصور فرمادیں بالخصوص وہ صاحب جو باعث مخالفت و مغارت مذہب اور بوجہ نامحرم اسرار ہونے کے حسن ظن کی طرف بمشکل رجوع کر سکتے ہیں جیسے منشی اندر من صاحب مراد آبادی و پنڈت لیکھ رام صاحب پشوری وغیرہ جن کی قضا و قدر کے متعلق غالباً اس رسالہ میں بقید وقت و تاریخ کچھ تحریر ہو گا۔“ (۱)

حضور علیہ السلام نے مزید تحریر فرمایا:

”اگر کسی کی نسبت کوئی بات ناملائم یا کوئی پیشگوئی وحشت ناک بذریعہ الہام ہم پر ظاہر ہو تو وہ عالم مجبوری ہے جس کو ہم غم سے بھری ہوئی طبیعت کے ساتھ اپنے رسالے میں تحریر کریں گے۔..... بایں ہمہ اگر کسی صاحب پر کوئی ایسی پیشگوئی شاق گزرے تو وہ مجاز ہیں کہ کیم مارچ ۱۸۸۶ء سے یا اس تاریخ سے جو کسی اخبار میں پہلی دفعہ یہ مضمون شائع ہو۔ ٹھیک ٹھیک دو ہفتہ کے اندر اپنی دستخطی تحریر سے مجھ کو اطلاع دیں تا وہ پیشگوئی جس کے ظہور سے وہ ڈرتے ہیں اندراج رسالہ سے علیحدہ رکھی جائے اور موجب دل آزاری سمجھ کر کسی کو اس پر مطلع نہ کیا جاوے اور

کسی کو اس کے وقت ظہور سے خبر نہ دی جائے۔“ (۱)

## سرخ چھینٹوں والا کشف

انہی دنوں ۱۸۸۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک کشف دیکھا۔

جس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

”بعض احکام قضاء و قدر میں نے اپنے ہاتھ سے لکھے ہیں کہ آئندہ زمانہ میں ایسا ہو گا اور پھر اس کو دستخط کرانے کے لئے خداوند قادر مطلق جل شانہ کے سامنے پیش کیا ہے..... غرض وہی صفت جمالی جو بعالم کشف قوت متخیلہ کے آگے ایسی دکھلائی دی تھی جو خداوند قادر مطلق ہے اس ذات پیوں و بیچگونوں کے آگے وہ کتاب قضاء و قدر پیش کی گئی اور اس نے جو ایک حاکم کی شکل پر متمثل تھا اپنے قلم کو سرخی کی دوات میں ڈبو کر اول اس سرخی کو اس عاجز کی طرف چھڑکا اور بقیہ سرخی کا قلم کے منہ میں رہ گیا اس سے اس کتاب پر دستخط کر دیئے۔ ساتھ ہی وہ حالت کشف میں دور ہو گئی اور آنکھ کھول کر جب خارج میں دیکھا تو کئی قطرات سرخی کے تازہ بتازہ کپڑوں پر پڑے۔“ (۲)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سرخ چھینٹوں سے مراد لیکھ رام کا

خون لیا ہے۔ (۲) اور قضا و قدر پر خداوند تعالیٰ کے دستخط کرنے کی یہ تطبیق فرمائی کہ

(۱) مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۹۹-۱۰۰  
 (۲) رسالہ چشم آریہ از روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۱۳۱-۱۳۲  
 (۳) حکیم دعوت از روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۳۲

لیکھ رام کی پیشگوئی پر اللہ تعالیٰ نے دستخط کر کے تشریح کی اجازت دے دی ہے۔  
 واقعہ قتل کے بعد ایک دفعہ آپ نے ۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء کے اشتہار میں اس  
 سرخی کے چھینٹوں والے کشف کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

”سرمہ چشم آریہ میں ایک کشف ہے جس کو گیارہ برس ہو گئے۔ جس کا  
 ماہصل یہ ہے کہ خدا نے ایک خون کا نشان دکھلایا اور وہ خون کپڑوں پر پڑا  
 جو اب تک موجود ہے۔ یہ خون کیا تھا وہی لیکھ رام کا خون تھا۔“ (۱)



# خدائے رحمان کی وحی بابت مصلح موعود اور لیکھ رام کی یا وہ گوئی

نظر اپنی اپنی مقام اپنا اپنا

ایک طرف لیکھ رام بے باکی اور گستاخی میں بڑھتا جا رہا تھا تو دوسری طرف خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر احسانات اور انعامات کی بارش فرما رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے لیکھ رام کی ہلاکت، رسوائی اور ذلت کے سامان پیدا کرنے شروع کئے جبکہ حضرت مرزا غلام احمد کے پھلنے پھولنے کے دروازے وا کئے۔ آپ کی ذریت منقطع ہونے کی بجائے بڑھتی گئی اور آپ کے ماننے اور آپ پر جان دینے والے اکناف عالم میں پھیل گئے۔ زمین غیر کے مقابل پر ہمیشہ بڑھتی رہی۔ روز بروز برکت پر برکت دی یہاں تک کہ بادشاہوں نے آپ کے مادی اور روحانی کپڑوں سے برکت پائی۔۔۔

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا

میں خاک تھا اسی نے ثریا بنا دیا

لیکھ رام کے خدا کے مقابل پر عاشق رسول حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود کے خدا نے جہاں لیکھ رام کی ہلاکت اور اس کی ترقی کے راستے مسدود ہونے کی اطلاعات دیں۔ اس کی ذلت اور ہلاکت کے لئے وقت اور دن متعین کئے۔ وہاں حضرت مسیح

موعود علیہ السلام کو ان کے چہنپے، پھلنے، پھولنے اور نسل کی بڑھوتی کی خوشخبری دی۔  
 خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد      بشارت تو نے دی اور پھر یہ اولاد  
 کہا ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد      بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہیں شمشاد  
 خبر مجھ کو یہ تو نے بارہا دی      سبحان الذی اخزی الاعادی

اس باب میں ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس عظیم پیشگوئی جو رحمت  
 کا نشان تھی کا اختصار کے ساتھ احاطہ کریں گے جو ایک عظیم الشان وجود یعنی پسر موعود  
 کی ولادت کے بارہ میں ہے کیونکہ اس پیشگوئی کا لیکھ رام کی ہلاکت والی پیشگوئی کے  
 ساتھ گہرا اور اٹوٹ تعلق ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس عرصہ  
 میں کوئی خوشخبری ملتی تو آپ اس کو شائع کر دیتے جس سے لیکھ رام کے غصہ اور غضب  
 میں اضافہ ہو جاتا اور وہ جھنجھلاہٹ میں آکر حضرت مرزا صاحب اور آپ کی نسل کی  
 تباہی اور بربادی کے الہامات شائع کرتا اور بڑی تھل سے یہ اعلان کرتا کہ میرا الہام یہ  
 کہتا ہے کہ مرزا غلام احمد کی ذریت کا جلد خاتمہ ہو جائے گا۔

فریقین کے اشتہارات کے باعث ایک مقابلے کی سی کیفیت پیدا ہو گئی اور  
 دونوں مذاہب کے پیروکاروں میں زبردست جوش و خروش پیدا ہو گیا۔ عوام میں یہ  
 تجسس پیدا ہوا کہ دیکھیں فتح کس کے قدم چومتی ہے۔ کون ابتر اور بے نسل ٹھہرتا ہے  
 اور کس کو روحانی جسمانی اور کثیر اولاد سے نوازا جاتا ہے۔

اسی دوران قادیان کے ساہوکاران اور بعض ہندو صاحبان نے حضرت مسیح  
 موعود علیہ السلام سے درخواست کی کہ آپ نشان نمائی کے لئے لندن اور امریکہ  
 والوں کو دعوت دے رہے ہیں جبکہ ہم آپ کے ہمسایہ اور ہم شہری ہونے کی بنا پر  
 زیادہ حق دار ہیں کہ ہمیں نشان دکھایا جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی اس دعوت کو بھی قبول فرمایا اور اپنے عالمگیر مشن کے لئے ایک عالمگیر حیثیت کا نشان طلب کرنے کے لئے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوئے اور اس غرض سے جنوری ۱۸۸۶ء میں آپ نے ہوشیار پور کے قصبہ میں ایک مکان میں تہا ۴۰ دن کے لئے گوشہ نشینی اختیار کی۔ چالیس دن شب و روز عبادت اور گریہ و زاری کرتے ہوئے آپ نے اپنے رب سے ایک ایسے باکمال فرزند کی ولادت کی التجا کی جو دین اسلام کی فضیلت اور کلام اللہ کا مرتبہ دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے ہر ضروری صفت سے متصف ہو اور اسے دین اسلام کی کامیاب خدمت کی بھرپور توفیق عطا ہو۔

### پیش گوئی مصلح موعود

آپ نے چالیس روز کے اس چلہ کے اختتام پر بذریعہ اشتہار یہ اعلان فرمایا کہ جو کچھ میں نے خدا سے مانگا تھا۔ وہ اس نے اپنی بے پایاں رحمت اور کمال شفقت کے نتیجہ میں مجھے عطا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اور ایک ایسے متصف بہ صفات حسنہ ذی شان بیٹے کی ولادت باسعادت کی خوشخبری دی ہے جو اپنی غیر معمولی صفات اور عظیم الشان خدمت اسلام کے ذریعہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سبز رنگ کے اشتہار میں ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو اس عظیم الشان فرزند کی تمام صفات خدائی الفاظ میں بیان کیں۔ جن کی تعداد ۵۲ کے قریب ہے۔

فرزند جلیل جس کے آنے سے ایک روحانی انقلاب کی داغ بیل ڈالی جائے  
والی تھی کی خوبیوں میں سے چند ایک کا ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

”عمر پانے والا ہو گا“ نہایت ذکی اور فہیم ہو گا، صاحب شکوہ اور عظمت اور  
دولت ہو گا۔ قومیں اس سے برکت پائیں گی، وہ علوم ظاہری و باطنی سے پر  
کیا جائے گا، کلام اللہ یعنی قرآن کریم کا نہایت گہرا فہم اس کو عطا ہو گا اور  
اس خداداد فہم سے کام لے کر وہ قرآن کی ایسی عظیم الشان خدمت کی  
توفیق پائے گا کہ کلام اللہ کا مرتبہ دنیا پر ظاہر ہو۔ وہ اسیروں کی رستگاری کا  
موجب ہو گا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔“

حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام کے جلیل القدر بیٹے کے بارے  
میں یہ وہ خدائی الفاظ ہیں جن میں سے کسی ایک کو بھی پورا کرنے کی کسی انسان کو  
قدرت نہیں۔ کجا یہ کہ باون علامات کو پورا کرے۔ کون ایسا مسلمان ہے جو سخت  
جرات اور بے باکی دکھاتے ہوئے اپنے اس دعویٰ کو خدا کی طرف منسوب کر سکتا ہے  
کہ اسے ایک ایسا بیٹا عطا ہو گا جو کلام اللہ کا مرتبہ اور شرف تمام دنیا پر ظاہر کر دے گا۔  
کیا کوئی ہندو ہے جو یہ دعویٰ کرے کہ اس کے بیٹے کو ویدوں کا ایسا علم عطا ہو گا جو تمام  
دنیا پر ویدوں کی فضیلت ثابت کر دکھائے گا۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے  
خدا پر مکمل بھروسہ اور توکل کرتے ہوئے اس پیشگوئی کی شان ان الفاظ میں بیان  
فرمائی۔

”اس جگہ آنکھیں کھول کر دیکھ لینا چاہیے کہ یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں  
بلکہ ایک عظیم الشان نشان آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جل شانہ نے

ہمارے نبی کریم رؤف و رحیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے اور درحقیقت یہ نشان ایک مردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ و اولیٰ و اکمل و افضل و اتم ہے کیونکہ مردہ کے زندہ کرنے کی حقیقت یہی ہے کہ جناب الہی میں دعا کر کے ایک روح واپس منگوایا جاوے اور ایسا مردہ زندہ کرنا حضرت مسیح اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی نسبت بائبل میں لکھا گیا ہے۔ جس کے ثبوت میں معترضین کو بہت سی کلام ہے اور پھر باوصف ان سب عقلی و نقلی جرح و قدح کے یہ بھی منقول ہے کہ ایسا مردہ صرف چند منٹ کے لئے زندہ رہتا تھا اور پھر دوبارہ اپنے عزیزوں کو دہرے ماتم میں ڈال کر اس جہان سے رخصت ہو جاتا جس کے دنیا میں آنے سے نہ دنیا کو کچھ فائدہ پہنچتا تھا نہ خود اس کو آرام ملتا تھا اور نہ اس کے عزیزوں کو کوئی سچی خوشی حاصل ہوتی تھی۔ سو اگر حضرت مسیح علیہ السلام کی دعا سے بھی کوئی روح دنیا میں آئی تو درحقیقت اس کا آنا نہ آنا برابر تھا اور بفرض محال اگر ایسی روح کئی سال جسم میں باقی بھی رہتی۔ تب بھی ایک ناقص روح کسی رذیل یا دنیا پرست کی جو احد من الناس ہے دنیا کو کیا فائدہ پہنچا سکتی تھی؟ مگر اس جگہ بفضلہ تعالیٰ و احسانہ و ببرکت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا کو قبول کر کے ایسی بابرکت روح بھیجی کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ سو اگرچہ بظاہر یہ نشان احيائے موتی کے برابر معلوم ہوتا ہے مگر غور کرنے سے معلوم ہو گا کہ یہ

نشان مردوں کے زندہ کرنے سے صد ہا درجہ بہتر ہے۔ مردہ کی بھی روح  
 ہی دعا سے واپس آتی ہے اور اس جگہ بھی دعا سے ایک روح ہی منگائی گئی  
 ہے مگر ان روحوں اور اس روح میں لاکھوں کو سوں کا فرق ہے۔ جو لوگ  
 مسلمانوں میں چھپے ہوئے مرتد ہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 معجزات کا ظہور دیکھ کر خوش نہیں ہوتے بلکہ ان کو بڑا رنج پہنچتا ہے کہ ایسا

کیوں ہوا؟“ (۱)

اس عظیم الشان فرزند کی ولادت کے عرصہ کی تعیین کرتے ہوئے حضور علیہ

السلام نے فرمایا:

”ایسا لڑکا بموجب وعدہ الہی ۹ برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہو گا خواہ

جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہر حال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائے گا۔“ (۲)

### پنڈت لیکھ رام کی پیش گوئیاں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موعود بیٹے کی پیدائش کی پیشگوئی کے بعد  
 بد زبان اور گندے دہن کے مالک لیکھ رام کی بے باکی، گستاخی اور زبان درازی انتہائی  
 عروج کو پہنچ گئی اور اس نے نہایت غلیظ اشتہار شائع کرنے شروع کر دیئے۔

لیکھ رام نے حضرت صاحب کے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والے اشتہار کے  
 مقابلے میں ۱۸ مارچ ۱۸۸۶ء کو اشتہار دیا جس میں بطور ”الہام“ حضرت مسیح موعود علیہ  
 السلام کے متعلق یہ پیشگوئیاں شائع کیں:

(۱) اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء از مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۱۳-۱۱۵  
 (۲) مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۱۳

(الف) ”آپ کی علت غائی یہ ہے کہ لوگ ڈر کر آپ کی طرف رجوع  
لاویں اور بھیٹ چڑھاویں اور تحریریں بھیج دیں۔ آپ سے کوئی نہیں  
ڈرتا بے شک جی کھول کر درج کیجئے۔ ادھر ہمارا شعلہ طور تیار ہوتا ہے۔  
ہم بھی اپنا الہام سنائیں گے اور غیب کی باتیں بتائیں گے۔“ (۱)

(ب) ”میں نے عرض کی کہ بار خدا یا ایسے مکار کو سزا کیوں نہیں دیتا جو  
بندگان ایزدی کو گمراہ کرتا ہے فرمایا.... تین سال میں سزا دی جائے گی۔  
میں نے عرض کی کہ خداوند اس نے یہ اشتہار جاری کیا ہے کہ مجھ کو  
الہامات ہوتے ہیں فرمایا محض جھوٹ ہے۔ ہم نے کوئی الہام یا ہیئت کوئی اس  
کو نہیں بتلائی۔“ (۲)

(ج) ”آپ کی ذریت بہت جلد منقطع ہو جائے گی۔ غایت درجہ تین  
سال تک شہرت رہے گی۔“ (۳)

(د) ”خدا کہتا ہے چند روز تک قادیان میں نہایت ذلت و خواری کے  
ساتھ کچھ تذکرہ رہے گا۔ پھر معدوم محض ہو جائے گا۔“ (۴)

اور جب حضور نے پسر موعود کی ۹ برس کے اندر اندر ولادت کی خبر بذریعہ

اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء میں دی تو پنڈت جی نے لکھا کہ:

(ذ) ”ابد تک آپ کے کوئی لڑکا پیدا نہ ہو گا جیسا کہ عرصہ ہوا بذریعہ  
اشتہار مفصل شائع ہو چکا ہے۔“

(۱) کلیات آریہ مسافر طبع اول صفحہ ۳۹۵

(۲) کلیات آریہ مسافر طبع اول صفحہ ۳۹۶

(۳) کلیات آریہ مسافر طبع اول صفحہ ۳۹۸

(۴) کلیات آریہ مسافر طبع اول صفحہ ۳۹۸

اور پھر لکھا کہ:

(س) ”پہلے یہ بھی اطمینان ہو گیا کہ ۹ برس تک آپ اور آپ کی بیوی زندہ رہے گی؟ ہمارا الہام تو تین سال کے اندر اندر آپ سب کا خاتمہ بتلاتا ہے“ (۱)

(ط) ”ہمارا الہام یہ کہتا ہے کہ لڑکا کیا تین سال کے اندر اندر آپ کا خاتمہ ہو جائے گا اور آپ کی ذریت سے کوئی باقی نہ رہے گا۔“ (۲)

(ع) ”یہ شخص تین سال کے اندر ہیضہ سے مر جائے گا کیونکہ (نعوذ باللہ) کذاب ہے۔“

پنڈت لیکھ رام کی ان پیشگوئیوں کے ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قتل کی دھمکیوں پر بنی گمنام خطوط ملنے لگے۔ بلکہ ۲۷ جولائی ۱۸۸۶ء کو مطبع چشمہ نور امرتسر سے آریوں نے ایک اشتہار شائع کیا جس میں کھلے الفاظ میں کہا گیا:

”تین سال کے اندر اندر آپ کا خاتمہ ہو جائے گا۔“ (۳)

معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف خفیہ طور پر کوئی سازش اور سکیم ایسی بنائی گئی تھی جس کے نتیجہ میں یہ کہا جاسکے کہ پنڈت لیکھ رام کی پیشگوئی پوری ہو گئی۔

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفہ المسیح الرابع نے اپنی کتاب سوانح فضل عمر میں اس سارے واقعہ کا ذکر فرمایا ہے اور لیکھ رام کی پیشگوئیوں کے بعض منفی پہلوؤں پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ جس کا تذکرہ یہاں بے جا نہ ہو گا۔

آپ تحریر فرماتے ہیں:

(۱) کلیات آریہ مسافر طبع اول صفحہ ۳۹۹

(۲) کلیات آریہ مسافر طبع اول صفحہ ۵۰۱

(۳) شمعہ حق از روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۳۲۹

”آریہ مت کا نامور پہلوان لیکھ رام بھی دندنا ہوا آن کو دا۔ حضرت مرزا صاحب کے مد مقابل تمام مذہبی راہنماؤں میں وہ واحد شخص تھا جس نے یہاں تک بے باکی سے کام لیا کہ حضرت مرزا صاحب کے جھوٹے ہونے کا صرف دعویٰ ہی نہیں کیا بلکہ آپ کی پیشگوئی کے مقابل پر ایک اپنی پیشگوئی بھی خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کر کے شائع کر دی۔ اس پیشگوئی نے ایک نیا اور نہایت ہی دلچسپ عنصر اس مقابلہ میں شامل کر دیا یعنی عملاً اس دعویٰ کا ثبوت پیش کرنے کی کوشش کی گئی کہ خدا تعالیٰ کی طرف جھوٹی پیشگویی منسوب کرنا کس قدر آسان ہے۔

لیکھ رام کی یہ پیشگوئی منفی پہلو رکھتی تھی یعنی ہر وہ خوشخبری جو حضرت مرزا صاحب نے خدا تعالیٰ کی طرف سے اپنے حق میں بیان فرمائی، لیکھ رام کی پیشگوئی میں خدا تعالیٰ ہی کی طرف منسوب کر کے اس کا رد کیا گیا اور ہر اچھی خبر کے مقابل پر ایک بری اور منحوس خبر رکھ دی گئی اور اس طرح یہ انتہائی دلچسپ مذہبی مقابلہ اپنے معراج کو پہنچا جبکہ وہ بچہ جس کے بارہ میں شرق و غرب کا بعد رکھنے والی مقابلہ پیشگوییوں کی جارہی تھیں ابھی نیست سے وجود میں نہ آیا تھا۔

بغرض موازنہ لیکھ رام کی پیشگوئی بھی غیر معمولی اہمیت کی حامل اور اس لائق ہے کہ اس کا نہایت غور سے مطالعہ کیا جائے کیونکہ :-

i۔ اس کے مطالعہ سے رات اور دن، ظلمت اور نور کا فرق بڑا کھل کر سامنے آجاتا ہے۔ ایک طرف حضرت مرزا صاحب کی مثبت پیشگوئی رکھیے اور دوسری طرف پنڈت لیکھ رام کی منفی پیشگوئی۔ اور یہ حقیقت نہ بھولنے کہ یہ دونوں ہی خدائے واحد کی طرف منسوب کی جارہی ہیں۔ یہ ایک نہایت دلچسپ اور بصیرت افروز موازنہ ہے۔

ii۔ پیشگوئی کا مطالعہ اس لئے بھی اہم ہے کہ اس پیشگوئی کے نتیجہ

میں ہمیں اپنے ہی زمانہ میں عملاً یہ موقع نصیب ہو گیا کہ خدا تعالیٰ پر جھوٹ بولنے والوں سے خدا تعالیٰ کے سلوک کا مشاہدہ کر سکیں۔ ایک خدا کی طرف دو مختلف مذاہب کے رہنماؤں کی طرف سے دو متضاد اور متخالف پیشگوئیوں کا منطقی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دونوں میں سے ایک ضرور جھوٹی ہے۔

iii- پیشگوئی کا مطالعہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ اس میں مخالفین کے جذبات کی ساری روح سمٹ کر آگئی ہے اگرچہ لیکھ رام بحیثیت آریہ لیڈر ہونے کے عیسائی یا مسلمان مخالفین کی نمائندگی نہیں کر سکتا تھا لیکن مرزا صاحب سے خدا تعالیٰ کے جس سلوک کی بے قرار تمناسب مخالفین کے دلوں میں شدت سے مچل رہی تھی۔ اس کی اس سے زیادہ صحیح اور مکمل تصویر نہیں کھینچی جاسکتی تھی۔“ (۱)

پرموعود کے مقابل پر جو پیشگوئی لیکھ رام نے کی وہ کلیات آریہ مسافر صفحہ ۴۹۳ تا صفحہ ۵۰۱ پر درج ہے۔ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے درج ذیل تبصرہ کے ساتھ اس کا کچھ حصہ اپنی کتاب میں درج فرمایا ہے۔ جو یہاں دیا جا رہا ہے۔ تاکہ لیکھ رام کی گندی زبان کا علم ہو سکے۔

”لیکھ رام کی پیشگوئی کے اہم نکات حسب ذیل ہیں۔ یہ تمام پیشگوئی لکھنے سے ہم اس لئے قاصر ہیں کہ اس کی زبان نہایت دل آزار ہے جسے دہرانے کے ہم متحمل نہیں ہو سکتے۔ پس بامر مجبوری اس میں سے صرف وہ مخالفانہ دعاوی پیش کئے جا رہے ہیں جو حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی کے کسی حصہ کی تردید یا نفی میں کئے گئے ہیں۔ الفاظ من وعین پنڈت لیکھ رام کے اپنے ہیں:“

(۱) سوانح فضل عمر جلد اول صفحہ ۵۷-۵۹

پیشگوئی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی  
بہ نسبت مصلح موعود

○ ”خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا  
کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا  
ہوں۔“

○ ”تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور  
لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک  
کر دیا۔“

○ ”سو قدرت اور رحمت کا نشان  
تجھے دیا جاتا ہے۔“

○ ”اے مظفر! تجھ پر سلام“

○ ”خدا نے کہا تا وہ جو زندگی کے  
خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات  
پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے  
ہیں باہر آویں، تا دین اسلام کا شرف  
اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر  
ہو۔“

مخالفاً پیشگوئی پنڈت لیکھ رام بہ  
نسبت پسر موعود (نقل کفر کفر نہ باشد)  
○ ”رحمت کا نہیں زحمت کا کہا ہو گا  
آپ تو ہر بات کو الٹی سمجھتے ہیں اور  
”ر“ میں امتیاز نہیں رکھتے۔“

○ ”خدا اس سفر کو نہایت منحوس بتلاتا  
ہے آپ نے شاید لودہانہ میں بنا کجھری  
سرائے میں جیل خانہ کے متصل فروکش  
ہونے کو مبارک سمجھا ہو گا۔“

○ ”خدا کہتا ہے میں نے قبر کا نشان دیا  
ہے۔ رحمت کا نشان تو صرف بنا کجھری  
سرائے تھی اور بس۔“

○ ”اے منکر و مکار تجھ پر آلام“

○ ”خدا کہتا ہے کہ میں جلد مصنوعی کوئی  
النار کروں گا اور قبر سے نکال کر جنم  
میں ڈالوں گا۔“

○ ”آج تک گویا جس کا نام اسلام ہے وہ  
محض خیال خام تھا اور جس کا نام قرآن  
تھا وہ شرف کے مرتبہ سے برکسران تھا  
اب مرزا کی بدولت شرف و مرتبہ  
لوگوں پر ظاہر ہو گا اور قرآن و اسلام کا  
نام باہر ہو گا۔“

○ ”اور تاحق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے“

○ ”مرزا ہی کے منہ سے ثابت ہوا کہ اب تک دین اسلام میں باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ موجود تھا اور حق مع اپنی برکتوں کے مفقود۔ اب ساحر قادیانی کے وجود سے حق آوے گا اور باطل جاوے گا۔“

○ ”میں تیرے ساتھ ہوں۔“

○ ”پہلے پیشوایان کے ساتھ کون تھا؟ کیا شیطان بے عنوان تھا۔ البتہ خدا کا یہ فرمان تھا کہ مرزا کا ساتھی نہیں، اس کا مددگار شیطان ہے۔“

○ ”سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک ذکی غلام لڑکا تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے ہو گا۔“

○ ”خدا نے یہ فقرہ سن کر مسکرا کر فرمایا کہ تو اس فریب کو سمجھا؟ عرض کیا کہ میں تو دو کوس کے فاصلہ پر رہتا ہوں مجھے کیا معلوم ہے.... کیا واقعی لڑکا ہو گا فرمایا ”نہیں لڑکی۔ مگر اپنا الہام سچا کرنے کو مرزا اس وقت ضرور فریب کھیلے گا اور اسی وقت ہم تجھ کو اطلاع دیں گے۔“

مرزا صاحب اب میرا سوال یہ ہے کہ آپ کے یہ لڑکا اب کی دفعہ ہو گا یا دوسری نوبت الہام میں؟ تاہم عبارت اصل لکھی ہے کہ اگر اب کی دفعہ لڑکا ہو گیا تو الہام سچا ثابت ورنہ دوسری دفعہ کی تاریخ بتادیں گے۔ کیوں

صاحب! اب خدا نے آپ کو پاک اور  
ذکی لڑکا دینے کی بشارت دی ہے۔ کیا  
پہلے لڑکے دو کر یہ منظر، ناپاک ترغبی  
ہیں اور کیا اپنی ذریت سے ہونے میں  
کچھ شبہ بھی ہے؟ مرزا صاحب! واقعی  
اب آپ کے کمالات پیغمبروں کے  
ساتھ خوب مشابہ ہو چلے.....“

○ ”ہم نے سنا خدا کہتا ہے اس کا نام

عزرائیل اور شریر بھی ہے۔“

○ ”خدا کہتا ہے کہ وہ آسمانی گولا

نہایت منحوس ہے جو پاتال کو جاتا

ہے۔“

○ ”شاید صاحب ذلت و نحوست و

تکبت ہو گا۔“

○ ”خدا کہتا ہے کہ وہ مرزا کی طرح

دنیا میں آکر اعزاز شیطانی نفس اور

روح منحوس کی نحوست سے بہتوں کو

دائم المریض کر کے واصل فی النار

کرے گا اور آخر کو خود بھی اس میں

پڑے گا اور اس کا خرد جال ہو گا۔“

○ ”وہ نہایت غبی اور کودن ہو گا۔“

○ ”خدا کہتا ہے وہ نہایت غلیظ القلب

ہو گا اور علوم صوری و معنوی سے

قطعی محروم ہو گا۔“

○ ”اس کا نام عنموائل اور بشیر بھی

ہے۔“

○ ”مبارک وہ جو آسمان سے آتا

ہے۔“

○ ”وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور

دولت ہو گا۔“

○ ”وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی

نفس اور روح الحق کی برکت سے

بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے

گا۔“

○ ”وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا۔“

○ ”اور دل کا حلیم اور صلوم ظاہری و

باطنی سے پر کیا جائے گا۔“

○ ”نور آتا ہے نور جس کو خدا نے  
اپنی رضامندی کے عطر سے مسح  
کیا۔“

○ ”آیا آپ اور آپ کے دونوں  
لخت جگر ظلم محض تھے جن کو خدا نے  
اپنے قہر اور غضب کے قطران سے  
متعفن اور گندہ کیا اس کو بھی خدا اسی  
تھیلی کا بیٹا بتاتا ہے۔“

○ ”اور اسیروں کی رستگاری کا  
موجب ہو گا۔“

○ ”کیا پہلا ثلاثہ امیروں فقیروں کی  
قید کا باعث ہوا۔ اب خدا کہتا ہے کہ  
وہ دائم العجبس ہو گا۔“

○ ”اور زمین کے کناروں تک  
شہرت پائے گا“

○ ”پہلا ثلاثہ کیوں گنہگار رہا؟ اب کہتا  
ہے محض خلاف ہے اس رذیل کا نام  
قادیان میں بھی بہت سے نہ جانیں  
گے۔“

○ ”میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں  
گا اور برکت دوں گا۔“

○ ”شاید خدا کہتا ہے کہ میں مرزا کی  
ذریت کو منقطع کروں گا اور نحوست  
دوں گا۔ مرزا صاحب! آپ ہر ایک  
بات کو الٹی ہی سمجھتے ہیں۔۔۔

نہ ہو کیونکر تمہارا کار الٹا  
تم الٹے بات الٹی یار الٹا“  
○ ”بعض قادیانی ہے اصل میں  
کلہم حکم ربانی ہے۔“

○ ”مگر بعض ان میں سے کم عمری میں  
فوت ہوں گے۔“

○ ”تیری ذریت منقطع نہ ہوگی اور  
آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔“

○ ”آپ کی ذریت بہت جلد منقطع  
ہو جائے گی۔ غایت درجہ تین سال تک  
تہرت رہے گی۔“ (۱)

دونوں پہلوانوں کی پیشگوئیوں کا ایک دلچسپ پہلو یہ بھی ہے کہ پنڈت لیکھ رام مسلسل مرزا صاحب کی ذریت کے خاتمہ کی پیشگوئی کر رہا ہے۔ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ہاں جلیل القدر بیٹے کی پیدائش کی پیشگوئی کرتے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ لیکھ رام سے اس کے خدا کی غیرت نے کیا سلوک کیا۔ اور خدا تعالیٰ کی تائید نے کس شان کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ساتھ دیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دی گئی آسمانی بشارتیں کس صفائی سے پوری ہوئیں اور کس طرح یہ بچہ (پسر موعود) ناموافق حالات کے باوجود اور دشمن کی قہری نگاہوں کے علی الرغم بدستار پھولتا اور پھلتا رہا۔ حتیٰ کہ اس مقام محمود تک جا پہنچا جس کی اس کے حق میں خوشخبری دی گئی تھی۔ ۱۸۸۵ء سے ۱۸۹۷ء تک گیارہ سال کے عرصہ میں دونوں پہلوانوں کی نسل کا تقابلی موازنہ کریں تو فوراً دو اور دو چار کی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں بے ساختہ ہاتھ اٹھتا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی مبشر اولاد اور جماعت کو ایسی ایسی حیرت انگیز ترقیات و نصرتوں سے نوازا کہ ساری دنیا حیرت زدہ ہو کر رہ گئی جبکہ لیکھ رام نے اپنے اس مصنوعی اور بناوٹی الہام میں ناکامی اور نامرادی کا عبرت ناک نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

### تقابلی موازنہ

پنڈت لیکھ رام کی ۱۸۹۳ء میں شادی ہوئی اور اسی سال اس کے قتل کی واضح پیشگوئی ہوئی اور پیشگوئی سے لے کر واقعہ قتل تک گیارہ سال کے عرصہ میں لیکھ رام کے خاندان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے یہ سلوک کیا۔

(۱) ۱۸ مئی ۱۸۹۵ء کو اس کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا اور ۱۸ اگست ۱۸۹۶ء کو سو سال کی عمر میں وفات پا گیا۔ اس طرح لیکھ رام ابتر اور لاوڈ ٹھہرا کیونکہ اس کے بعد اس کے ہاں اولاد نہ ہوئی۔

”پیشگوئی اور واقعہ قتل کا دورانیہ گیارہ سال سے زائد کا عرصہ بنتا ہے اس دوران حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر درج ذیل اولاد پیدا ہوئی۔

(۱) صاحب زادی عصمت ۱۸۸۶ء میں پیدا ہوئیں اور ۱۸۹۱ء میں فوت ہوئیں۔

(۲) جون ۱۸۹۵ء میں اس کا بھائی طوطا رام بھی فوت ہو گیا۔

(۳) ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو خود لیکھ رام دروغ گوئی کا ٹیکہ ماتھے پر اور حسرت و یاس پہلو میں لے کر بصورت قتل موت کے پنجہ میں چلا گیا۔

اور یوں قرآن مجید کی آیت کریمہ قد خاب من افتری کے مطابق پنڈت لیکھ رام جس نے خدا تعالیٰ پر افترا کرتے ہوئے من گھڑت جھوٹی ہینگونیوں کی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میرزا غلام احمد قادیانی کے مقابل خائب و خاسر ہو کر اپنے عبرت ناک انجام کو پہنچتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہوا اور ناکام مرا اور اس کی ذریت صفحہ ہستی سے ناپید ہو گئی۔

یہ سزا تھی اس تقول علی اللہ اور افتراء علی اللہ کی جو قطع الوتین کی صورت میں ظاہر ہوئی۔

(۲) صاحب زادہ بشیر اول جو ۱۸۸۷ء میں پیدا ہو کر ۱۸۸۸ء میں وفات پا گئے۔

(۳) حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد مصلح موعود جو ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوئے اور اشاعت قرآن اور خدمت دین حق کا بے نظیر کام اپنی ۷۷ سالہ عمر اور ۵۲ سالہ خلافت میں سرانجام دے کر ۸ نومبر ۱۹۶۵ء کو خدا کو پیارے ہو گئے۔

(۴) صاحب زادی شوکت ۱۸۹۱ء میں پیدا ہوئیں اور ۱۸۹۲ء میں فوت ہوئیں۔

(۵) حضرت صاحب زادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے جو ۱۸۹۳ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۶۳ء میں ۷۱ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

(۶) حضرت صاحب زادہ مرزا شریف احمد صاحب جو ۱۸۹۵ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۶۱ء میں ۶۷ سال کی عمر پا کر فوت ہوئے۔

(۴) ایک اس کی بیوہ لکشمی دیوی باقی  
بچی جو بعد میں ٹی بی کے مرض کا شکار  
ہو گئی۔ بے چاری کبھی لاہور کبھی  
لدھیانہ کبھی راولپنڈی اپنے سسرال  
کے طعنوں کا شکار رہ کر آخر ۳ جولائی  
۱۹۰۲ء کو وہ بھی فوت ہو گئیں۔

اپنے کئے کا ثمرہ لیکھو نے کیسا پایا  
آخر خدا کے گھر میں بد کی سزا یہی ہے  
اچھا نہیں ستانا پاکوں کا دل دکھانا  
گستاخ ہوتے جانا اس کی سزا یہی ہے

(۷) حضرت صاحب زادی سیدہ  
نواب مبارکہ بیگم صاحبہ جو لیکھ رام کی  
موت سے چار دن پہلے مورخہ ۲  
مارچ ۱۸۹۷ء کو پیدا ہوئیں اور اسی  
سال عمر پانچ کر ۲۳ مئی ۱۹۰۷ء کو  
فوت ہوئیں۔ (۱)

لیکھ رام کے واقعہ قتل کے بعد بھی  
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاں  
اولاد ہوئی جن میں ایک بیٹا اور دو  
بیٹیاں شامل ہیں ان میں سے حضرت  
صاحب زادی امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ  
بھی ہیں جو ۱۹۰۲ء میں پیدا ہوئیں اور  
۸۳ سال کی عمر پانچ کر ۱۹۸۷ء کو رحلت  
فرمائیں اور اپنے پیچھے ایک کثیر نسل  
چھوڑ گئیں جن کی تعداد اللہ تعالیٰ کے  
فضل سے ۱۳۲ تک پہنچ چکی ہے۔

اس ہیئتگوئی سے قبل بھی دو بیٹے اللہ  
تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام  
کو عطا فرمائے۔ جن میں سے حضرت  
مرزا سلطان احمد صاحب کی اولاد  
بھی بڑھی

(۱) حیا طیبہ از عبدالقادر سوادکر مل صفحہ ۸۸-۸۹



حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبشر اولاد

اور لیکھ رام کی کوئی؟

پھولی اور پھیلی۔ اور اب ان کے  
نفوس کی تعداد ۱۱ تک پہنچ چکی ہے  
اور خود حضرت مرزا سلطان احمد  
صاحب جو روحانی لحاظ سے حضرت مسیح  
موعود علیہ السلام سے منقطع رہے بعد  
میں سلسلہ بیعت میں شامل ہوئے۔

### حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسل

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پنڈت لیکھ رام کی ہلاکت کے بعد ۱۱ سال تک  
زندہ رہے اور اس عرصہ میں اللہ تعالیٰ ہر لمحہ ہر گھڑی تازہ بتازہ نشانات دکھاتا رہا۔ آپ  
کے جسمانی اور روحانی باغات میں خوب بہار آئی۔ ایسی بہار جو سدا بہار کارنگ رکھتی  
ہے۔ جو دائمی اور غیر محدود ہے۔ جس کا سلسلہ قیامت تک ختم نہ ہو گا۔  
آپ کی ذریت اور اولاد

اک سے ہزار ہوویں بابرگ و بار ہوویں

کی مصداق بن کر بڑھتی پھلتی پھولتی اور ترقی کرتی رہی اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کی  
وارث قرار پائی اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے چھٹی نسل کا آغاز ہو چکا ہے۔  
اوپر آپ کے بیٹوں اور بیٹیوں کی تعداد تو دے دی گئی ہے ایک سو سال کے  
کے عرصہ میں آپ کی نسل کی تفصیل یوں ہے۔

پہلی نسل بیٹے بیٹیاں

۷

(جو زندہ رہے)

۵۳

دوسری نسل پوتے۔ پوتیاں

	نوا سے۔ نواسیاں	
۱۴۰	پڑ پوتے۔ پڑ پوتیاں	تیسری نسل
	پڑ نوا سے۔ پڑ نواسیاں	
۲۴۹	سکڑ پوتے۔ سکڑ پوتیاں	چوتھی نسل
	سکڑ نوا سے۔ سکڑ نواسیاں	
۷۲	لکڑ پوتے۔ لکڑ پوتیاں	پانچویں نسل
	لکڑ نوا سے۔ لکڑ نواسیاں	
۱		چھٹی نسل

یہ کل تعداد ۵۲۲ بنتی ہے۔ اللہم زد فرزد (۱)

### ایک اور دلچسپ موازنہ

ایک اور حوالہ سے اگر موازنہ کریں تو دلچسپ صورت حال یہ پیدا ہوتی ہے کہ لیکھ رام کی ہلاکت کی پیشگوئی کے مقابل پر مصلح موعود کی نہ صرف پیدائش کی خبر دی گئی بلکہ اس کے بڑھنے، پھولنے اور پھلنے اور ترقی کرنے کی خبر بھی ساتھ دے دی گئی۔ ادھر اب اگر صرف لیکھ رام کی اولاد اور مصلح موعود کی اولاد کا ہی موازنہ کریں تو لیکھ رام کی اولاد کا نام و نشان نہیں ملتا نہ لاہور میں نہ پشاور میں اور نہ جائے ولادت سید پور میں کوئی نام لیا ہے۔ جبکہ مصلح موعود کی اولاد ۳۳۰ کی تعداد میں دنیا کے کونے کونے میں پھیلی ہوئی اس امر کی گواہی دے رہی ہے کہ مصلح موعود زندہ ہیں۔ آپ کی اولاد کی پوزیشن سو سال میں یوں ہے۔

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسل مبارک کا شجرہ مجھے میرے بہت ہی پیارے میاں فاروق احمد خان ابن میاں عباس احمد خان صاحب نے بڑی محنت سے بنا کر دیا جس سے خاکسار نے یہ تعداد نکال کر درج کی ہے۔  
لعبزواہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ۔

بیٹے بیٹیاں	۲۲	مسیح موعود کی دو سری نسل
پوتے پوتیاں -		
نواسے، نواسیاں	۸۹	مسیح موعود کی تیسری نسل
پڑپوتے، پڑپوتیاں		
پڑنواسے، پڑنواسیاں	۱۹۲	مسیح موعود کی چوتھی نسل
لکڑ پوتے، لکڑ پوتیاں		
لکڑنواسے، لکڑنواسیاں	۲۷	مسیح موعود کی پانچویں نسل
کبھی نصرت نہیں ملتی در مولیٰ سے گندوں کو		
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو		

## روحانی اولاد اور ترقی

حضرت مسیح موعود و مہدی معبود علیہ السلام کی ایک عظیم برکت جو دنیا کو عطا ہوئی وہ ایک پاک، بے نفس اور بنی نوع انسان کی ہمدرد، تزکیہ نفس کا اہتمام کرنے والی اور اسلامی تعلیمات پر کاربند رہنے والی جماعت ہے۔ جس کو جماعت احمدیہ کہا جاتا ہے۔ ہاں وہی پاک جماعت جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عطا ہونی تھی۔ ہاں وہی پاک اور مبارک گروہ جس کو قرآن کریم کی سورۃ جمعہ میں واخراہین منہم کے الفاظ سے یاد فرمایا گیا ہے۔

یہ وہ آپ کی روحانی نسل ہے جو صدق و اخلاص کے ساتھ آپ کے پیغام کو کامیابی کے ساتھ دنیا میں پھیلا رہی ہے۔ ایک آواز جس کو قادیان میں ہی دبانے کے لئے سر توڑ کوششیں کی گئیں سو سال کے اندر اندر ڈیڑھ کروڑ آوازوں میں تبدیل ہو چکی ہے۔ سو سال کے قلیل عرصہ میں جو قوموں کی زندگی میں آنکھ جھپکنے کے برابر بھی نہیں ہوتا تین کروڑ آنکھیں اپنے امام مقتداء حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نچھاور

۱۲۹  
ہونے اور قربان ہونے کو تیار ہیں۔

جماعت احمدیہ ایک ایسے تناور درخت کی صورت اختیار کر چکی ہے کہ جس کی شاخیں چاروں اطراف عالم میں پھیل گئی ہیں اور دنیا کی قومیں اس کے سایہ میں آکر سکون و آرام پا رہی ہیں۔ لیکھ رام کے اس الہام کے برعکس کہ تین سال تک قادیان میں مرزا صاحب کا ذکر بھی معدوم ہو جائے گا۔ آپ کی شہرت کو چار چاند لگے۔ آپ کا یہ سلسلہ بڑھا، پھولا پھلا اور زمین کے کناروں تک پہنچ گیا۔ اور اب یہ کارواں بڑی تیزی کے ساتھ شاہراہ غلبہ اسلام پر رواں دواں ہے اور آج MTA کے ذریعے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز ساری دنیا میں گونج رہی ہے۔ ہر سال لاکھوں لوگ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ دنیا بھر کے ۱۵۲ ممالک میں جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل سے قائم ہو گئی ہے۔ پاکستان، بھارت اور بنگلہ دیش کے علاوہ ان ممالک میں ۱۰۵۲ جماعتیں قائم ہیں۔ ۵۶۰ دارالتبلیغ اور ۵۲۰ بیوت الذکر تعمیر ہو چکی ہیں۔ ان ممالک میں خدمت دین بجالانے والے مرکزی مربیان کی تعداد ۸۹۱ ہے جبکہ لوکل مربیان کی تعداد ان کے علاوہ ہے جو بہت زیادہ ہیں۔ اس کے علاوہ جماعت احمدیہ دنیا کی ۵۱ زبانوں میں قرآن کریم کے مکمل تراجم شائع کرنے کی سعادت پا چکی ہے اور مزید ۳۹ زبانوں میں ترجمہ کا کام ہو رہا ہے۔ اس سال جماعت احمدیہ کامالی بجٹ پہلی دفعہ ایک ارب روپے سے تجاوز کر گیا ہے۔ الحمد للہ علی ذلک (۱)

یہ تمام ترقیات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی اور زندہ ہونے کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ جبکہ لیکھ رام کو اب دنیا میں کوئی جاننے والا موجود نہیں۔ بیگانے کیا اپنوں میں بھی اپنا نام کھو چکا ہے۔۔۔

(۱) جماعت احمدیہ ترقی کی شاہراہوں پر صفحہ ۶ تا ۳

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے  
جب آتی ہے تو اک عالم کو اک عالم دکھاتی ہے

جو متقی ہے اس کا خدا خود نصیر ہے  
انجام فاسقوں کا عذاب سعیر ہے

مومن ہی فتح پاتے ہیں انجام کار میں  
ایسا ہی پاؤ گے سخن کردگار میں

## اعتراف حقیقت

اعتراف حقیقت کے طور پر یہاں غیروں کے بعض اقتباسات درج کرنا  
ضروری سمجھتا ہوں۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے رسالہ ”ترجمان القرآن“ کے  
مدیر نے لکھا:

”میں اکثر اوقات اس پر غور کرتا ہوں کہ کیا وجہ ہے کہ مرزا غلام احمد کو  
اپنے مشن..... میں اس قدر کامیابی حاصل ہوئی؟ مجھے مرزا صاحب کی  
کامیابیوں کا سلسلہ لامتناہی نظر آتا ہے اور جس وقت مرزا صاحب کے  
مخالفین کی نامرادیوں پر غور کرتا ہوں تو وہ بھی بے حد و حساب نظر آتی  
ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ ایک شخص خدا اور اس کے رسول کے مقابلہ پر کھڑا  
ہوتا ہے۔ نائبین رسول کو چیلنج کرتا ہے کہ تم سب مل کر بھی میرے مشن کو  
فیل نہیں کر سکتے کیونکہ خدا کی تائید میرے شامل حال ہے۔ تم جب بھی  
میرے مقابلہ پر آؤ گے ہر مرتبہ ذلیل و نامراد ہو گے اور یہی میرے نبی

ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا ہی ہوتا ہے۔  
 مرزائیوں کی حفاظت کے سامان غیب سے پیدا ہو جاتے ہیں۔۔۔۔۔  
 دوسری طرف مرزائیوں کے مخالفین کی تباہی کے سامان بھی غیب سے  
 ظہور میں آجاتے ہیں..... ذرا سچے رسول کی ختم نبوت کی حفاظت کرنے  
 والوں کی ناکامیاں اور تباہیاں سامنے لائیے۔ کس قدر زوردار تحریک انھی  
 تھی اور کیسے ہمیشہ کے لئے ختم ہو کر رہ گئی.....“ (۱)

لیکھ رام کے واقعہ قتل کو مدیر ”ترجمان القرآن“ کے ان الفاظ ”دوسری  
 طرف مرزائیوں کے مخالفین کی تباہی کے سامان بھی غیب سے ظہور میں آجاتے ہیں“ کی  
 روشنی میں دیکھیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق اور خدا  
 تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ سلوک اور آپ کی جماعت پر عنایات  
 روز روشن کی طرح کھل کر سامنے آتی ہیں۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے کیا ہی سچ فرمایا ہے۔

ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر

میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار

(ب) ایک اور مخالف احمدیت رسالہ کا اعتراف ملاحظہ فرمائیے۔ اخبار

المنبر لائل پور (حال فیصل آباد) نے ۱۹۵۶ء کی ایک اشاعت میں لکھا تھا:

”ہمارے بعض واجب الاحترام بزرگوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں کے

ساتھ قادیانیت کا مقابلہ کیا لیکن یہ حقیقت سب کے سامنے ہے کہ قادیانی

(۱) ترجمان القرآن اگست ۱۹۳۳ء صفحہ ۵۷-۵۸ بحوالہ ہفت روزہ ”بدر“ قادیان مسیح موعود نمبر ۲۱-۲۸ دسمبر

جماعت پہلے سے زیادہ مستحکم ہوتی گئی۔ مرزا صاحب کے بالمقابل جن لوگوں نے کام کیا ان میں سے اکثر تقویٰ، تعلق باللہ، دیانت، خلوص، علم اور اثر کے اعتبار سے پہاڑوں جیسی شخصیتیں رکھتے تھے۔ سید نذیر حسین صاحب دہلوی، مولانا انور شاہ صاحب دیوبندی، مولانا عبدالجبار غزنوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری اور دوسرے اکابر کے بارہ میں ہمارا حسن ظن یہی ہے کہ یہ بزرگ قادیانیت کی مخالفت میں مخلص تھے۔ اور ان کا اثر و رسوخ بھی اتنا زیادہ تھا کہ مسلمانوں میں بہت کم ایسے اشخاص ہوئے ہیں جو ان کے ہم پایہ ہوں۔۔۔۔۔ لیکن ہم اس تلخ نوائی پر مجبور ہیں کہ ان اکابر کی تمام کوششوں کے باوجود قادیانی جماعت میں اضافہ ہوا ہے متحدہ ہندوستان میں قادیانی بڑھے۔ تقسیم ملک کے بعد اس گروہ نے نہ صرف پاؤں جمائے بلکہ جہاں ان کی تعداد میں اضافہ ہوا وہاں ان کے کام کا یہ حال ہے کہ ایک طرف تو روس اور امریکہ سے سرکاری سطح پر آنے والے سائنس دان ربوہ آتے ہیں۔۔۔۔ اور دوسری جانب ۱۹۵۳ء کے عظیم ترین ہنگاموں کے باوجود قادیانی جماعت اس کوشش میں ہے کہ اس کا ۷۷۔

۱۹۵۶ء کا بجٹ ۲۵ لاکھ کا ہو۔“ (۱)

لیکھ رام آج اگر زندہ ہوتے تو خدا کی قسم وہ اس تلخ نوائی پر مجبور ہوتے اور اعتراف کرتے کہ میری پیشگوئیوں کے مقابل پر مرزا صاحب کی پیشگوئیاں سچ نکلیں۔ آریہ سماجی لاہور اور پشاور وغیرہ میں تو نظر نہیں آتے مگر ہندوستان میں تو ضرور موجود ہیں۔ جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی ان کے لئے کہیں بھی تکلیف، درد اور کرب سے کم نہیں ہوگی۔

(ج) آریہ سماج والے خود جماعت احمدیہ کی اس ترقی کے معترف ہیں۔

(۱) ہفت روزہ بدر قادیان جلد ۲۲ شماره ۵۱-۵۲-۲۸، ستمبر ۱۹۹۵ء صبح موعود نمبر صفحہ ۱۲

چنانچہ ”تیج“ دہلی اپنی اشاعت ۲۵ جولائی ۱۹۳۷ء میں رقم طراز ہے:

”تمام دنیا کے مسلمانوں میں سب سے زیادہ ٹھوس اور مسلسل تبلیغی کام کرنے والی طاقت صرف جماعت احمدیہ ہے اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم سب سے زیادہ اس کی طرف سے غافل ہیں۔ بلا مبالغہ احمدیہ تحریک ایک خوفناک آتش فشاں پہاڑ ہے جو بظاہر اتنا خوفناک معلوم نہیں ہوتا مگر اس کے اندر ایک تباہ کن اور سیال آگ کھول رہی ہے جس سے بچنے کی کوشش نہ کی گئی تو کسی وقت موقع پا کر ہمیں بالکل جھلس دے گی۔“ (۱)

ایک فاضل مصنف نے اپنی کتاب ”قادیانیت کا سیلاب اور ہماری حکمت عملی“ میں ۱۹۹۵ء تک جماعت احمدیہ کی رفتار کار کا ذکر یوں کیا ہے۔

قادیانیوں کی رفتار کار کے حوالے سے ۹۳، ۹۴ اور ۹۵ کا

خاکہ کچھ اس طرح بنا ہے۔

ٹوٹل	۱۹۹۵	۱۹۹۴	۱۹۹۳	
۱۴۸	۶	۷	۱۳۵	ملک کی تعداد جہاں احمدیت Established ہو چکی ہے
۵۸۷۸	۹۸۱	۲۲۵۱	۲۶۴۶	احمدیہ بیت الذکر (ماسوائے پاکستان، بنگلہ دیش، انڈیا)
۸۲۲			۴۶۳	احمدیہ تبلیغی مراکز (ماسوائے پاکستان، بنگلہ دیش، انڈیا)
				(سینٹرل ولوکل)

۸۱۱			۷۴۴	احمدیہ مبلغین (ماسوائے پاکستان، بنگلہ دیش، انڈیا) جماعت ہائے احمدیہ
۸۳۸۶	۲۲۵۹	۱۵۵۱	۳۵۷۶	(ماسوائے پاکستان، بنگلہ دیش، انڈیا)
۲۷-۵۲		۲	۵۰	تراجم قرآن
زبانوں میں کام ہو رہا ہے۔				
۳۰- دو ممالک میں منصوبہ زیر غور ہے۔	۲		۲۸	ہسپتال
۳۹	۴		۳۵	ہائیر سیکنڈری سکول
۴۴			۴۴	جونیئر سیکنڈری سکول
۲۲۰	۱		۲۱۹	پرائمری سکول
۵۸			۵۸	نرسری سکول
۸۵		۶	۷۹	اخبارات و رسائل وقف نو۔ اس تحریک کے تحت ۱۳۵۷ احمدی والدین نے اپنے امام مرزا طاہر احمد کے کہنے پر اپنے بچوں کو دو سرری صدی میں خدمت کے لئے وقف کر دیا۔ پریس
۶			۶	
	۹۶ ممالک	۸۳ ممالک		عالمی بیعت
	۱۶۲ کی	۱۵ قوموں کی		میں پندرہ

قوموں کے	۳ لاکھ کے	قوموں کے ۲
آٹھ لاکھ		
۳۵ ہزار	۲۰۰ لوگوں	لاکھ ۳ ہزار
۱۲۹ افراد	نے بیعت	۳ سو آٹھ
نے بیعت	کی-	افراد نے بیعت
کی-		کی-

یورپ کے ملک البانیہ میں صرف ایک سال میں ۳۵ ہزار یورپین نے بیعت کی۔  
فرنج بولنے والے ممالک نے ایک سال میں ۳ لاکھ ۸۸ ہزار ۹۳۳ لوگ شامل ہوئے۔  
ان میں سے ایوری کو سٹ سرفہرست رہا جہاں سے دو لاکھ کے قریب بیعتیں ہوئیں۔  
اس طرح قادیانیوں کی ٹوٹل تعداد دنیا بھر کے دو کروڑ کے لگ بھگ بتائی  
جاتی ہے۔“ (1)

ایسا کیوں نہ ہوتا۔ خود خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پہلے سے خبر  
دے رکھی تھی۔ جس کا ذکر مسیح موعود علیہ السلام نے ان الفاظ میں فرمایا۔

”خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور  
میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے  
گا۔ اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا اور میرے فرقہ کے  
لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے

(۱) قادیانیت کا سیلاب اور ہماری حکمت عملی صفحہ ۲۵۰-۲۵۱، شریعت مطب طیب اقبال رائل پارک لاہور

نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے اور ہر  
ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور  
پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا  
ہوں گی اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور  
اپنے وعدوں کو پورا کرے گا.....

سوائے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے  
صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا  
ہو گا۔“ (۱)



## پیش گوئی بابت لیکھ رام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی لیکھ رام کے بارے میں پیشگوئی درحقیقت متعدد پیشگوئیوں کا مجموعہ ہے۔ جس کی تفصیل ہم اس باب میں پائیں گے۔ تاہم قارئین کی سہولت اور ان کی دلچسپی کی خاطر یہاں پیشگوئی کا خلاصہ درج کیا جا رہا ہے۔ جو مکرم مولانا سید احمد علی شاہ صاحب نے اپنی تصنیف ”پنڈت لیکھ رام پشاوری کی موت“ میں تیس روشن نشانات کے تحت درج کیا ہے۔

### پیش گوئی کا خلاصہ اور تیس روشن نشانات

- (۱) پنڈت لیکھ رام کی موت۔
- (۲) ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء سے چھ سال کے اندر ہوگی۔
- (۳) جو نہ پانی میں غرق ہونے سے، نہ زہر خوانی سے، نہ آگ میں جلنے سے، نہ درندہ کے کھانے سے، نہ گاڑی موٹر اور ہوائی جہاز کے حادثہ سے، نہ چوٹ لگنے سے، نہ چھت وغیرہ کے نیچے آنے سے، نہ اونچائی سے گرنے سے، نہ گلا گھونٹنے سے، نہ کسی بیماری سے، بلکہ ”تیغ برآن محمد“ یعنی محمدی تلوار سے وہ موت خون کا نشان بنے گی۔

- (۳) اور تلوار سے بھی یک دم موت واقع نہ ہوگی تاکہ ”عذاب شدید“ کا مزہ چکھ سکے۔
- (۵) اور یہ واقعہ گو سالہ سامری کی مانند یہود کی عید کے روز (احبار ۲/۲۳) یعنی بروز ہفتہ۔
- (۶) اور اسلامی عید (عید الفطر) کے دن سے۔
- (۷) بالکل ملحق دن کو۔
- (۸) بتاریخ چھ کو ہو گا۔ لیکن
- (۹) یہ موت ہفتہ اور اتوار کی درمیانی شب کو
- (۱۰) صبح کے چار بجے سے پہلے پہلے ہوگی۔
- (۱۱) قاتل کا حلیہ یہ ہے قوی ہیکل، مہیب شکل، خونی چہرہ والا گویا انسان نہیں ملائک میں سے ہو گا۔
- (۱۲) قاتل گرفتار نہ ہو سکے گا۔
- (۱۳) لیکھ رام کے بچاؤ کے لئے آریوں کی تمام دعائیں رد ہوں گی اور وہ نہ بچا سکیں گے۔
- (۱۴) بلکہ یہ حضرت اقدس علیہ السلام کی قبولیت دعا کا نشان۔
- (۱۵) سرسید احمد خان صاحب
- (۱۶) مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور
- (۱۷) خود حضرت اقدس علیہ السلام کی زندگی میں ظاہر ہو گا۔
- (۱۸) جو حضور علیہ السلام کو ملہم اور مامور من اللہ ثابت کرے گا۔
- (۱۹) قرآنی ارشاد ولو تقول اور اننا لننصر رسلنا کی حقانیت اور
- (۲۰) اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زندگی بخش ہونے کا ثبوت اور
- (۲۱) شیعہ اصحاب کے لئے بھی نشان عظیم ہو گا۔

- (۲۲) لیکھ رام بوجہ موت پھر قادیان میں جانے نہ پائے گا۔
- (۲۳) اس کی موت کے بعد ایک اور نشان طاعون کا ظاہر ہو گا۔
- (۲۴) سرخی کے چھیننے یعنی خون لیکھ رام سے آریوں کو ”نیت سے ہست“ کرنے والے خدائے قادر کا پتہ ملے گا۔
- (۲۵) یہود کے گو سالہ سامری کی طرح (خروج ۳۲/۲۰) ہنود کا گو سالہ لیکھ رام بھی ٹکڑے ٹکڑے کیا اور جلایا جا کر راکھ اس کی دریا برد ہوگی۔
- (۲۶) جس طرح یہود کے گو سالہ سامری کے مرنے پر طاعون پڑی تھی (خروج ۳۲/۳۵) اس کے پیشیل کے مرنے کے بعد بھی طاعون پڑی۔
- (۲۷) قتل لیکھ رام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو پو تو پاک مگر لیکھ رام کو بد کار ثابت کر دیا۔
- (۲۸) دعائے مباہلہ نے دین حق کی سچائی کا بذریعہ موت لیکھ رام فیصلہ کر دیا۔
- (۲۹) حضور علیہ السلام کو سازش کا الزام دینے والا خواہ کوئی آریہ ہو
- (۳۰) یا اور مولوی جو بھی موکدہ عذاب حلف اٹھائے گا وہ بھی لیکھ رام کی مانند قہر و غضب الہی کا نشانہ بنے گا۔

سو سو نشان دکھا کر لاتا ہے وہ مجھ کو  
مجھ کو جو اس نے بھیجا بس مدعا یہی ہے  
اسلام کی سچائی ثابت ہے جیسے سورج  
پر دیکھتے نہیں ہیں دشمن بلا یہی ہے (۱)

پیش گوئی کا ذکر حدیث میں

(۱) پنڈت لیکھ رام پشوری کی موت صفحہ ۷۲ تا ۷۵ مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ

موجود علیہ السلام کو اس دشمن اسلام کی عبرت ناک موت کے بہت سے پہلوؤں کی خبر دی گئی اور اس سلسلہ میں اس کی بہت سی ایسی جزئیات تک سے اطلاع دی گئی جو انسانی علم اور انکل سے بالاتر تھیں۔ اور جن کا اپنے منصوبہ یا سازش سے پورا کر کے دکھانا کسی بڑی سے بڑی طاقت کے بھی اختیار میں نہ تھا۔ چنانچہ آپ کو بتایا گیا کہ لیکھ رام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں گستاخی اور بے باکی اور بد زبانی کی پاداش میں تیغ بران محمد کے ذریعہ جوانی کی حالت میں قتل ہو گا۔ کسی بیماری تپ دق یا بیضہ وغیرہ سے ہلاک نہ ہو گا۔ اس کے قتل کا واقعہ دلوں کو ہلا دے گا۔ یہ واقعہ چھ برس کے اندر ظہور میں آجائے گا۔ روز قتل شنبہ کا دن ہو گا اور وہ عید کے دن سے ملا ہوا ہو گا یعنی شوال کی دوسری تاریخ ہوگی۔ وہ گوسالہ سامری کی طرح ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے گا۔ نیز یہ نشان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ظاہر ہو گا۔ بلکہ اس نشان قتل تک سرسید احمد خان بانی علی گڑھ کالج بھی زندہ رہیں گے اور اس نشان کے ظہور کے بعد ہندوستان میں طاعون پھیلے گی اور بالآخر ایک دوسرے شخص کے قتل سے، جو لیکھ رام کاروپ اور بروز ہو گا۔ اس خارق عادت نشان کے آسمانی ہونے پر ہمیشہ کے لئے مہر تصدیق ثبت ہو جائے گی۔

### لیکھ رام نے خود نشان طلب کیا

قبل اس کے کہ بیٹھکوئی کی تفصیلات اور اس کے مختلف پہلو قارئین کے سامنے تفصیل سے رکھے جائیں۔ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس امر کی وضاحت کر دی جائے کہ یہ نشان لیکھ رام نے خود طلب کیا تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”جب اشتهار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں یہ لکھا گیا کہ لیکھ رام پشوری اور بعض دیگر آریوں کے قضا و قدر کے متعلق کچھ تحریر ہو گا اگر کسی صاحب پر

ایسی ہیٹھوئی کچھ شاق گزرے تو وہ اطلاع دیں تا اس کی نسبت کوئی  
ہیٹھوئی شائع نہ کی جائے تو اس پر پنڈت لیکھ رام کا کارڈ پہنچا کہ میں  
اجازت دیتا ہوں کہ میری موت کی نسبت ہیٹھوئی کی جائے مگر میعاد مقرر  
ہونی چاہیے۔“ (۱)

بلکہ اپنی کتاب استفتاء میں لیکھ رام کے یہ گستاخانہ الفاظ تحریر فرمائے:  
”میں آپ کی ہیٹھوئیوں کو واہیات سمجھتا ہوں میرے حق میں جو چاہو شائع  
کرو۔ میری طرف سے اجازت ہے اور میں کچھ خوف نہیں کرتا۔“ (۲)  
نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا:

”لیکھ رام نے بار بار مجھے لکھا تھا کہ میں کرامت دیکھنا چاہتا ہوں اور اپنی  
کتابوں میں بھی بار بار بیان کیا تھا کہ مجھے کرامت دکھائو مگر خدا تعالیٰ جو حکیم  
ہے ہر ایک کے مناسب حال اس کو کرامت دکھاتا ہے پس جبکہ لیکھ رام کی  
زبان ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے میں چھری کی طرح چلتی  
تھی اور اپنی زبان سے ہزار بادل اس نے زخمی کر دیئے تھے اس لئے خدا  
نے چھری کا ہی نشان دکھلایا اور اس کی بد زبانی ایک چھری مجسم ہو کر اس  
کے اندر داخل ہوئی اور انتڑیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔“ (۳)

لیکھ رام نہایت درجہ بے باکی میں اس قدر بڑھ گیا کہ اس نے اپنی کتاب  
”خط احمدیہ“ میں پریشور سے سچے فیصلہ کی درخواست کرتے ہوئے یہ لکھ دیا:  
”میں نیاز التیام لیکھ رام ولد پنڈت تارا سنگھ شرما مصنف تکذیب براہین  
احمدیہ و رسالہ اقرار صحیح بدرستی ہوش و حواس کر کے کہتا ہوں کہ میں نے

(۱) نزول المسیح روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۵۴۹

(۲) استفتاء از روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۱۱۷-۱۱۸

(۳) حقیقتہ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۰۶ حاشیہ

اول سے آخر تک رسالہ سرمہ چشم آریہ پڑھ لیا..... میں اپنے جگت پتا کو  
 ساکھی جان کر اقرار کرتا ہوں کہ..... اس سرشٹی کے آغاز میں جب انسانی  
 خلقت شروع ہوئی پر ماتمانے دیدوں کو شری اگنی و ایو شری آدت شری  
 انگرہ جیو چار رشیوں کے آتما میں الہام دیا مگر جبرائیل یا کسی اور چھٹی  
 رساں کی معرفت نہیں بلکہ خود ہی..... آریہ ورت سے ہی تمام دنیائے  
 فضیلت سیکھی۔ آریہ لوگ سب کے استاد اول ہیں۔ کیونکہ تواریخ سے  
 بھی اس کا ثبوت ملتا ہے آریہ ورت سے باہر جو بقول مسلمان کے ایک  
 لاکھ چوبیس ہزار پینچمیر (۵-۶ ہزار سال) میں آئے ہیں اور تورات، زبور،  
 انجیل، قرآن وغیرہ لائے ہیں۔ میں دلی یقین سے ان ہستہ مکوں کے مطالعہ  
 کرنے سے اور سمجھنے سے (باستثنائے ان باتوں کے جو وید مقدس اپ  
 نشندوں یا شاستروں میں درج ہیں) ان کی تمام مذہبی ہدایتوں کو بناوٹی  
 اور جعلی۔ اصلی الہام کو بدنام کرنے والی تحریریں خیال کرتا ہوں.....  
 لیکن میرا دوسرا فریق مرزا غلام احمد ہے وہ قرآن کو خدا کا  
 کلام جانتا ہے اور اس کی سب تعلیموں کو درست اور صحیح سمجھتا ہے..  
 .. اے پر میثور ہم دونوں فریقوں میں سچا فیصلہ کر..... کیونکہ کاذب  
 صادق کی طرح کبھی تیرے حضور میں عزت نہیں پاسکتا۔“ (۱)

راقم

آپ کا ازلی بندہ

لیکھ رام شرما بھاسد آریہ سماج پشاور

حال ایڈیٹر آریہ گزٹ فیروز پور پنجاب

## لیکھ رام پشاور کی نسبت ایک پیش گوئی

اس سلسلہ میں سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء کو ایک اشتہار دیا۔ یہی اشتہار پیشگوئی کی بنیاد ٹھہرا۔ اسی اشتہار کے ابتداء میں پنڈت لیکھ رام کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا:

الا اے دشمن نادان و بے راہ      برس از تیغ بر آن محمد  
 رہ مولیٰ کہ گم کردند مردم      بجز در آل و اعوان محمد  
 الا اے منکر از شان محمد      ہم از نور نمایان محمد  
 کرامت گرچہ بے نام و نشان است      بیابنگر ز غلمان محمد

یعنی خبردار اے اسلام کے نادان اور گمراہ دشمن! تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کاٹنے والی تلوار سے ڈر اور اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ جسے لوگ کھو بیٹھے ہیں آ اور اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزندوں اور آپ کے لائے ہوئے دین کے مددگاروں میں تلاش کر۔ ہاں اے وہ شخص جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور آپ کے کھلے کھلے نور کا بھی منکر ہے۔ اگرچہ کرامت بے نام و نشان ہے لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں سے اس کا مشاہدہ کر لے۔

ان اشعار کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہاتھ کا نشان بنا کر یہ الفاظ لکھے ہیں ”لیکھ رام پشاور کی نسبت ایک پیشگوئی“۔ ہاتھ کے نشان سے آپ کا اپنے خدا تعالیٰ پر کامل یقین ظاہر ہوتا ہے کہ یہی وہ لیکھ رام ہے جس کی شوخی اور شرارت کی وجہ سے اس کی ہلاکت کی خبر دی جا رہی ہے۔ اس بارہ میں آپ فرماتے ہیں۔

”اخیر میں ایک ہاتھ بنا ہوا ہے جو لیکھ رام کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔“ (۱)

(۱) تریاق القلوب روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۴۰۴



### لیکھ رام پشاوری کی نسبت ایک پیسگوئی

”واضح ہو کہ اس عاجز نے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں..... منشی اندر من مراد آبادی اور لیکھ رام پشاوری کو اس بات کی دعوت دی تھی کہ اگر وہ خواہش مند ہوں تو ان کی قضا و قدر کی نسبت بعض پیسگوئیاں شائع کی جائیں تو اس اشتہار کے بعد اندر من نے تو اعراض کیا اور کچھ عرصہ بعد فوت ہو گیا لیکن لیکھ رام نے بڑی دلیری سے ایک کارڈ اس عاجز کی طرف روانہ کیا کہ میری نسبت جو پیسگوئی چاہو شائع کر دو۔ میری طرف سے اجازت ہے۔ سو اس کی نسبت جب توجہ کی گئی تو اللہ جل شانہ کی طرف سے یہ الہام ہوا عجل جسدہ، خوار لہ، نصب و عذاب یعنی یہ صرف ایک بے جان گو سالہ ہے جس کے اندر سے ایک مکروہ آواز نکل رہی ہے اور اس کے لئے ان گستاخیوں اور بد زبانیوں کے عوض میں سزا اور رنج کا عذاب مقدر ہے جو ضرور اس کو مل کر رہے گا۔“ (۱)

پھر فرمایا:

”یہ گو سالہ بے جان ہے جس میں روحانیت کی جان نہیں صرف آواز ہی آواز ہے۔ پس وہ سامری کے گو سالہ کی طرح ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے گا۔“

(۱) مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۳۷۲-۳۷۳

یاد رہے کہ عبارت لہ نصب و عذاب کی تصریح کے موافق تفسیم یہ ہے  
کہ لہ کمثلہ نصب و عذاب۔“ (۱)

## عذاب کا وقت

اسی اشتہار میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لیکھ رام کی ہلاکت کے وقت  
کی بھی تعیین فرمائی۔ یعنی چھ سال کے اندر عذاب کو پہنچے گا۔ چنانچہ آپ نے لکھا:  
”اور اس کے بعد آج جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء روز دو شنبہ ہے اس  
عذاب کا وقت معلوم کرنے کے لئے توجہ کی گئی تو خداوند کریم نے مجھ پر  
ظاہر کیا کہ آج کی تاریخ سے جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء ہے چھ برس کے عرصہ  
تک یہ شخص اپنی بد زبانوں کی سزا میں یعنی ان بے ادبیوں کی سزا میں جو  
اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کی ہیں۔ عذاب  
شدید میں مبتلا ہو جائے گا

سواب میں اس پیشگوئی کو شائع کر کے تمام مسلمانوں اور آریوں اور  
عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے  
عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہو جو معمولی تکلیفوں  
سے زالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں  
خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اس کی روح سے میرا نطق ہے... اور  
یہ پیشگوئی اتفاقی نہیں بلکہ اس عاجز نے خاص اسی مطلب کے لئے دعا کی  
جس کا یہ جواب ملا اور یہ پیشگوئی مسلمانوں کے لئے بھی نشان ہے۔“ (۲)

(۱) حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۰۰  
(۲) اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء از مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۳۷۳

(ب) عذاب کے وقت کی اطلاع بھی لیکھ رام ہی کے مطالبہ ”بقید وقت و تاریخ“ پر کی گئی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس میعاد کو یقین محکم تک پہنچانے کے لئے کئی بار اس کی اطلاع دی۔ ایک دفعہ الہاماً یہ بتلایا گیا۔

”بقضی امرہ فی مت“ (۱)

کہ چھ میں اس کا کام تمام کر دیا جائے گا۔

(ج) کرامات الصادقین میں اپنی ایک بشارت کا ذکر ان الفاظ میں آپ نے بیان

فرمایا:

”فدعوت علیہ فبشرنی رہی بموتہ فی مت منتو ان فی ذالک

لایتم للطالبین۔“ (۲)

اور جب میں نے اس پر بددعا کی تو خدا نے مجھے بشارت دی کہ وہ چھ سال کے اندر ہلاک ہو جائے گا۔ یہ ان کے لئے نشان ہے جو سچے مذہب کو ڈھونڈتے ہیں۔

(د) پھر کتاب شہادۃ القرآن میں اگست ۱۸۹۳ء کو تحریر فرمایا:

”ماسوا اس کے بعض اور عظیم الشان نشان اس عاجز کی طرف سے معرض امتحان میں ہیں جیسا کہ..... پنڈت لیکھ رام پشاور کی موت کی نسبت پیشگوئی جس کی میعاد ۱۸۹۳ء سے چھ سال تک ہے۔“ (۳)

پنڈت لیکھ رام کا واویلا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کا علم لیکھ رام کو اس وقت ہوا

(۱) استثناء از روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۲۵ حاشیہ

(۲) کرامات الصادقین از روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۱۶۳

(۳) شہادۃ القرآن از روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۷۵

جب وہ کسی مشن پر ”جودھ پور“ جا رہا تھا۔ اس نے اس اشتہار کو بغور پڑھا مگر ہنسی اور مذاق میں اڑا دیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو لکھا:

”کہ بہادر لیکھ رام گیڈر بھکیوں سے نہیں ڈرتا اور نہ ہی قتل وغیرہ کے خوف سے تمہاری طرف رجوع لاسکتا ہے۔ ہاں اگر تم سچ سچ مسیح موعود ہو اور معجزوں کی طاقت رکھتے ہو تو مندرجہ ذیل باتوں میں سے ایک ہی کر دکھاؤ۔

(i) ایک ماہ تک الہامی خدا سے سنسکرت میں لیکچر دینا اور وعظ کرنا لیکھ کر آریہ سماج کے مشہور پنڈتوں ویودت و شیام کرشن کے ساتھ شاستر ارتھ کر کے فتح حاصل کر لو۔

(ii) چھ شاستروں میں سے تین کے رشی کرت ترجے نہیں مل سکے۔ خدا کی معرفت وہ ترجے منگو کر حاضر کریں۔

(iii) تیس سال کی مرض بوا سیر تین ماہ میں دور کر دیں۔

ان تین باتوں میں سے ایک بھی پورا کر دینے پر وہ مسلمان ہو جائیں گے اور الہامی خدا کے قائل۔“ (۱)

## عید سے ملحقہ دن

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ساتھ کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے رہنمائی پا کر لیکھ رام کے بارے میں پیشگوئی کی وضاحت کر رہے تھے۔ لیکھ رام اسی طرح بلکہ پہلے سے تیز رفتاری کے ساتھ شوخی اور شرارت میں بڑھتا گیا۔ جیسا کہ اوپر کے حوالہ سے ظاہر ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے دن کی بھی تعین کر دی۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے ۱۸۹۳ء

میں ہی مولوی محمد حسین بٹالوی کو مخاطب کر کے ایک عربی قصیدہ میں یہ خبر دی۔

وبشرنی رہی وقال مبشرا

متعرف بوم العید والعید اقرب (۱)

یعنی سنئے! مجھے خدا تعالیٰ نے ایک نشان کی بشارت دے کر کہا ہے کہ تو اس واقعہ کو عید کے دن پہچان لے گا اور وہ خوشی اور عید کا دن اسلامی عید سے ملحق و قریب ہوگا۔

ہیبت ناک عذاب

اخبار انیس ہند میرٹھ نے اپنی اشاعت ۲۵ مارچ ۱۸۹۳ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء پر نکتہ چینی کی اور کہا کہ اگر معمولی تپ یا سردی لکھ رام کو ہوئی تو کہہ دیا جائے گا کہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ اس اعتراض کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رقم فرمایا:

”اس پیشگوئی کے وقت بعض اخبار والوں نے بھی میرے پر حملے کئے۔

چنانچہ پرچہ انیس ہند میرٹھ مطبوعہ ۲۵ مارچ ۱۸۹۳ء میں اخبار مذکور کے

ایڈیٹر نے بھی ایک حملہ کیا اور وہ یہ تھا کہ اگر لکھ رام کو تھوڑی سی درد سر

یا تپ آیا تو کہہ دیا جائے گا کہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ میں نے اس کے

جواب میں برکات الدعا میں لکھا کہ اگر ایسی کوئی معمولی بات ہوئی تو میں

سزا کے لائق ٹھہروں گا لیکن اگر پیشگوئی کا ظہور اس طور سے ہوا کہ جس

میں قرآنی نشان صاف صاف طور پر دکھائی دے تو پھر سمجھو کہ خدا تعالیٰ کی

طرف سے ہے۔ یہ جواب برکات الدعا کے پہلے صفحہ میں ہی شائع کیا گیا

تھا۔ چاہو تو دیکھ لو۔“ (۲)

(۱) کرامات الصادقین از روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۹۶  
(۲) حقیقت الوحی از روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۹۶

علاوہ ازیں حضور علیہ السلام نے اپنی کتاب نزول المسیح میں بدیں الفاظ رقم

فرمایا:

”ہاں یہ سوال کہ ایسی ہیٹھکوئی مفید نہیں ہوگی اور اس میں شبہات باقی رہ جائیں گے اس اعتراض کی نسبت میں خوب جانتا ہوں کہ یہ پیش از وقت ہے میں اس بات کا خود اقراری ہوں اور اب پھر اقرار کرتا ہوں کہ اگر جیسا کہ معترضوں نے خیال فرمایا ہے ہیٹھکوئی کا حاصل آخر کار یہی نکلا کہ کوئی معمولی تپ آیا یا معمولی طور پر کچھ درد ہوا یا ہیضہ ہوا اور پھر اس کی حالت صحت کی قائم ہو گئی تو وہ ہیٹھکوئی متصور نہیں ہوگی اور بلاشبہ ایک مگر اور فریب ہو گا کیونکہ ایسی بیماریوں سے تو کوئی بھی خالی نہیں ہم سب کبھی نہ کبھی بیمار ہو جاتے ہیں۔ پس اس صورت میں بلاشبہ میں اس سزا کے لائق ٹھہروں گا جس کا ذکر میں نے کیا ہے لیکن اگر ہیٹھکوئی کا ظہور اس طور سے ہوا کہ جس میں قہر الہی کا نشان صاف صاف اور کھلے طور پر دکھائی دے تو پھر سمجھو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔“ (۱)

لیکھ رام قتل ہو گا

اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو رقم فرمایا ہے وہ نیچے مندرجہ عن درج کیا جاتا ہے:

”اور یہ امر کہ کن ہیٹھکوئیوں سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ قتل کیا جائے گا۔ پس واضح ہو کہ وہ تین ہیں اول ایک ہیٹھکوئی کہ جو رسالہ برکات الدعاء میں لیکھ رام کی زندگی میں ہی شائع کی گئی تھی اور وہ اس کے قتل کی صاف

(۱) نزول المسیح از روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۵۵۵

طور پر خبر دیتی ہے اور وہ یہ ہے کہ عجل جسد لہ خوار لہ نصب و عذاب یعنی لیکھ رام گو سالہ سامری ہے جو بے جان ہے اور اس میں محض ایک آواز ہے جس میں روحانیت نہیں اس لئے اس کو وہ عذاب دیا جائے گا جو گو سالہ سامری کو دیا گیا تھا اور ہر ایک شخص جانتا ہے کہ گو سالہ سامری کو ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا اور پھر جلایا گیا تھا اور دریا میں ڈالا گیا تھا۔ پس اس پیشگوئی میں صریح اور صاف طور پر لیکھ رام کے قتل کی طرف اشارہ ہے کیونکہ اس کے لئے وہ عذاب مقرر کیا گیا ہے جو گو سالہ سامری کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔“ (۱)

دوسری پیشگوئی جو لیکھ رام کے قتل کی خبر دیتی ہے وہ ایک کشف ہے جو رسالہ برکات الدعا کے حاشیہ پر درج ہے اور اس کی عبارت یہ ہے کہ:

۴ اپریل ۱۸۹۳ء کو میں نے دیکھا کہ ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل گویا اس کے چہرہ پر سے خون ٹپکتا ہے گویا وہ انسان نہیں ملائک شداد و غلاظ میں سے ہے وہ میرے سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور اس کی ہیبت دلوں پر طاری تھی اور میں اس کو دیکھتا تھا کہ ایک خونیں شخص کے رنگ میں ہے۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ لیکھ رام کہاں ہے؟ اور ایک اور شخص کا نام لیا اور کہا کہ وہ کہاں ہے؟ تب میں نے سمجھ لیا کہ یہ شخص لیکھ رام اور دوسرے کی سزا کے لئے مقرر کیا گیا ہے دیکھو ٹائٹل بیج برکات الدعا مطبوعہ اپریل ۱۸۹۳ء۔ اس کے بعد ۶ مارچ ۱۸۹۷ء میں لیکھ رام بذریعہ قتل ہلاک ہو گیا اور اس کی موت سے تخمیناً پانچ برس پہلے یہ کشف رسالہ برکات الدعا میں چھاپ کر شائع کیا گیا تھا۔“ (۲)

(۱) حقیقت الوحی از روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۹۷

(۱) حقیقت الوحی از روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۹۷-۲۹۸

علاوہ ازیں آپ علیہ السلام نے تحریر فرمایا:

”تیسرا وہ شعر جو خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا۔ اور قبل از وقت یعنی

پانچ سال لیکھ رام کی موت سے پہلے شائع کیا گیا اور وہ شعر یہ ہے۔

الا اے دشمن نادان و بے راہ

بترس از تیغ بران محمدؐ (۱)

یعنی اے لیکھ رام تو کیوں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے تو  
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تلوار سے جو تجھے ٹکڑے ٹکڑے  
کردے گی کیوں نہیں ڈرتا۔“

## قتل کی یقینی پیش گوئی اور غیروں کا اعتراف

پنڈت لیکھ رام کی ہلاکت کے بعد یہ کہا جانے لگا کہ مرزا صاحب نے لیکھ رام  
کے ہلاک ہونے کی پیشگوئی ہی نہیں کی تھی۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے  
واضح طور پر ایسے عذاب کی خبر دی تھی جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت  
اور اپنے اندر بہت رکھتا ہوگا۔ آپ خود اپنی پیشگوئی کے بارہ میں تشریحات میں  
فرماتے ہیں:

(الف) لیکھ رام کی موت کے لئے تیغ بران کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور موت کی قسم  
کو بہت ناک قسم بیان کیا گیا جو معمولی موتوں سے نرالی ہے۔ (۲)

(ب) وہ معمولی موت سے نہیں مرے گا بلکہ خدا کا غضب کسی وجہ سے اس کا کام  
تمام کرے گا۔ (۳)

(۱) مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۳۷۲  
(۲) تریاق القلوب از روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۳۸۳-۳۸۴  
(۳) حقیقتہ الوحی از روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۹۷

(ج) پنڈت لیکھ رام پشاوری کی موت کی نسبت پیشگوئی جس کی میعاد ۱۸۹۳ء سے

چھ سال تک ہے۔ (۱)

ان حوالہ جات میں واضح طور پر موت کا لفظ ہے اور موت بھی وہ جو بہت ناک ہو۔ خود آریوں نے تسلیم کیا ہے کہ مرزا صاحب نے لیکھ رام جی کے قتل کی پیشگوئی کی تھی۔ ہم بات پنڈت لیکھ رام سے شروع کرتے ہیں وہ خود لکھتے ہیں:

(الف) ”اس (قرآنی خدا) نے جبرائیل بھیج کر قادیانی کے کان میں ہماری موت کا

الہام سنایا۔“ (۲)

(ب) ”لالہ منشی رام جو بعد میں شردھانند کہلائے نے گواہی دیتے ہوئے لکھا۔  
”مرزا غلام احمد قادیانی آریہ مسافر کے دلائل سے گھبرا کر انہیں موت کی دھمکی دے چکا تھا اور لکھ چکا تھا۔

الا اے دشمن نادان و بے راہ

بترس از تیغ بران محمد

کہ محمدی تلوار سے ڈر کر اسلام کے خلاف کہنا چھوڑ دے۔“ (۳)

(ج) رسالہ ”دافع الاوبام“ پر ریویو لکھتے ہوئے پنڈت امر سنگھ نے لکھا۔ ”دہرم

ویر پنڈت لیکھ رام جی آریہ مسافر کی موت کے متعلق بھی اسی طرح کی

پیشگوئی مرزا صاحب نے کی۔“ (۴)

(د) ایڈیٹر اخبار انیس ہند میرٹھ نے لکھا تھا:

”ہمارا ماتھا تو اسی وقت ٹھنکا تھا جب مرزا غلام احمد قادیانی نے آپ کی

(۱) مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۳۷۳

(۲) کلیات آریہ مسافر طبع اول صفحہ ۴۳۲

(۳) سوانح عمری لیکھ رام صفحہ ۱۵۱

(۴) ضمیر دافع الاوبام صفحہ ۴

وفات کی یہ شگونی کی تھی ورنہ ان حضرت کو کیا علم غیب تھا۔“ (۱)

(ھ) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق لکھا:

”کہا کرتے تھے کہ پنڈت کو مار ڈالیں گے اور اس عرصہ میں اور فلاں دن

ایک دردناک حالت میں مرے گا۔“ (۲)

(خ) تارا چند گجراتی آریہ نے جو ”پنڈت لیکھ رام جی کا قتل“ ایک رسالہ ۱۹۰۳ء

میں لاہور سے پنجابی نظم میں شائع کیا اس میں لکھا ہے۔

”غلام احمد نے ظاہر کر دتا اعلان

چھ ورہیاں تک ایس نے جانے چھڑ پران

موت اذائیں جاونا آیا ایہ الہام

دج دہاڑے عید دے مرنا لیکھ رام

جماعت احمدیہ کے اشد ترین معاند و مخالف مولوی محمد حسین بٹالوی نے بھی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں ڈگری دے دی اور لکھا:

”ہاں اس قدر مسلم ہے کہ ۶ سال میعاد اور قتل لیکھ رام کے لئے اشتہار

۲۰ فروری ۱۸۹۳ء میں ضرور مقرر کی گئی۔“ (۳)

## لیکھ رام کا قاتل نہیں ملے گا

گورنمنٹ نے قاتل کو پکڑنے کی پوری کوشش کی۔ مگر کوئی کامیابی نہ ہوئی۔

حتیٰ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر کی تلاشی بھی لی گئی اور بھی کوششیں کیں مگر

(۱) ضمیمہ انیس ہند میرٹھ ۱۰ مارچ ۱۸۹۷ء

(۲) ضمیمہ پنجاب ساچار ۱۰ مارچ ۱۸۹۷ء

(۳) اشاعت السننتہ جلد ۲ نمبر ۱۸ صفحہ ۶۱

ناکام ہوئیں اور قاتل نہ پکڑا گیا۔ آپ نے فرمایا:

”یہ بات یاد رہے کہ اس جگہ ایک نشان نہیں بلکہ دو نشان ہیں۔ (i) ایک یہ کہ لیکھ رام کے مارے جانے کی بذات خود ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جس میں اسکے مارے جانے کا دن بتلایا گیا ہے موت کی قسم بتلائی گئی۔ وقت بتلایا گیا۔ (ii) دو سری یہ کہ باوجود ہزار کوشش اور سعی کے قاتل کا کچھ بھی پتہ نہیں لگا۔ گویا وہ آسمان پر چڑھ گیا یا زمین کے اندر مخفی ہو گیا۔ اگر قاتل پکڑا جاتا اور پھانسی مل جاتا تو پیشگوئی کی یہ وقعت نہ رہتی بلکہ اس وقت ہر ایک کہہ سکتا تھا کہ جیسے لیکھ رام مارا گیا قاتل بھی مارا گیا مگر قاتل ایسا کم ہوا کہ نہیں معلوم کہ آیا وہ آدمی تھا یا فرشتہ تھا جو آسمان پر چڑھ گیا۔“

پھر فرمایا ”غرض یہ عظیم الشان پیشگوئی اس قدر قوت اور عام شہرت کے ساتھ پھیلنے کے بعد ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو اس طرح پوری ہوئی کہ ایک شخص نے جس کا آج تک پتہ نہیں لگا کہ کون تھا شام کے وقت لاہور کے شہر میں شنبہ کے دن جو عید سے دو سزا دن تھا لیکھ رام کے پیٹ میں ایک کاری چھری مار کر دن دیھاڑے ایسا غائب ہوا کہ آج تک پھر اس کا پتہ نہ لگا حالانکہ لیکھ رام کے ساتھ کتنی مدت سے رہتا تھا اور اس قتل کی خبر کے ساتھ سب ہندو، مسلمان، عیسائی پر ایک رعب اور ہیبت طاری ہوئی اور آریوں نے بڑا شور مچایا اور سرکردہ مسلمانوں اور اسلامی انجمنوں کی خانہ تلاشیاں کروائیں اور ہر جگہ اس مقتول کی ہمدردی کے لئے بڑے بڑے جلسے کئے اور تجویزیں قرار پائیں کہ سال بسال اس ماتم کا ایک دن مقرر کیا

جائے تاکہ یہ واقعہ ہمارے دلوں سے بھولنے نہ پائے۔“ (۱)

## قہری تجلی کی پیش گوئی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس پیشگوئی کے آغاز میں ہی آریوں کو مخاطب ہو کر فرمایا تھا کہ ”اب سب مل کر دعا کریں کہ یہ عذاب ان کے اس وکیل سے نل جائے۔“ (۲)

اس دعا کی طرف حضرت صاحب بار بار آریوں کو مخاطب کرتے رہے۔ تا معلوم ہو کہ خدا کس کے ساتھ ہے اور خدا کی قہری تجلی کس کے خلاف ظاہر ہونے والی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

”آریوں کو اس پیشگوئی کے وقت بذریعہ چھپے ہوئے اشتہاروں کے اطلاع دی گئی تھی کہ اگر تمہارا دین سچا ہے اور اسلام باطل تو اس کی یہی نشانی ہے کہ اس پیشگوئی کے اثر سے اپنے وکیل لیکھ رام کو بچالو اور جہاں تک ممکن ہے اس کے لئے دعائیں کرو اور دعاؤں کے لئے مہلت بہت تھی لیکن خدا کے قہری ارادہ کو وہ لوگ بدل نہ سکے۔“ (۳)

## لیکھ رام کا قتل اور طاعون کی وبا

لیکھ رام کو گوسالہ سامری سے تشبیہ دی گئی تھی۔ ضروری ہے کہ وہ تمام واقعات لیکھ رام سے بھی پیش آئیں جو گوسالہ سامری کے حوالہ سے تاریخ میں محفوظ ہیں۔ گوسالہ سامری کے توڑے جانے کے بعد خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل میں طاعون

(۱) نزول المسیح از روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۵۶۰

(۲) اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء

(۳) سراج منیر روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۲

بھیجی تھی۔ (۱) اسی طرح لیکھ رام کے مرنے کے بعد ہندوستان میں طاعون

پھیلی۔ (۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قبل از وقت اس کا ذکر پیشگوئی کی صورت  
میں کر دیا تھا۔ چنانچہ اپنے ایک مکتوب میں لکھا:

”میرے پر ظاہر کیا گیا کہ اس (لیکھ رام) کے مرنے کے تھوڑی مدت کے

بعد پنجاب میں طاعون پھیل جائے گی۔“ (۳)

اور طاعون کے بعد اس حقیقت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان الفاظ

میں بیان فرمایا:

”جیسا کہ گوسالہ سامری کے بعد قوم اسرائیل میں سخت طاعون پڑی تھی

کہ انہوں نے اس بت کو خدا کے مقابل عظمت دی۔ ایسا ہی جب قوم نے

لیکھ رام کو بہت عظمت دی تو پھر بعد میں اس کے طاعون پڑی کیونکہ انہوں

نے خدائے ذوالجلال کی پیشگوئی کو تحقیر کی نظر سے دیکھا۔“ (۴)

## قتل سے ایک ماہ قبل واضح انکشاف

پیشگوئی سے قتل تک کے پورے عرصہ میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شامل حال رہی۔ بار بار اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود

علیہ السلام کو تسلیاں دیں حتیٰ کہ قتل سے ایک ماہ قبل اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر عذاب

کے قریب آنے کی خبر دی اس وقت جبکہ لیکھ رام قادیان میں قیام پذیر تھا۔

(۱) تورات باب ۳۲ آیت ۳۵

(۲) تریاق القلوب از روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۴۰۱

(۳) تذکرہ مطبوعہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۵۶ء صفحہ ۲۳۲ مکتوب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۱۳ جون ۱۹۰۳ء مندرجہ

الفضل جلد ۵/۳۹ نمبر ۹ مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۵۱ء صفحہ ۴

(۴) نزول المسیح از روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۵۵۰

حضرت مسیح موعود علیہ السلام خبر دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

(الف) ”میں نے اسی لیکھ رام کے متعلق دیکھا کہ ایک نیزہ ہے اس کا پھل بڑا چمکتا ہے اور لیکھ رام کا سر پڑا ہوا ہے اسے اس نیزہ سے پرو دیا ہے اور کہا گیا کہ پھر یہ قادیان نہ آئے گا۔“ (۱)

(ب) ۱۸۹۷ء میں ایک بزرگ شیعہ عالم حاجی شیخ محمد رمضان طہرانی نجفی نے لاہور میں وارد ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے فارسی خط میں لکھا کہ ہم چالیس منٹ میں نشان دکھانے کے لئے تیار ہیں۔ ان کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک فارسی اشتہار یکم فروری ۱۸۹۷ء کو بعنوان ”اشتہار واجب الاظہار“ میں تحریر فرمایا کہ:

”حضرت شیخ الاسلام در خط خود وعدہ می فرماید کہ در چہل دقیقہ نشانے تو انم نمود بسیار خوب است کیے از اخبار غیب بذریعہ اشتہارے شائع فرمائید۔ بجائے چہل دقیقہ مہلت و چہل ساعت او شانزائی دہیم۔ پس اگر در چہل روز نشانے از ما ظاہر نشدہ و از ایشان در چہل ساعت ظاہر شد۔ یا فرض کنید کہ از ایشان نیز در چہل روز ظاہر شد بر بزرگی او شان ایمان خواہیم آورد۔ و ترک دعوی خود خواہیم کرد۔ و اگر نشانے از ما دریں مدت بظہور آمد و از ایشان چیزے بظہور نیامد۔ ہمیں دلیل بر صدق ما و کذب شان خواہد بود۔“ (۲)

یعنی حضرت شیخ الاسلام اپنے خط میں وعدہ کرتے ہیں کہ ہم چالیس منٹ میں نشان دکھانے کے لئے تیار ہیں بہت اچھا۔ وہ اشتہار کے ذریعہ سے کوئی پیشگوئی شائع کریں۔ ہم انہیں چالیس منٹ کی بجائے چالیس گھنٹے کی مہلت

(۱) تذکرہ صفحہ ۳۰۱ بحوالہ البدور ۱۶ جنوری ۱۹۰۳ء صفحہ ۹۰ و ملفوظات طبع جدید جلد ۲ صفحہ ۶۳۲

(۲) تذکرہ صفحہ ۳۰۰ مندرجہ اشتہار واجب الاظہار از مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۲۲۳

دیتے ہیں پس اگر چالیس روز کے عرصہ میں ہماری طرف سے کوئی نشان ظاہر نہ ہوا اور ان کی طرف سے چالیس گھنٹے کے اندر نشان ظاہر ہو گیا بلکہ چالیس گھنٹے نہ سہی چالیس روز کے اندر بھی اگر ان کی طرف سے کوئی نشان ظاہر ہوا تو ان کی بزرگی پر ہم ایمان لے آویں گے اور اپنے دعویٰ کو چھوڑ دیں گے اور اگر اس عرصہ میں ہماری طرف سے کوئی نشان ظاہر ہوا اور ان کی طرف سے کوئی ظاہر نہ ہوا تو یہ ہمارے صدق اور ان کے کذب کی دلیل ہوگی۔

### پیش گوئی اور پنڈت لیکھ رام کی عمر

پیشگوئی کے وقت لیکھ رام بھرپور جوانی کے ایام گزار رہا تھا جبکہ شیر خدا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بڑھاپے میں داخل ہو رہے تھے۔ ان حالات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لیکھ رام کو لکارنا اور اس کی موت کی پیشگوئی کرنا خود اپنی ذات میں ایک پیشگوئی ہے۔ قانون قدرت کے مطابق بوڑھوں کی شرح اموات نوجوانوں سے زیادہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اگر میں نے اٹکل سے کام لے کر یہ پیشگوئی شائع کی ہے تو جس شخص کی نسبت یہ پیشگوئی ہے وہ بھی تو ایسا کر سکتا ہے کہ انہیں اٹکلوں کی بنیاد پر میری نسبت کوئی پیشگوئی کر دے بلکہ میں راضی ہوں کہ بجائے چھ برس کے جو میں نے اس کے حق میں میعاد مقرر کی ہے وہ میرے لئے دس برس لکھ دے۔ لیکھ رام کی عمر اس وقت شاید زیادہ سے زیادہ تیس برس کی ہوگی اور وہ ایک جوان قومی ہیكل عمدہ صحت کا آدمی ہے اور عاجز کی عمر اس وقت پچاس برس سے کچھ زیادہ ہے اور ضعیف اور دائم المرض اور

۱۸۱  
طرح طرح کے عوارض میں مبتلا ہے پھر باوجود اس کے مقابلہ میں خود  
معلوم ہو جائے گا کہ کونسی بات انسان کی طرف سے ہے اور کونسی بات اللہ  
تعالیٰ کی طرف سے....“ (۱)

## پیش گوئی کی غرض و غایت

پیشگوئی کے شائع کرنے کا مقصد و مدعا یہ نہیں تھا کہ لیکھ رام کو مرتے ہوئے  
دیکھا جائے بلکہ اصل غرض و غایت اس کی صرف اور صرف یہ تھی کہ دنیا میں خدا کی  
قہری تجلی ظاہر ہو۔ اپنے پیارے کی عزت دنیا میں ظاہر ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام  
کی صداقت دنیا میں عیاں اور ان کے لئے رشد و ہدایت کا دروازہ کھلے۔ چنانچہ اس  
پیشگوئی کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

” یہ بالکل غلط ہے کہ لیکھ رام سے مجھ کو کوئی ذاتی عداوت ہے مجھ کو  
ذاتی طور سے کسی سے بھی عداوت نہیں بلکہ اس شخص نے سچائی سے  
دشمنی کی اور ایک ایسے کامل اور مقدس کو جو تمام سچائیوں کا چشمہ تھا  
توہین سے یاد کیا اس لئے خدا نے چاہا کہ اپنے ایک پیارے کی عزت دنیا  
میں ظاہر کرے فقط۔“ (۲)

(ب) پھر فرمایا:

”اب میں اس پیشگوئی کو شائع کر کے تمام مسلمانوں اور آریوں اور  
عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اس شخص پر چھ برس کے  
عرصہ تک آج کی تاریخ ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ  
ہو جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت (یعنی جو عوارض اور

(۱) برکات الدعا از روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳

(۲) استفتاء از روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۲۲

بیماریاں انسان کے لئے طبعی اور معمولی ہیں جن سے انسان کبھی صحت پاتا اور کبھی مرتا ہے ان میں سے نہ ہو) اور اپنے اندر الہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اس کی روح سے میرا یہ نطق ہے (یعنی میرے صدق و کذب کا مدار یہی پیشگوئی ہے) اور اگر میں اس پیشگوئی میں کاذب نکلا تو ہر ایک سزا بھگتنے کے لئے میں تیار ہوں اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رسہ ڈال کر سولی پر کھینچا جائے۔

“(۱)“

## ایک آسمانی فیصلہ

ایک اور موقع پر آپ نے اس کے مقاصد بیان فرمائے اور اس کو مسلمانوں اور ہندوؤں میں ایک آسمانی فیصلہ قرار دیا۔ چنانچہ ان مقاصد کی وضاحت میں حضور فرماتے ہیں:

”یہ پیشگوئی ایک بڑے مقصد کے ظاہر کرنے کے لئے کی گئی تھی۔ یعنی اس بات کا ثبوت دینے کے لئے کہ آریہ مذہب بالکل باطل اور وید خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے پاک رسول اور برگزیدہ نبی اور اسلام خدا تعالیٰ کی طرف سے سچا مذہب ہے اور یہی بار بار لکھا گیا تھا اور اسی مقصد کے پورا کرنے کے لئے دعائیں کی گئی تھیں..... یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک آسمانی فیصلہ ہے..... خدا نے ان لوگوں کو چمکتا ہوا نمونہ دکھلایا، چاہیے کہ ہر ایک شخص اس سے عبرت پکڑے جو شخص خدا کے مقدس نبیوں کی ابانت میں زبان کھولتا ہے۔ کبھی اس کا

(۳) اشتمار ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء، مجموعہ اشتمارات جلد اول صفحہ ۳۷۳

انجام اچھا نہیں ہو سکتا۔“ (۱)

گویا کہ درج ذیل تین مقاصد تھے:

(اول) اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کا اظہار۔

(دوم) رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند شان کا اظہار۔

(سوم) اہل ملک پر اتمام حجت۔

## پنڈت لیکھ رام کی طرف سے پیش گوئی کی تشہیر

پنڈت لیکھ رام اپنے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کی تشہیر کا خود بھی موجب بنا۔ چنانچہ جا بجا اس پیشگوئی کا تذکرہ اس نے اپنی کتب میں کیا۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:

”اس نے جبرائیل بھیج کر قادیانی کے کان میں ہماری موت کا الہام

سنایا۔“ (۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ابھی کل کی بات ہے کہ لیکھ رام خدا تعالیٰ کے عظیم الشان نشان کے موافق مارا گیا۔ کروڑوں آدمی اس پیشگوئی کے گواہ ہیں۔ خود لیکھ رام نے اسے شہرت دی وہ جہاں جاتا اسے بیان کرتا۔ یہ نشان اسلام کی سچائی کے لئے اس نے خود مانگا تھا اور اس کو سچے اور جھوٹے مذہب کے لئے بطور معیار قائم کیا تھا۔ آخر وہ خود اسلام کی سچائی اور میری سچائی پر اپنے خون سے شہادت دینے والا ٹھہرا۔ اس نشان کو جھٹلانا اور اس کی پروا نہ کرنا یہ کس قدر بے انصافی اور ظلم ہے پھر ایسے کھلے کھلے نشان کا انکار کرنا تو

(۱) سراج منیر از روحانی خزائن بندور۔ جلد ۱۲ صفحہ ۱۲

(۲) کلیات آریہ مسافر صفحہ ۳۳۲

خود لیکھ رام بننا ہے اور کیا۔“ (۱)

سر سید احمد خان کو دعوت

سر سید احمد خان صاحب علی گڑھ جو دعا کی قبولیت کے منکر تھے ان کے خیالات کے رد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کتاب برکات الدعاء ۱۸۹۳ء میں تصنیف فرمائی۔ جس میں آپ کو مخاطب ہو کر تحریر فرمایا کہ لیکھ رام کی موت کے لئے میں نے دعا کی اور وہ دعا قبول ہو گئی ہے۔ سو آپ کے لئے جو قبولیت دعا کے منکر ہیں یہ نمونہ مستجاب کافی ہے۔ فرمایا:

”یہ کہیں کہ دعاؤں کے اثر کا ثبوت کیا ہے؟ تو میں ایسی غلطیوں کے نکالنے کے لئے مامور ہوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اپنی بعض دعاؤں کی قبولیت سے پیش از وقت سید صاحب کو اطلاع دوں گا اور نہ صرف اطلاع بلکہ چھپو ادوں گا۔“ (۲)

پھر حسب وعدہ رسالہ کے آخر میں ایک فارسی نظم میں انہیں مخاطب کر کے فرمایا:

ایکہ گوئی گر دعا ہارا اثر بودے کجاست      سوئے من ہشتاب بنما تم ترا چوں آفتاب  
ہاں مکن انکار زیں اسرار قدر تہائے حق      قصہ کوتاہ کن بہوں از ما دعائے مستجاب (۳)

یعنی اے وہ شخص جو کہتا ہے کہ اگر دعائیں کچھ اثر ہوتا ہے تو وہ کہاں ہے میری طرف آ کہ میں تجھے دعا کا اثر سورج کی طرح دکھاؤں گا۔ تو خدا تعالیٰ کی باریک در باریک قدرتوں سے انکار نہ کر اور اگر دعا کا اثر دیکھنا چاہتا ہے تو آ اور میری دعا کا نتیجہ دیکھ لے جس کے متعلق خدا نے مجھے بتایا کہ وہ قبول ہو گئی ہے یعنی لیکھ رام کے متعلق۔

(۱) ملفوظات طبع جدید جلد ۳ صفحہ ۶۵۰

(۲) برکات الدعاء از روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۱۲

(۳) برکات الدعاء از روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۳

میر سید احمد خان نے اپنی زندگی میں اپنی آنکھوں سے دعائے مستجاب کا عملی رنگ میں ظہور یعنی قتل لیکھ رام مشاہدہ کر لیا:

## پیش گوئی کا خلاصہ مسیح موعود کی زبانی

اس باب کے اخیر میں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پیشگوئی کا خلاصہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کی زبان مبارک سے بیان کیا جائے۔ آپ فرماتے ہیں:

”واضح ہو کہ لیکھ رام کی موت کے بارے میں پیشگوئی حق الیقین تک پہنچ گئی ہے اور جو شخص اس پیشگوئی کے متعلق پوری واقفیت حاصل کرنا چاہے اسے چاہیے کہ اول میری کتاب آئینہ کمالات اسلام والا اشتہار پڑھے اور پھر میری کتاب برکات الدعاء کی وہ عبارت غور سے پڑھے جس میں میں نے سید احمد خان کی طرف لکھا تھا کہ آپ سن رکھیں کہ میں نے لیکھ رام کی موت کے لئے دعا کی تھی۔ پس تم یقیناً یاد رکھو کہ وہ میعاد کے اندر مرجائے گا پھر طالب حق کو چاہیے کہ اس کے بعد وہ کتاب آئینہ کمالات اسلام کے اشتہار میں میرا وہ نوٹ پڑھے جس میں میں نے آریوں کو مخاطب کر کے لکھا ہے کہ لیکھ رام کی موت کی نسبت میری دعا قبول ہو چکی ہے۔ اب اگر تمہارا مذہب سچا ہے تو اپنے پر میشر سے پرار تھنا اور دعا کرو کہ وہ اس قطعی موت سے بچ جائے اور ایسا ہی طالب حق کو چاہیے کہ برکات الدعاء کے اخیر میں میرے اس کشف کو پڑھے جس میں میں نے لکھا ہے کہ ایک فرشتہ میں نے دیکھا جس کی آنکھوں سے خون ٹپکتا تھا اور اس نے مجھے آکر کہا کہ لیکھ رام کہاں ہے اور ایک اور شخص کا بھی نام لیا کہ وہ کہاں ہے اور پھر چاہیے کہ طالب حق کرامات الصادقین میں وہ شعر پڑھے

جس میں لکھا ہے کہ لیکھ رام عید کے دن کے قریب ہلاک ہو گا اور پھر چاہیے کہ طالب حق آئینہ کمالات اسلام کا الہام پڑھے جس میں لیکھ رام کی نسبت لکھا ہے عجل جسدہ خوار نہ نصب و عذاب یعنی نہ کمثلہ نصب و عذاب ترجمہ - یہ گو سالہ بے جان ہے جس میں روحانیت کی جان نہیں صرف آواز ہی آواز ہے۔ پس وہ سامری کے گو سالہ کی طرح ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے گا۔ یاد رہے کہ عبارت نہ نصب و عذاب کی تصریح موافق تفسیم الہی یہ ہے کہ نہ کمثلہ نصب و عذاب۔ سو ایسا ہی ظہور میں آیا اور جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں۔ لیکھ رام کے قتل کئے جانے کی نسبت تین الہام ہیں۔ اول خونی فرشتہ جو میرے پر ظاہر ہوا اور اس نے پوچھا کہ لیکھ رام کہاں ہے۔ دو سرا یہی الہام یعنی عجل جسدہ خوار نہ نصب و عذاب یعنی لیکھ رام گو سالہ سامری ہے اور گو سالہ سامری کی مانند وہ ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے گا۔ تیسرا وہ شعر جو خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا اور قبل از وقت یعنی پانچ سال لیکھ رام کی موت سے پہلے شائع کیا گیا اور وہ شعر یہ ہے:

الاے دشمن نادان و بے راہ      ہترس از تیغ بران محمد

یعنی اے لیکھ رام تو کیوں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے۔ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تلوار سے جو تجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گی کیوں نہیں ڈرتا۔“ (۱)

حضرت امام جماعت احمدیہ مرزا طاہر احمد نے سوال و جواب کی ایک محفل میں اس پیشگوئی کا تجزیہ ان الفاظ میں فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں:

”حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس طرح آریوں کو رگید ا ہے

(۱) حقیقتہ الوحی از روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۰۰-۳۰۱

اور بہت زور سے پچھاڑا ہے چیلنج دے دے کر، اس کے گہرے زخم ان پر لگے جس کے نتیجے میں لیکھ رام بد تمیزی میں بہت بڑھ گیا اور تمسخر شروع کر دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چیلنج بھی دیا کہ تم جس رسول کے پیرو کار ہونے کے دعویٰ دار ہو اور اس پر فخر کرتے ہو اس کے متعلق گستاخی کرتا ہوں تم میرا کیا کر سکتے ہو۔ بد تمیزی کروں گا اور تمہارے متعلق بھی اور تم بھی اپنے خدا کو بلاؤ، میں بھی بلاتا ہوں اور پھر دونوں الہامی مقابلہ دنیا کے سامنے پیش کریں اور نشر کریں۔ چونکہ لیکھ رام کی بد گوئی اور بد تمیزی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف تھی اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے نتیجے میں دعا کی ہے اور اس پر آپ کو رویا میں وہ فرشتہ دکھایا گیا جو سرخ آنکھوں والا اور لیکھ رام کا پتہ پوچھ رہا تھا اور خنجر کے ساتھ اس کو ہلاک کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اور پھر ساتھ ہی عید والا الہام ”متعرف يوم العيد والعيد اقرب“ کہ تو عید والے دن اس بات کو جان لے گا اور عید قریب تر ہے یعنی عید سے ملے ہوئے دن کو یہ نشان ظاہر ہو گا اور آپ نے اس کی مدت گنتی کے چھ سال لکھی تھی کہ اس عرصہ میں یہ نشان ظاہر ہو جائے گا۔ اس کے مقابلہ پر لیکھ رام نے جو پیشگوئی کی اس میں تین سال کی مدت معین کی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو چھ سال کا لمبا عرصہ ہے وہ تین سال کا توڑ تھا اور اس کی نامرادی کو اس پر ظاہر کرنا اور سو فیصد ثابت کرنا پیش نظر تھا۔ ورنہ عموماً اتنے لمبے عرصے کی دور کی خبر عجیب لگتی ہے اور یہ واقعہ حضرت مصلح موعود (اللہ راضی ہو) کی پیدائش سے پہلے ہوا۔ یہ جو مباہلہ ہوا یہ دراصل حضرت مصلح موعود (اللہ راضی ہو) کی پیدائش سے پہلے کا ہے اور وہ جو چھ سال کا وقت مقرر ہوا ہے۔ یہ بعد میں ہوا ہو گا۔ حضرت مصلح موعود کی پیدائش ۱۸۸۹ء کی تھی۔ اس سے پہلے لیکھ رام نے اپنا وہ دعویٰ شائع کر دیا اس لئے مجھے یقین ہے کہ وہ مصلح موعود کی پیدائش سے پہلے کا

ہے کیونکہ وہ کہتا ہے کہ انہوں نے جو الہام بتایا ہے کہ خدا مجھے ایک بیٹا  
 دے گا جو دنیا میں شہرت پائے گا اور یہ ہو گا اور وہ ہو گا لیکن لیکھ رام کہتا  
 ہے مجھے میرے خدا نے مطلع کیا ہے کہ سب جھوٹ ہے، شیطانی توہمات کا  
 ایک پلندہ ہے اور کچھ بھی پیدا نہیں ہو گا۔ اگر پیدا ہوا تو گویا وہ ایک لو تھرا  
 ہو گا اس میں کوئی جان نہیں ہوگی اور چند دن کے اندر اندر وہ ذلت کی  
 موت مر جائے گا اور تین سال کے اندر اندر قادیان سے مرزا اور اس  
 کے پیروکاروں کا نشان مٹا دیا جائے گا اور یہ جو کہا گیا ہے کہ وہ زمین کے  
 کناروں تک شہرت پائے گا، کناروں تک تو کیا قادیان میں ہی اس کی شہرت  
 دفن ہو کر ختم ہو جائے گی۔ پس لیکھ رام کی یہ جو پیشگوئی ہے یہ لازمی طور  
 پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کے بعد اور  
 مصلح موعود کی پیدائش سے پہلے ہوئی ہے۔“ (۱)



## لیکھ رام کا قتل

جوں جوں دن اور سال گزر رہے تھے لوگوں کی بے تابی میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا کہ ۱۸۹۷ء آن پینچا اور اس کے آنے کے ساتھ ہی غیر معمولی نقل و حرکت شروع ہوئی کیونکہ اس سال مارچ کے مہینہ میں ایسی عید آرہی تھی جو جمعہ کے دن ہو۔ یہی اس واقعہ کی معین علامت بتائی گئی تھی۔ لوگوں کی بڑھتی ہوئی بے تابی دیکھ کر لیکھ رام کو خود بھی دھڑکا لگ گیا۔ اس نے اپنی حفاظت کے لئے خصوصی اہتمام کرتے ہوئے دو تنخواہ دار سپاہی اپنی حفاظت کے لئے اپنے مکان واقع شاہ عالمی لاہور میں تعینات کر لئے۔ (۱) یہ تین منزلہ عمارت تھی۔ جو اس گلی میں تھی جو آریوں کی گلی کہلاتی تھی اور آگے سے بند تھی۔ پنڈت لیکھ رام بالائی منزل پر رہائش پذیر تھا۔ اسی جگہ وہ پنڈت دیانند کی سوانح عمری لکھنے میں مصروف کار تھا۔

لیکھ رام کی حفاظت کے حوالے سے حکومت نے پولیس کو بھی ہدایت جاری کر دی تھی۔ چنانچہ کلیات آریہ مسافر میں لکھا ہے:

”گورنمنٹ کو مدت سے معلوم تھا کہ پنڈت لیکھ رام پر مخالفوں کی طرف سے ہر طرح کے حملے ہوں گے اور اس لئے پولیس کو خفیہ ہدایت رہتی تھی کہ ہر جگہ ان کی حفاظت کو مد نظر رکھیں۔“ (۲)

(۱) اخبار الحکم ۲۸ ستمبر ۱۹۳۸ء صفحہ ۳

(۲) کلیات آریہ مسافر دیباچہ صفحہ الف کالم ۲

مگر دنیا داروں کو کیا معلوم -

غرض رکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے  
بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

نیز -

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت  
اس بے نشان کی چہرہ نمائی یہی تو ہے  
جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور  
ملتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

یہ انتظامات خدا تعالیٰ کے عذاب سے کیونکر اسے بچا سکتے تھے۔ مارچ کا مہینہ اور پھر اس  
کی پانچ تاریخ آگئی جب تمام مسلمانوں نے عید الفطر منائی۔★

★ یہ امر یقینی ہے کہ لیکھ رام کے قتل کا واقعہ عید الفطر کا ہے جو ۵ مارچ ۱۸۹۷ء کو تھی۔

حضرت نواب مبارک بیگم صاحبہ کی پیدائش اس واقعہ سے صرف ۴ دن قبل کی ہے یعنی

۲ مارچ بمطابق ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۱۴ھ (حیات طیبہ از عبدالقادر سوداگر مل صفحہ ۲۲۲)

چنانچہ اس واقعہ قتل کے بعد جب ہندو کا غیض و غضب بھڑکا تو انہوں نے

حضرت صاحب کو مخاطب ہو کر متنبہ کیا "پس مرزا قادیانی کو خبردار رہنا چاہیے کہ وہ بھی

بقر عید کی قربانی نہ ہو جاوے۔" (سراج منیر از روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۳۵)

نیز کہا "مرزا قادیانی خبردار رہے اس کی قربانی بھی بقر عید پر ہو جائے

گی۔" (اشتمار ۲۲ مارچ ۱۸۹۷ء از مجموعہ اشتمارات جلد ۲ صفحہ ۳۶۸)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی یہ واقعہ عید الفطر کا ہی قرار

دیا ہے۔ (حقیقۃ الوحی از روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۹۵ حاشیہ)

۹۱  
 اگلاروز ۲۱ شوال یعنی ۶ مارچ ہفتہ کا دن تھا۔ دن ڈھل چکا تھا کہ شام ۶ بجے ایک نامعلوم شخص جس کے چہرہ سے خون ٹپکتا تھا۔ قوی ہیکل اور مہیب شکل تھا۔ پنڈت جی کے پیٹ میں اس وقت تیز خنجر مارا جب انہوں نے بوجہ تھکاوٹ انگڑائی لی اور پھر اس کو کئی چکر دے کر ہلایا۔ یہاں تک کہ انتڑیاں کٹ کر باہر آ نکلیں۔ قاتل تو فرشتہ کی طرح غائب ہو گیا مگر درد و تکلیف کی وجہ سے لیکھ رام کی کرب ناک آوازیں عجل جسدلہ خوار کا منظر پیش کرنے لگیں۔ اس کے منہ سے درد و دہشت ایسی آوازیں سن کر اس کی بیوی اور والدہ تیسری منزل سے لپکیں۔ آہ و فغاں میں لوگ جمع ہو گئے اور اس طرح خدا تعالیٰ نے مخالفوں کی جھوٹی خوشیوں کو پامال کر دکھایا۔ شک کرنے والوں کو یقین کامل عطا فرمایا اور مومنین کے دلوں کو نور ایمان سے منور کیا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اپنے بھیجے ہوئے مسیح موعود کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ حملہ کے بعد لیکھ رام کو فوری طور پر میو ہسپتال میں پہنچایا گیا۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اس وقت ڈیوٹی پر تھے مگر انگریزی سرجن ڈاکٹر پیری موجود نہ تھے۔ جب ڈاکٹر کے آنے میں تاخیر ہوئی تو لیکھ رام نے بار بار یہ کہنا شروع کر دیا کہ ”ہائے میری قسمت کوئی ڈاکٹر بھی نہیں بوہڑا یعنی نہیں پہنچتا“ آخر لمبے انتظار کے بعد رات ۹ بجے ڈاکٹر پیری آئے۔ آپریشن سے پہلے ڈاکٹر پیری نے مدد کی خاطر کئی دفعہ جب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو مرزا صاحب، مرزا صاحب کہہ کر پکارا تو لیکھ رام کانپ اٹھا کہ ہائے مرزا یہاں بھی ٹپک آیا۔ آخر بعض آریوں کی درخواست پر کہ پنڈت لیکھ رام کو مرزا صاحب کے لفظ سے تکلیف ہوتی ہے مرزا یعقوب بیگ صاحب کو وہاں سے ہٹا لیا گیا۔

ڈاکٹر پیری نے آپریشن کیا۔ آپریشن بہت پیچیدہ تھا۔ خیر ڈاکٹر پیری نے زخم سے لیکن قریباً بارہ بجے رات جب وہ انتڑیاں وغیرہ صاف کر کے اور پیٹ کو سی کر ہاتھ دھونے لگے تو لیکھ رام کے ٹانگے ٹوٹ گئے جو ان کو دوبارہ سینے پڑے۔ اس وقت

پولیس نے پنڈت جی کا بیان لینا چاہا مگر ڈاکٹر نے یہ کہہ کر روک دیا کہ اس میں جان کا خطرہ ہے آخر شب ہو گئی اور پنڈت لیکھ رام تقریباً آٹھ گھنٹے بقائمی ہوش و حواس ”عذاب شدید“ کا مزہ چکھتے ہوئے اور عمدہ سے عمدہ علاج کے باوجود تڑپ تڑپ کر دو بجے رات یعنی اتوار کی صبح کے چار بجنے سے پہلے تیج بران محمد سے چل بسے اور خداوند تعالیٰ کا کلام پوری شان کے ساتھ پورا ہو کر رہا۔

کوئی اگر خدا پہ کرے کچھ بھی افترا  
ہو گا وہ قتل ہے یہی اس جرم کی سزا

## واقعہ قتل کی تفصیلات

### اعتراف حقیقت

اس عظیم الشان پیشگوئی اور اس کے پورا ہونے کے بارے میں مخالف و موافق تاثرات کا ہر جگہ چرچا ہونے لگا۔ گو بعض آریوں نے اس کے قتل پر ویدک دھرم کے لئے سرخ باش ہونے کا نعرہ لگایا اور پیشگوئی کے مطابق قتل سے انکار کر دیا۔ مگر اندرون اور بیرون ہند میں ایک شور مچ گیا کہ مرزا کی پیشگوئی سچی نکلی۔ یہی وجہ تھی کہ حکومت نے ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک قاتل کے پکڑنے کے لئے ہر قسم کے ذرائع استعمال کئے مگر لیکھ رام کے قاتل کا کوئی سراغ نہ ملا۔ اسے زمین کھاگئی یا آسمان نکل گیا کچھ پتہ نہ چلا۔

### اعتراف از طرف آریہ سماج

قتل سے متعلق آریہ سماج کی طرف سے شائع ہونے والی تفصیلات پر غور کیا

جائے تو یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ ان حوالوں کے ایک ایک لفظ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی پورا ہونے کی شہادت ملتی ہے۔ خود لیکھ رام کے عقیدت مندوں، حواریوں اور ساتھیوں کے زبان قلم سے اللہ تعالیٰ نے یہ الفاظ لکھوائے:

(الف) ۱۵ فروری ۱۸۹۷ء کو ایک شخص لالہ ہنس راج جی کے پاس پہنچا اور کہا کہ میں پنڈت لیکھ رام سے ملنا چاہتا ہوں اگلے دن پنڈت جی سے ملاقات ہوئی اور کہا کہ میں کچھ دن پہلے ہندو تھا پھر مسلمان ہو گیا مگر اب اپنے مذہب پر آنا چاہتا ہوں۔ پنڈت جی نے کہا اچھی بات ہے میں تمہیں ضرور شدہ کروں گا۔ اس شخص کا حلیہ اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ بدن موٹا، رنگ کالا، چہرہ پر ماتا کے داغ، ناک بیٹھی ہوئی، سر کے بال کچھ موٹے موٹے، آنکھیں اندر کی طرف دھنسی ہوئیں۔ اور عمر لگ بھگ ۲۵ سال۔ لوگ پنڈت جی کو اس شخص سے ہوشیار کرتے مگر پنڈت جی نے کوئی پرواہ نہ کی اور اس اجنبی کا کچھ اتہ پتہ بھی دریافت نہ کیا اور اسے اپنے ساتھ رہنے کی اجازت دے دی۔ یہ شخص دن رات سایہ کی طرح پنڈت جی کے ساتھ لگا رہا۔ کبھی کسی بات کا سیدھا جواب نہ دیتا۔ معلوم ہوتا تھا کوئی بوچڑ ہے۔ دو تین بار پنڈت جی کے مکان پر کھانا کھاتے بھی اسے دیکھا گیا۔

کیم مارچ ۱۸۹۷ء کو پنڈت جی ملتان پہنچے اور ۸ مارچ تک وہاں رہنا تھا۔ سکھر سے تار کے ذریعہ ان کو وہاں بلایا گیا مگر موت سر پر کھڑی تھی۔ سکھر میں پلگ ہونے کے سبب ملتان والوں نے وہاں جانے سے روکا۔ پھر مظفر گڑھ جانے کی تیاریاں ہوئیں مگر پتہ نہیں۔ وہاں کا جانا بھی کیوں ملتوی ہوا۔ ۱۵ مارچ کو عید کا دن تھا اس دن قاتل نے کبھی اسٹیشن پر کبھی پنڈت جی کے گھر پر اور کبھی سبھا کے دفتر میں لگ بھگ بیس چکر لگائے ہوں گے۔ ۲۶ مارچ کی صبح کو وہ پنڈت جی کے گھر پر پہنچا۔ دو بجے کے قریب پنڈت جی بھی ملتان سے لاہور

آپنچے۔ قاتل کی طبیعت کچھ خراب معلوم ہوئی۔ پنڈت جی نے اسے ڈاکٹر  
 وشنوداس کی دکان سے شربت پلایا۔ ایک بزاز کی دکان پر پہنچے کچھ کپڑا پسند  
 کرنے کے لئے اس شخص کے ہاتھ ماتا جی کے پاس گھر بھیجا۔ بزاز نے پنڈت جی  
 کو ہوشیار کرتے ہوئے کہا۔ پنڈت جی جسے آپ اپنے ساتھ لئے پھرتے ہیں۔  
 یہ تو اہینیکو (مہیب) اکر تی (شکل و صورت) کا مٹھیہ (شخص) مرتیو کی  
 مور تی پر تیت ہوتا ہے (یعنی یہ مہیب شکل و صورت کا شخص موت کا فرشتہ  
 معلوم ہوتا ہے) پنڈت جی نے کہا۔ ایسا مت کہو یہ تو دھرماتا پرش ہے۔  
 پنڈت جی نے موت کے فرشتہ کو ہی کبھی کا اپنے گھر پر مدعو کر رکھا تھا۔  
 آگے چل کر لکھا:

شام کے چھ بجے جبکہ ماتا جی رسوئی (خانہ) میں تھیں اور لکشمی دیوی (پنڈت  
 جی کی بیوی) دو سرے کمرہ میں پڑھ رہی تھیں۔ پنڈت جی باہر چارپائی پر بیٹھے  
 سوامی دیانند کی سوانح حیات کے مسودہ کو ترتیب دے رہے تھے اور یہ  
 شخص پاس کرسی پر بیٹھا تھا۔ ماتا جی نے چوکے میں سے آواز دی۔ پتریل نہیں  
 ہے۔ پنڈت جی کاغذات رکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور انگڑائی لی اور کہا  
 اوہو! بھول گیا۔ جب پنڈت جی انگڑائی لے رہے تھے اور چھاتی آگے نکالی  
 کھڑے تھے تو اس شخص نے جو کہ اس پوزیشن کا منتظر تھا۔ اچھل کر چھرا  
 پنڈت جی کے پیٹ میں گھونپ دیا اور گھمایا جس سے انتڑیاں پیٹ سے باہر  
 نکل آئیں۔ خون کا دھارا بہ رہا تھا۔ لکشمی دیوی باہر نکل آئیں اور اس  
 خیال سے کہ قاتل کہیں اور وار نہ کر دے۔ پنڈت جی کو رسوئی کی طرف  
 کھینچا۔ مگر قاتل کو ابھی صبر نہ آیا تھا وہ اپنی خونی آنکھیں دکھاتا ہوا پھر پیچھا  
 کرنے لگا۔ اتنے میں رسوئی سے ماتا جی بھی باہر نکل آئیں۔ قاتل نے پاس بیلن  
 (بیلنا) اٹھا کر ماتا جی کے بھی دو تین چوٹیں کر دیں جس سے وہ بے ہوش ہو کر

گر پڑیں۔ اتنے میں قاتل یہ جا، وہ جا، آن کی آن میں آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔“ (۱)

(ب) ایک اور آریہ نے اپنے تاثرات یوں قلم بند کروائے۔

”اور باوجود اس کے کہ جیسا کہ ڈاکٹر کرشی نے بتایا کہ گورنمنٹ کو مدت سے معلوم تھا کہ پنڈت جی پر حملے ہوں گے۔ (دیباچہ کلیات) اس کا بعد میں بھی کوئی سراغ نہ لگ سکا۔ اس وقت پنڈت جی کو میو ہسپتال میں پہنچایا گیا۔ پونے دو گھنٹے کے بعد ڈاکٹر پیری آگئے۔ دو گھنٹے تک کئی ہوائی انتڑیوں کو سیتے رہے ایک انتڑی کے دو ٹکڑے ہو چکے تھے آٹھ بڑے بڑے اور کئی چھوٹے زخم تھے۔ دو بجے شب پنڈت جی کے طور بدل گئے۔ دو بار زور سے ہاتھ ہلائے اور مر گئے۔“ (۲)

(ج) اب ایک آریہ سماج کی کتاب سر بکف مسافر سے ایک اقتباس ذیل میں درج کیا جا رہا ہے جس میں نہ صرف میعاد کا اعتراف کیا گیا ہے بلکہ لکھا ہے کہ پنڈت لیکھ رام نے سچے اور جھوٹے میں خدا تعالیٰ سے فیصلہ چاہتے ہوئے جو دعائے مباہلہ کی تھی وہ مرزا صاحب کے حق میں پوری ہوئی۔

”پیغمبر قادیانی نے ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء کو ایک اشتہار شائع کیا جس کا مطلب یہ تھا کہ آج کی تاریخ سے چھ سال کے اندر پنڈت لیکھ رام اپنی بد زبانوں اور بے ادبیوں کی سزا میں جو اس نے رسول اللہ کی نسبت کی ہیں عذاب شدید میں مبتلا ہو جائے گا وغیرہ وغیرہ اور اس اشتہار کے سرے پر یہ شعر درج تھا۔

(۱) آریہ پرتی ندھی سبھا کا اتہاس ہندی صفحہ ۲۱۰

(۲) مخلص از ”دھرم و پر پنڈت لیکھ رام“ ہندی مصنفہ انو بھوانند شانت صفحہ ۵۶ تا ۶۹

الا اے دشمن نادان و بے راہ  
بترس از تیغ بران محمد

مرزے کے اشتہار کو شائع ہوئے قریباً چھ سال گذر گئے۔۔۔۔۔ یکم مارچ  
۱۸۹۷ء کو آپ (لیکھ رام) ملتان گئے اور چھ مارچ کو واپس لاہور پہنچے۔۔۔۔  
بہادر مسافر ایک چارپائی پر بیٹھے ہوئے مریشی کے جیون چرتے کے کانڈات  
مکمل کر رہے تھے۔ کچھ تھکاوٹ سے چارپائی سے اٹھے۔ دونوں ہاتھ سرکی  
طرف اٹھا کر انگڑائی لی کہ ظالم قاتل نے فوراً "خنجر کلیجہ میں بھونک دی۔ اور  
آٹھ دس زخم لگا کر انتڑیاں باہر نکال دیں۔ ہسپتال پہنچائے گئے مگر وہاں بھی  
جانبر نہ ہو سکے اور اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو ہمیشہ کے لئے داغ  
جدائی دے کر دنیا سے چل بسے۔ (۱)

### (د) پنڈت دیو پرکاش کا بیان

ایک اور مشہور آریہ سماجی پنڈت دیو پرکاش نے اپنی کتاب دافع الاوبہام میں  
پنڈت لیکھ رام کے واقعات قتل پر مفصل روشنی ڈالی ہے جس کے لفظ لفظ  
سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے ہر حصہ کے پورے ہونے  
کی شہادت ملتی ہے۔ پنڈت صاحب لکھتے ہیں:

”۱۳ فروری یا ۱۴ فروری ۱۸۹۷ء کو ایک شخص لالہ ہنس راج جی کے  
پاس گیا پھر دوسرے روز دیانند کالج ہال میں دکھائی دیا۔ وہ پنڈت لیکھ رام  
جی کو تلاش کرتا تھا پھر پنڈت جی کو ملا۔ اس نے ظاہر کیا کہ وہ پہلے ہندو تھا۔“

(۱) سرگت مسافر صفحہ ۲۳ تا ۲۴

عرصہ دو سال سے مسلمان ہو گیا تھا۔ اب پھر اپنے اصل دھرم میں واپس آنا چاہتا ہے.... وہ پنڈت جی کے ساتھ سایہ کی طرح رہنے لگا کھانا بھی عام طور سے پنڈت جی کے گھر ہی کھایا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ پنڈت جی یکم مارچ کو ملتان تشریف لے گئے۔ ۵ مارچ کو عید کا دن تھا۔ قاتل نے اس دن پنڈت جی کے گھر ریلوے اسٹیشن آریہ پرتی ند ہی سبھا کے دفتر میں ۱۸ یا ۱۹ چکر لگائے مگر پنڈت جی ۵ مارچ کو ملتان سے نہ آسکے۔ اس سے اس ظالم کا رادہ پنڈت جی کو عید کے دن شہید کرنا تھا۔

۶ مارچ کی صبح ہی پنڈت جی کے مکان پر پہنچا اور بعد ازاں پرتی ندھی کے دفتر سے ہوتا ہوا ریلوے اسٹیشن پر گیا۔ اس روز پنڈت جی ملتان سے تشریف لے آئے۔ قاتل خلاف معمول کبیل اوڑھے ہوئے تھا اور بار بار تھوکتا تھا اور کانپ رہا تھا۔ یہ حالت دیکھ کر پنڈت جی نے سوال کیا کہ کیا بخار ہے۔ اس نے کہاں ہاں ساتھ کچھ درد بھی ہے۔ تب پنڈت جی انے ڈاکٹر بشن داس کے پاس لے گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا اسے بخار وغیرہ تو کچھ نہیں لیکن خون میں کچھ جوش ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے پلستر لگانے کو کہا مگر اس مکار نے انکار کر دیا اور کہا کہ کوئی پینے کی دوا دیجئے۔ تب پنڈت جی نے ڈاکٹر صاحب کی اجازت سے اسے شربت پلایا۔ اس کے بعد پنڈت جی نے کچھ کپڑا خریدا اور گھر کو چلے آئے اور وہ ظالم بھی ساتھ ہی تھا۔ جس مکان میں پنڈت جی کام کرتے تھے وہ گلی وچھو والی لاہور میں واقع ہے اور اس کا نقشہ حسب ذیل ہے زینہ چڑھتے ہی چھت پر اس کے ساتھ لگا ہوا ایک برآمدہ ہے اس میں پنڈت جی کام کیا کرتے تھے۔ دو طرف دیوار ایک طرف اندرونی کمرہ کا دروازہ۔ جس میں ان کی ماما اور دھرم پتی بیٹھی تھیں اور کواڑ بند تھا۔ چوتھی طرف بالکل کھلی ہوئی تھی۔

پنڈت جی چارپائی پر جا بیٹھے اور رشی دیانند کے جیون چہ تر کے کاغذات  
 مکمل اور مرتب کرنے میں مشغول ہو گئے اور سفاک بھی بائیں طرف بیٹھ  
 گیا..... عین اس وقت جبکہ پنڈت جی نے مرشی کے جیون کے اس آخری  
 حصہ کو جس وقت کہ انہوں نے اپنی زندگی کو ویدک دھرم کے راستہ میں  
 قربان کیا اور کہا کہ ایشور تیری اچھیا (خواہش) پورن (پوری) ہو ختم کیا  
 اور تھکاوٹ کے سبب اٹھ کر بے بجے شام کے وقت انگڑائی لی۔ اس وقت  
 اس ظالم نے جو صبح سے موقع کی گھات میں تھا فوراً اٹھ کر پنڈت جی کے پہلو  
 میں چھرا گھونپ دیا جس سے انتڑیاں باہر نکل آئیں۔ پنڈت جی نے ایک  
 ہاتھ سے انتڑیوں کو تھاما اور ایک سے چھری چھین لی۔ تب پنڈت جی کی ماما  
 اور دھرم پتی اس کی طرف دوڑیں اس وقت اس بے رحم ظالم نے پنڈت  
 جی کی بوڑھی ماما کو بیلنا اس زور سے مارا کہ وہ اچانک چوٹ لگنے کے سبب  
 سے بے ہوش ہو کر گر گئیں اور وہ بے ایمان قاتل فرار ہو گیا۔ کچھ دیر کے  
 بعد لوگ جمع ہو گئے اور پنڈت جی کو ہسپتال لے گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے  
 زخموں کا ملاحظہ کیا اور سینے میں مصروف رہے اور کہا کہ اگر صبح تک بچ گئے  
 تو امید زیست ہے ورنہ نہیں۔ پنڈت جی جب تک ہسپتال میں جیتے رہے  
 وید منتروں کا پاٹھ کرتے رہے اور آخر ایک بجے رات کے اپنی آخری  
 وصیت کہ آریہ سماج سے تحریر کا کام بند نہ ہو کر کے آپ کی پاک روح  
 اس نفس فانی سے عالم جاودانی کی طرف پرواز کر گئی۔“ (۱)

(۵) بابو گھانسی رام صاحب ایم اے ایل ایل بی کا اعلان حق

ایک اور آریہ سماجی بابو گھانسی رام صاحب ایم اے ایل ایل بی کھلے الفاظ

(۱) دافع الاوبام مصنفہ دیو پرکاش صفحہ ۸۱ بحوالہ الفضل ۳ مارچ ۱۹۳۶ء صفحہ ۱۰

میں فرماتے ہیں ”صوبہ پنجاب کے دارالخلافہ لاہور میں یہ قتل ہوا مگر پولیس قاتل کا پتہ چلانے میں ناکامیاب رہی۔ اتفاق دیکھئے غلام احمد کی پیسگوئی پوری ہوئی اور پنڈت لیکھ رام کو شہادت نصیب ہوئی۔ اس بات کو پریشانی جان سکتا ہے کہ یہ اس کا بھیجا ہوا عذاب تھا یا انسان کا۔“ (۱)

(د) مہاشہ سنت رام آشفٹہ کا بیان دربارہ قتل لیکھ رام

ایک اور آریہ سماجی مہاشہ سنت رام آشفٹہ نے پنڈت لیکھ رام کی ہندی سوانح عمری میں یوں لکھا:

”۱۳ فروری ۱۸۹۷ء کے دن جبکہ دیانند کالج کے ہال میں ایک شخص آپ کو تلاش کرتا ہوا دیکھا گیا اور آپ سے مل کر کہا کہ عرصہ دو سال سے مسلمان ہو گیا ہوں۔ شدھ کر لیں تو فوراً وعدہ کر لیا کہ ضرور شدھ کریں گے حالانکہ صورت شکل خوفناک معلوم ہوتی تھی۔ اس کی آواز مہیب لہجے لئے ہوئے تھی..... آریہ بھائیوں نے بہتر مسافر سے کہا کہ یہ خوفناک شخص ہے اس کا ہرگز اعتبار نہ کریں مگر اس نے یہ کہہ کر کہ بھائی یہ دھرم گرہن کرنا چاہتا ہے سب کو ٹال دیا..... سخت حیرانی پیدا ہوتی ہے کہ جب تمام لوگ اس بد معاش کو خوفناک اور بھیانک بیان کرتے تھے اور اس کو ریاکار دھوکہ باز سمجھتے تھے تو لیکھ رام جیسا تجربہ کار اور جہاندیدہ شخص جس نے پولیس میں سالوں تک ملازمت کی تھی.... کس طرح دھوکا کھا سکتا ہے۔.... ۶ مارچ کا نامبارک دن اور شام کا وقت ہے..... بہادر مسافر ایک چارپائی پر بیٹھے ہوئے مہرشی دیانند کے جیون چرتے کے کاغذات مکمل

(۱) رسالہ مسافر آریہ شہید نمبر ۶ مارچ ۱۹۱۳ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۲ صفحہ ۲۲۲

کر رہے ہیں سامنے وہی سفاک بیٹھا ہوا ہے جو شدھ ہونے کا بہار لڑ کے  
 آیا ہوا ہے۔ آج اس کی حالت عجیب و غریب ہے۔ بدن کانپ رہا ہے۔  
 آنکھوں میں خون اترا ہوا ہے۔ چہرہ دم بدم بدلتا جاتا ہے۔ اتار چڑھاؤ  
 جاری ہے کبھی وہ باہر کی طرف دیکھتا ہے اور کبھی کبل کے اندر ہاتھ ڈالتا  
 ہے۔ پنڈت لیکھ رام مرثی دیانند کے جیون چر تر کا وہ حصہ ختم کرتے ہیں  
 جبکہ انہوں نے ویدک دھرم پر اپنی جان قربان کر دی تو پھر تھکاوٹ سے  
 اور دل پر چوٹ لگنے سے چار پائی سے اٹھے۔ دونوں ہاتھ سر کی طرف اٹھا  
 کر انگڑائی لی کہ ظالم قاتل نے فوراً خنجر کلیجے میں گھونپ دیا اور آٹھ دس  
 زخم لگا کر انتڑیاں باہر نکال دیں۔ اس نے کسی قسم کا شور نہیں مچایا۔ اگر  
 ایسا کرتا تو ممکن تھا کہ قاتل پکڑا جاتا مگر اس نے خود ہمت کی اور انتڑیاں  
 پیٹ میں ڈالیں۔ قاتل اپنا کام کر کے چلتا بنا۔ پنڈت لیکھ رام ہسپتال  
 پہنچائے گئے پیٹ چاک تھا انتڑیاں باہر تھیں۔ خون کی ندیاں بہ رہی  
 تھیں۔ جسم سے خون کے چشمے پھوٹ پھوٹ کر دو گھنٹے تک بہتے رہے  
 باوجودیکہ زخم سیئے گئے۔ ڈاکٹروں نے جان توڑ کر علاج کیا مگر پیغام اجل  
 آپہنچا۔“ (۱)

### (ص) پنڈت مدن گوپال سناتن دھرمی کا واضح اعتراف

آریہ سماجی دوست احباب کے بیانات پڑھ آئے اب ایک کٹر سناتن دھرمی  
 فاضل جناب مدن گوپال پاراشر سابق ایڈیٹر ”رندھیر“ پٹی ضلع لاہور کا واضح  
 اعتراف درج کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

(۱) ترجمہ از بہادر لیکھ رام (ہندی) مصنفہ مہاشہ سنت رام آشفیتہ

۲۰۱  
 ”لکھ رام کے مارے جانے کی نسبت ہیٹھوئی اور الزام قتل سے انجام کار  
 اپنے بری ہونے کی ہیٹھوئی پوری ہوئی۔“  
 پھر لکھتے ہیں:

”میں نے احمدیت کا مطالعہ تو ان کی مخالفت کی غرض سے شروع کیا تھا لیکن  
 نتیجہ اس کے بالکل برعکس برآمد ہوا۔ میں جو کبھی احمدیت کا نام سن کر چڑ  
 جایا کرتا تھا۔ احمدیت کا تھوڑا بہت مطالعہ کرنے کے بعد اس بات کا قائل  
 ہو گیا کہ احمدیت ان مومنوں کی جماعت ہے جو اخوت کے علمبردار اور  
 آہنسا کے پیجاری ہیں اور جس کی بنیاد ان اصولوں پر قائم کی گئی ہے جو پر ماتما  
 کے بنائے ہوئے ہیں اور جنہیں اپنالینے سے منس کا کلیان  
 ہو سکتا ہے۔“ (۱)

## واقعات قتل لکھ رام

منشی فضل حسین مہاجر احمدی نے کتب آریہ سماج خصوصاً لالہ منشی رام کی  
 تحریر کردہ لکھ رام کی ہندی سوانح عمری سے ان واقعات کا خلاصہ تیار کیا  
 ہے۔ اس خلاصہ پر مبنی مضمون قارئین کی دلچسپی کے لئے یہاں من و عن نقل  
 کیا جا رہا ہے۔

ہے اس میں لکھ رام کے آلام کا بیان  
 سینہ تھا جس کا وقف عذاب شدید کا

”فروری ۱۸۹۷ء کے درمیان میں ایک کالا گٹھے ہوئے بدن کا بھیانک ناٹا

(۱) آہنسا کا وتار مولفہ مدن گوپال مدن پراشر مطبوعہ رانا آرٹ پریس امرتسر نومبر ۱۹۳۹ء صفحہ ۳-۴

جوان دیانند کلج میں پنڈت لیکھ رام کو پوچھتا ہوا پایا گیا۔ وہاں سے پتہ لیتے ہوئے پنڈت لیکھ رام کے جائے قیام پر پہنچا اور پنڈت جی سے درخواست کی کہ وہ اصل میں ہندو تھا مگر دو سال سے مسلمان ہو گیا ہے اور اب دوبارہ شدھ ہو کر ہندو بننے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہے۔ پنڈت لیکھ رام نے وعدہ کیا کہ وہ اسے ضرور شدھ کر لیں گے۔

پنڈت لیکھ رام کو کئی مقامات سے آریہ بھائی خبردار کر رہے تھے کہ محمدی لوگ ان کے مرواڈا لےنے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔ مگر ایسی اطلاعات لیکھ رام پر الٹا اثر کرتی تھیں اور انہوں نے اس اجنبی کے بارے میں کچھ بھی تحقیق نہ کیا کہ وہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے؟ اور نہ اس سے کچھ پوچھا۔ بعض آریہ بھائیوں نے پتہ لگانا چاہا جس پر اس نے اپنے آپ کو بنگالی بتلایا لیکن ہر آٹھ لفظوں میں سے صرف دو بنگالی لفظ سمجھ سکتا تھا۔ جس نے اس کی شکل دیکھی بغیر سوچے سمجھے کہہ دیا کہ وہ بوچڑ ہے۔ گمان ہوتا تھا کہ وہ پنڈت کے علاقہ کاربنے والا تھا۔

یہ ہینوئی بوچڑ پنڈت لیکھ رام کے ساتھ پھرتا رہا۔ دو تین بار پنڈت جی کے گھر کھانا کھاتا بھی دیکھا گیا۔ دن میں وہ پنڈت جی کے ساتھ رہتا تھا مگر اس کے متعلق کسی کو پتہ نہ تھا کہ وہ رات کہاں بسر کرتا تھا؟

دہرم ویر کے قتل ہونے کے بعد پولیس کی تفتیش کرنے کے موقع پر پتہ لگا کہ رات کو وہ اس جگہ رہتا تھا جہاں لیکھ رام کے قتل کی سازش ہوتی تھی۔

کیم مارچ کو پنڈت لیکھ رام سبھا (انجمن) کے حکم سے ملتان پہنچے جہاں ۴ مارچ تک چار لیکچر دئے (اس کے بعد) سبھانے سکھر جانے کے لئے تیار دیا مگر طاعون کے باعث ملتان کے ممبران آریہ سماج نے وہاں جانے سے روک لیا۔ ان کو کیا معلوم تھا کہ ایک موہوم خطرہ سے بچا کر اپنے بہادر کو سیدھا موت کے منہ میں بھیج رہے ہیں پھر پنڈت لیکھ رام مظفر گڑھ کے لئے تیار ہوئے مگر نہ جانے کیوں پھر سیدھے لاہور کو لوٹ

پڑے؟ جہاں وہ ۶ مارچ کی دوپہر کو پہنچ گئے۔

۵ مارچ کو عید کا دن تھا اس سے بڑھ کر محمدی مت کی جڑ کھوکھلی کرنے والے کو (لیکھ رام) قتل کرنے کا اعلیٰ موقع کب مل سکتا تھا۔

اس دن بوچڑنے آریہ مسافر کی جائے رہائش آریہ پرتی ندھی سبھا کے دفتر اور ریلوے اسٹیشن پر اٹھارہ چکر لگائے۔ ۶ مارچ کی صبح کو پھر پنڈت جی کے گھر پہنچا مگر وہ ابھی لوٹے نہ تھے پھر سبھا کے دفتر میں گیا لیکن وہاں سے بھی ناامید لوٹا۔

۲ بجے پنڈت لیکھ رام کے ساتھ سبھا کے دفتر میں پھر پہنچا۔ گلی کی طرف منہ کر کے کھڑکی میں بیٹھ گیا۔ اس دن تھوکتا بہت تھا۔ سبھا کے کلرک نے کہا:

”پنڈت جی! یہ (آدمی) جگہ خراب کر رہا ہے۔“

بھولے آریہ مسافر بولے:

”بھائی بیٹھا رہنے دو تمہارا کیا لیتا ہے“

اس دن عادت کے خلاف اس نے اپنا تمام بدن کمبل سے ڈھکا ہوا تھا۔ سبھا سے چلتے وقت کانپا۔ پنڈت جی نے پوچھا کہ بخار تو نہیں ہے؟ آہستہ سے بولا:

”ہاں! اور کچھ درد بھی ہے“

پنڈت لیکھ رام اس کو علاج کے لئے ڈاکٹروشنو کے پاس لے گئے۔ نبض دیکھ کر ڈاکٹر نے کہا۔

”بخار و خار تو معلوم نہیں ہوتا اس کا خون جوش میں ہے اور تھکن معلوم

ہوتی ہے اگر درد ہے۔ تو پلاسٹر (ٹیکہ) لگا دیا جائے۔“

قاتل نے کہا۔

”کہ لگانے کی نہیں کوئی پینے کی دوا دیجئے۔“

اگر اس وقت کمبل اتار کر اسے دوائی لگانے کا ارادہ ہوتا تو کمر میں لگی ہوئی

چھری پکڑی جاتی مگر آریہ مسافر تو خود بلیڈ ان ہونے کی تیاری کر رہے تھے۔ لیکھ رام

نے سفارش کی کہ پیئے ہی کی دوائی دیجائے۔ ڈاکٹر نے کہا۔  
”کوئی شربت پی لیوے۔“

نہ جانے کہاں سے شربت پلو کر بزاز کی دکان پر لے گئے اور اسی قاتل کے  
ہاتھ ایک تھان والدہ کو دکھانے کے لئے بھیجا۔ بزاز نے قاتل کے چلے جانے پر کہا:  
”پنڈت جی! کیا بھیانک آدمی ساتھ لئے پھرتے ہو؟“

دہرم دیر شدھی کی دھن میں مست جواب دیتے ہیں۔

”بھائی! ایسا مت کہو یہ دھرماتما آدمی ہے شدھ ہونے آیا ہے۔“

گھر جا کر پنڈت جی جس کھلے برآمدے میں کام کرتے تھے وہاں چارپائی پر بیٹھ  
کر سوامی دیانند کے جیون چرتے کے متعلق کام کرنے لگ گئے۔ ان کے بائیں طرف  
کرسی پر قاتل بیٹھ گیا۔

۶ بجے شام لالہ جیونداس اور لالہ کیدار ناتھ جی آئے اور اگلے دن اتوار  
کے لئے لیکچر دینے کا وعدہ لے کر چلے گئے۔ قاتل بیٹھا رہا۔ والدہ باورچی خانہ میں تھی  
اور اہلیہ الگ دوسرے کمرے میں بیٹھی پڑھ رہی تھی۔ تب پنڈت لیکھ رام نے قاتل کو  
کہا۔

”اب دیر ہو گئی ہے بھائی! تم بھی آرام کرو۔“

قاتل نہ ہلا۔ دس منٹ کے بعد ماتا جی نے چوکے میں بیٹھے ہوئے کہا۔

”بیٹا لیکھ رام! تیل نہیں آیا۔“

پنڈت لیکھ رام اس وقت رشی دیانند کی موت کا آخری نظارہ کھینچ رہے  
تھے کاغذات وہیں رکھ دیئے اور چارپائی سے اس طرف اتر کر جدھر قاتل بیٹھا تھا اپنی  
عادت کے مطابق آنکھیں بند اور دونو بازو اوپر اٹھا کر زور سے انگڑائی لیتے ہوئے کہا۔  
”افوہ! بھول گیا۔“ (یعنی تیل منگانا۔ ناقل)

اس موقع پر آریہ مسافر اس طرح سینہ تان کر کھڑے ہوئے کہ جس کی انتظار قاتل کو تھی

اور وہ موقع آگیا (بس پھر کیا تھا) ایک دم مشاق ہاتھ نے چھری پیٹ کے اندر گھسیڑ کر اس طرح گھمائی کہ آٹھ دس گھاؤ اندر آئے اور انتڑیاں باہر نکل پڑیں۔“

(سوانح عمری لیکھ رام ہندی صفحہ ۱۹۷ تا ۲۰۰)

اس کے بعد سوامی شردہا نند لکھتے ہیں:

”مگر کیا آریہ مسافر اس بے رحم کینے کے حملہ سے مجبور ہو کر گر پڑے اور اپنی چلاہٹ سے محلہ کو جگا دیا؟ وہاں نہ کوئی سینہ فگار چیخ سنائی دی اور نہ کسی قسم کی چلاہٹ ماں اور بیوی نے سنی۔ اگر دہرم ویر میں یہ کمزوری ہوتی تو لوگ دوڑ پڑتے اور قاتل اسی وقت پکڑا جاتا مگر وہاں گرے ہوئے کے لئے رحم کا جذبہ موجود تھا جس نے قاتل کو صاف بچالیا۔“

لیکن یہ جس قدر لکھا ہے محض تکلف ہے اور غلط۔ کیونکہ اس وقت نہ صرف لیکھ رام نے چیخ ماری جس کو سن کر اس کی ماں اور بیوی دوڑی آئیں بلکہ ان دونوں عورتوں نے بہت زور سے واویلا اور ماتم کیا اور دوہائی دی اور لوگوں کو امداد کے لئے بلایا اور ساتھ ہی ساتھ لیکھ رام کے ساتھ مل کر قاتل سے ہاتھ پائی بھی کی اور شور مچاتے ہوئے کئی منٹ تک اس ہندو قاتل کو اپنی طرف متوجہ رکھا۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل بیان سے ظاہر ہے۔ ایک آریہ شاعر ہندو قاتل کے حملہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

”پا کے غافل انہیں بس وار کیا اس نے شتاب

پیٹ کا زخم تھا کاری ہوئے پنڈت بے تاب

مار کر چیخ اسے پکڑا مگر ہاتھ چھڑا

نہیں معلوم ہوا کدھر کو وہ اڑا“

(رسالہ آریہ مسافر جلد ۶/۱۶ صفحہ ۶۳-۶۵)

اسی طرح ایک پنجابی شاعر کہتا ہے کہ اسی وقت ۔

”نکل آئیاں بس اندراں اودیں باہر وار  
خونوں خون زمین بھی ہوگئی وچہ پلکار  
اندروں ماتا استری کر کے ہاہا کار  
نکل آئیاں بس دونوں ہتھوں کھون کٹار

(ہنڈت لیکھ رام کاتل مصنفہٹی۔ سی جراتی صفحہ ۷)

اسی طرح مہاشہ آریہ چرنجی لال پریم نے لکھا ہے کہ جب قاتل نے وار کیا ہے تو اس

وقت ۔

خاک و خون میں تھا پڑا طائر بسکل کی طرح  
شاخ ہستی سے گرا خاک پہ وہ گل کی طرح  
شور و غل سن کے جو دوڑی ہوئی آئی ماتا

دیکھی پتی نے پتی کی جو یہ حالت زار  
دم بخود رہ گئی اور رونے لگی پیٹ کے سر  
آہیں بھر بھر کے لگی کہنے کہ میرے ایشور!  
کوہ غم آج گرا ٹوٹ کے میرے سر پر  
تاج سر آج مرا ٹوٹ کے ہے چور ہوا  
تا قیامت نہ بھرے ایسا ہی ناسور ہوا

(رسالہ آریہ مسافر جلد ۱۵ نمبر ۶ صفحہ ۱۱)

ان بیانات سے صاف ظاہر ہے کہ جس وقت قاتل نے وار کیا تو اسی وقت لیکھ  
رام نے چیخ ماری۔ اور اس کی ماں اور بیوی بھی آہ و بکا کرتی ہوئیں اس کے پاس آگئیں  
اور قاتل سے جھپٹ پڑیں اور اسی طرح کئی منٹ تک یہ کشمکش رہی جیسا کہ خود سوامی

شردہا نند صاحب کے ہی مندرجہ ذیل بیان سے واضح ہو جاتا ہے۔ لکھتے ہیں کہ:

”انتڑیوں کا باہر نکلنا تھا کہ بائیں ہاتھ سے باہر نکلی ہوئی انتڑیوں کو سنبھال کر داہنے ہاتھ کو قاتل کے ہاتھ پر ڈال دیا..... پہلی جھپٹ میں لڑتے بھڑتے سیڑھیوں کے پاس جا پہنچے اور قاتل کے ہاتھ سے چھری چھین لی۔ قاتل کے دو ہاتھ مگر دہرم ویر کا ایک ہاتھ تھا اور خون کی دھار بہ رہی تھی۔ ممکن تھا کہ قاتل پھر چھری چھین لے مگر لکشمی دیوی نے جھوٹی لوک لجا (دنیا کی شرم و حیا) کو پرے پھینکا اور ہاتھ جا مارا اور چھری دہرم ویر کے ہاتھ میں رہ گئی۔ لکشمی دیوی نے اس ڈر سے کہ قاتل پھر کہیں حملہ نہ کرے دہرم ویر کو رسوئی (خانہ) کی طرف کھینچا مگر قاتل کے سخت دل کو اس پر بھی صبر نہ ہوا اور وہ خونی آنکھوں سے ڈراتا ہوا پھر پیچھے (یعنی سیڑھیوں کے پاس سے لوٹ کر لیکھ رام کی طرف) دوڑنے لگا کہ ماتا جی نے دونوں ہاتھوں سے اسے پکڑ لیا۔ اس وقت قاتل بھی ہانپنے لگ گیا تھا اور اس نے پاس ہی پڑا ہوا بیلنا جھپٹ کر اٹھا لیا اور ماتا جی کو دو تین چوٹیں لگائیں اور وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑیں اور قاتل سیڑھیوں سے اتر کر نہ معلوم کہاں غائب ہو گیا؟“

(سوانح عمری ہندی صفحہ ۲۰۱، ۲۰۲)

پس جب خود پہلے قاتل اور مقتول میں کافی کشمکش ہوئی اور بعد میں دیوی اور ماں کے آجانے سے اور بھی کئی منٹ اس دھکا پیل میں لگ گئے اور اس عرصہ میں چیخ و پکار، آہ و بکا، نالہ و شیون کی آوازیں بھی عورتوں کی طرف سے بلند ہوتی رہیں تو پھر کس بنا پر لالہ منشی رام نے لکھ دیا کہ لیکھ رام نے زخم کھا کر بھی رحم کا اظہار کیا اور کسی قسم کا شور نہ کیا جس کی وجہ سے قاتل کو بھاگ جانے کا موقع مل گیا؟

جب خود لیکھ رام چیخا اور اس کے بعد بھی قاتل سے لڑتا رہا اور اس کے ہاتھ

سے چھری چھین لی اور بعد ازاں اس کی ماں اور بیوی بھی آکر قاتل سے لڑیں اور میڑھیوں کے پاس جا کر پھر قاتل باورچی خانہ کی طرف لوٹا اور لیکھ رام کی ماں کو مارا جس سے وہ بے ہوش ہو گئی تو کیا یہ تمام کارروائی کچھ وقت نہیں چاہتی؟ اور اس عرصہ میں محلہ والے شور و غل سن کر امداد کے لئے نہ آسکتے تھے؟

جیسا کہ دیگر بیانات سے ثابت ہوتا ہے کہ محلہ والوں نے شور و غل سنا اور فوراً ہی مدد کے لئے پہنچے۔ مگر بروئے تحریر لالہ منشی رام قاتل کہیں غائب ہو گیا اور بقول ایک آریہ شاعر۔

”نہیں معلوم ہوا کہ ہر کو وہ اڑا“

اور اسی طرح ٹی۔ سی گجراتی نے بھی حیرت اور تعجب کا اظہار بائین الفاظ کیا ہے کہ۔

نکل گیا اوہ دوڑ کے قاتل زور زور  
چھائیں مائیں ہو گیا ہتھ نہ آیا فیر  
رولا سارا پے گیا دم نہ لگی دیر“

(لیکھ رام جی کا واقعہ قتل خجالی صفحہ ۷)

یہ وہی ٹی۔ سی گجراتی ہے جو بھیس بدل کر خود یا غستان تک لیکھ رام کے قاتل کی تلاش میں گیا مگر اسے ناکام لوٹنا پڑا۔ اور یہی آخری شعر میں لکھتا ہے کہ جس وقت قاتل نے وار کیا اور عورتوں کو بھی مارا تو معارف دگر دشور مچ گیا مگر خود قاتل چھائیں مائیں ہو گیا۔

اس کے بعد سوامی صاحب لکھتے ہیں کہ جب:

”چند لمحوں کے بعد لالہ جیون داس جی باہر سے لوٹے تو بڑا ہی روح فرسا  
نظارہ دیکھا۔ چار پائی پر دہرم ویر دم سادھے لیٹے ہوئے ہیں۔ انتڑیاں  
ایک ہاتھ سے دبائے ہوئے ہیں مگر خون کی دھار بہ رہی ہے۔ بوڑھے

جیون داس گھبرا گئے۔ پھر اور لوگ آگئے.... پوچھنے پر اس سادگی مگر  
مردانگی سے جواب دیا کہ:

وہی دشت جو شدھ ہونے آیا تھا مار گیا۔“

پھر بولے:

”ڈاکٹر کو بلاؤ۔ جلدی بلاؤ۔“

اور چاروں طرف یہ خبر پھیل گئی۔ ڈاکٹر اور ڈاکٹری کے طلباء جمع ہو گئے۔  
چارپائی پر دہرم ویر کو لٹا کر میو ہسپتال کی طرف لے چلے۔ میں سوامی  
شردہا نند اس دن اتفاقاً ۴ بجے کی گاڑی سے لاہور پہنچا تھا اور یہ خبر سنتے ہی  
دہرم ویر کے گھر کی طرف چلا آیا۔ آگے گلی کے موڑ پر ”شہید کی سواری“  
آتی ہوئی ملی۔ میں کلیجہ تھام کے ساتھ ہولیا۔

ہسپتال پہنچتے ہی دہرم ویر کو میز پر لٹایا گیا اور میں دکھی دل کو سنبھال کر  
آگے بڑھا۔ اس وقت انتڑیاں ہاؤس سرجن کے ہاتھ میں تھیں۔ مجھے  
دیکھتے ہی دونو ہاتھ جو سر کے نیچے تھے اٹھائے اور ہاتھ جوڑے۔ میرے  
آنسوؤں کی دہار بننے کو ہی تھی کہ پیارے لیکھ رام نے اپنی معمولی بہادرانہ  
زبان سے کہا:

”نمستے لالہ جی! آپ بھی آگئے۔“

اس نظارہ نے میرا دل دہلا دیا۔ انتڑیوں کی طرف دیکھ کر یقین ہی نہیں آتا  
تھا کہ میں اپنے پیارے متر لیکھ رام سے بات کر رہا ہوں۔ ایسا معلوم ہوتا  
تھا کہ شاید شملہ کے جلسہ سے لوٹ کر مجھے نمستے کر رہے ہیں۔ پھر بولے:

”لالہ جی! بے ادبیاں معاف کرنا۔“

میں نے بڑی کوشش سے طبیعت پر قابو پا کر کہا:

”پنڈت جی آپ تو پر ماتما پر وشوا اس رکھنے والے ہیں اس کا دھیان کیجئے“

وہ دیر جواب دیتا ہے:

”اچھا! تو شاید میں اچھا ہو جاؤں گا۔ مگر لالہ جی! میرے تصور معاف کرنا۔“

چھری لگنے سے پورے دو گھنٹہ کے بعد ڈاکٹر پیری صاحب آئے۔ اور پھر برابر دو گھنٹے تک ڈاکٹر صاحب کئی ہوئی آنتوں کو سیتے رہے ایک جگہ کی آنت کٹ کر دو ٹکڑے ہو گئی تھی۔ آٹھ بڑے گھاؤ اور بہت سے چھوٹے گھاؤ بھی تھے۔ ڈاکٹر پیری حیران تھے کہ دو گھنٹہ تک جس کے جسم سے خون بہتا رہا وہ کیسے زندہ رہ سکتا ہے؟ اس لئے انہوں نے کہا کہ معمولی حالت میں تو ایسے زخم لگنے پر کوئی آدمی نہیں بچ سکتا۔ لیکن جو اتنا عرصہ باہوش رہا شاید وہ بچ جائے۔ اگر یہ بچ گیا تو معجزہ ہی سمجھنا چاہیے۔

رات کے ڈیڑھ بجے تک لیکھ رام ہوش میں رہے.... دو بجے کے قریب دیر کے طور بدل گئے۔ دو بار زور سے ہاتھ ہلائے اور پانچ منٹ میں ہاتھ سیدھے کر کے سدا کی نیند سو گئے۔“

(ہندی سوانح عمری لیکھ رام مرتبہ شردہ باند صفحہ ۲۰۳)

دم نکل جانے کے بعد جو حالت آریوں کی ہوئی اس کا ذکر کرنا طوالت کو چاہتا ہے اس لئے صرف اتنا ہی کہنا کافی ہو گا کہ ان سے جہاں تک ممکن ہو اپنے پنڈت جی کا جی کھول کر ماتم کیا اور مرثیے پڑھے گئے۔ نوحہ خوانی ہوئی اور سیاپے کئے گئے۔ بوجہ عدم گنجائش اس جگہ صرف ایک پنجابی سیاپا (نوحہ) ذیل میں بطور نمونہ نقل کیا جاتا ہے جو آریوں کی اس وقت کی حالت کو بخوبی ظاہر کرتا ہے اور واقعی وہ موقع ہی ایسا تھا کہ اس سیاپے کو سن کر آریہ ماتم کنال اور چشم پر آب ہوئے۔

## سیا

ہائے	ہائے	لکھ	رام!
کتھے	جا کے	لکھ	رام!
کتھوں	جا کے	لکھ	رام!
نہیوں	ہائے	لکھ	رام!
کیڑے	پاسے	لکھ	رام!
مار	لاہیا	لکھ	رام!
پے	وگوچے	لکھ	رام!
اجے	تیری لوڑ	لکھ	رام!
بھائیاں	دیا	لکھ	رام!
مٹھے	بولوں	لکھ	رام!
آریہ	مسافرا!	لکھ	رام!
کھبی	پگ	لکھ	رام!
موتیا	نہیوں	لکھ	رام!
کتھے	شیرا	لکھ	رام!
کل	سماجاں	لکھ	رام!
سرے	بدھے موت	لکھ	رام!
گھوڑی	چڑیوں کاٹھ	لکھ	رام!
پچھے	جانجی رہ گئے	لکھ	رام!
ٹھیر	جا وے	لکھ	رام!
ویلا	نہیوں	لکھ	رام!
ہن	رویوں کی	لکھ	رام!
کچھ	نہیوں	لکھ	رام!

(لکھ رام کا واقعہ قتل پنجاب)

ہمارے قارئین میں سے جو پنجابی زبان سے واقف ہیں وہ اس سیاپایانوحہ کو پڑھ کر ضرور اپنی آنکھوں میں نمی محسوس کریں گے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ لیکھ رام کی موت جو انسان مرگ اور دل میں ٹیس پیدا کرنے والی موت تھی اور یہی وجہ ہے کہ سیدی و مولائی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے باوجود لیکھ رام کی بدکلامی اور دل آزاری روش کے یہ لکھ کر اپنی سچی فطرت کا صحیح نمونہ دکھایا کہ ”اگرچہ انسانی ہمدردی کے رو سے ہمیں افسوس ہے کہ اس کی موت ایک سخت مصیبت اور آفت اور ناگہانی حادثہ کے طور پر عین جوانی کے عالم میں ہوئی لیکن دوسرے پہلو کی رو سے ہم خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ جو اس کے منہ کی باتیں آج پوری ہو گئیں۔ ہمیں قسم ہے اس خدا کی جو ہمارے دل کو جانتا ہے۔“

یہ الفاظ واقعی ایک پاکیزہ دل سے نکلے اور سچی ہمدردی میں ڈوبے ہوئے ہیں اور ہر ایک شخص ایسے موقع پر انسانی تقاضہ سے مجبور ہے کہ وہ اظہار ہمدردی کرے۔ مگر جہاں ایسے موقع پر انسان کے دل میں بالطبع ایک جوش ہمدردی پیدا ہوتا ہے۔ وہاں عبرت بھی حاصل ہوتی ہے۔ پس دوستوں کو چاہیے کہ ان واقعات کو قصہ کے طور پر نہ پڑھیں بلکہ ان سے عبرت اور سبق حاصل کریں اور دنیا والوں کو بتلائیں کہ کسی کا دل دکھانا اور خدا کے پیاروں کو گندی اور شرمناک گالیاں دینا اور دل سے خدا کا خوف دور کر دینا مآل کار ضرور ہم اور غم کا موجب ہوتا ہے۔

بہر حال مرنے والا تو مر گیا مگر بقول مہاشہ شادی رام آریہ پانی پتی اس وقت ”آریہ سماج کے جوان کام کرنے والے انتقام لینے پر تلے ہوئے تھے۔“

(رسالہ آریہ مسافر جالندھر ۶/۱۵ صفحہ ۷)

اور قاتل کے پکڑنے کے لئے انتہائی کوشش کی مگر ناکام رہے۔ چونکہ وہ ہندو قاتل بقول ٹی۔ سی گجراتی چھائیں مائیں ہو گیا تھا۔ اس لئے انسانی گرفت سے بالاتھا اور باوجود ہر قسم کی سعی کے وہ کسی کے قابو نہ آیا۔ یہاں تک کہ بقول آریہ شعراء۔

رہے حکام و پولیس ڈھونڈنے میں سرگرداں  
 کر دیا حلیہ و انعام کا ہر سو اعلان  
 اور بھی لوگ رہے خفیہ تجسس میں دوراں  
 لیک مردود کا اب تک نہ ملا کوئی نشان

(رسالہ آریہ مسافر جلد ۶/۱۶ صفحہ ۳۶۷)

ڈھونڈا قاتل کو بہت پایا مگر مطلق نہیں  
 کیا کریں مجبور تھے بس رہ گئے اندوہ میں

(رسالہ آریہ مسافر جلد ۶/۱۶ صفحہ ۳۸)

مگر ایسا کیوں ہوا؟ اس لئے کہ یہ سب کچھ الہی تصرف سے وقوع پذیر ہوا جس کے آگے  
 انسانی طاقتیں اور منصوبے بے حقیقت اور لاشے ہیں۔“ (۱)

## یعنی شہادت

حضرت شیخ عبدالقادر صاحب مصنف حیات طیبہ بیان کرتے ہیں:

آج بروز جمعہ مورخہ ۶۰-۲-۱۲ کو بعد نماز عصر مسجد احمدیہ بیرون دہلی  
 دروازہ لاہور میں محترمی مولوی محب الرحمن صاحب ابن حضرت منشی  
 میاں حبیب الرحمن کپور تھلوی نے چند دوستوں کے روبرو مندرجہ ذیل  
 بیان اپنے قلم سے لکھ کر عنایت فرمایا۔

”خاکسار محب الرحمن عرض کرتا ہے کہ ۱۹۰۹ء کے قریب خاکسار کو ایک  
 صاحب پنڈت گوکل چند ہیڈ ماسٹر نڈالوں ضلع ہوشیار پور نے بتایا کہ جس  
 وقت پنڈت لیکھ رام قتل ہوئے اس سے کچھ عرصہ پیشتر وہ ان سے

(۱) اخبار فاروق قادیان ۶ مارچ ۱۹۲۶ء صفحہ ۳۰ تا ۳۳ جلد ۱۰ شمارہ نمبر ۳۳ تا ۳۶

سنکرت پڑھا کرتے تھے۔ انہی دنوں میں ایک مسلمان ان کے پاس آیا جس نے سنکرت پڑھنے کا شوق ظاہر کیا اور چند دن پڑھتا رہا۔ جس دن واقعہ قتل ہوا اس دن وہ وہاں موجود تھے اور واقعہ قتل کے وقت جس وقت چھری اسے لگی۔ اس نے ماں کہہ کر آواز نکالی۔ اس کی والدہ دوڑتی ہوئی آئی تو دیکھا کہ قاتل بڑے اطمینان سے آہستہ آہستہ لیکھ رام کے پاس سے چل کر سامنے ایک کوٹھڑی میں چلا گیا۔ لیکھ رام کی والدہ نے بڑھ کر کوٹھڑی کا دروازہ بند کر کے کنڈی لگادی اور پولیس کو بتایا کہ قاتل اس کوٹھڑی میں ہے۔ اس وقت انگریز سپرنٹنڈنٹ پولیس موجود تھا۔ کوئی سپاہی کوٹھڑی میں جانے کے لئے تیار نہ ہوا تو سپرنٹنڈنٹ پولیس خود ایک ہاتھ میں پستول اور ایک ہاتھ میں لائین (کیونکہ کوٹھڑی میں اندھیرا تھا) لے کر اندر گیا اور اس نے لائین سے تمام کوٹھڑی کو اچھی طرح دیکھا اور کہا کہ یہاں کوئی نہیں۔ لیکھ رام کی والدہ نے اصرار کیا کہ قاتل اسی کوٹھڑی میں ہے۔ اس پر سپرنٹنڈنٹ پولیس نے کہا کہ اگر مکھی بن کر نکل گیا ہو تو ممکن ہے ورنہ انسان کے نکلنے کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ یہ واقعہ پنڈت گوکل چند صاحب نے حلیفہ بیان کیا ہے اور میں بھی اس کو حلیفہ بیان کرتا ہوں۔ ”الراقم محب الرحمن ۶۰-۲-۱۲

گواہ شد ڈاکٹر عبید اللہ خاں بٹالوی

گواہ شد ماسٹر محمد ابراہیم صدر حلقہ دہلی دروازہ (۱)

(نوٹ۔ تمام ہندی روایات میں لیکھ رام کی ماما کو قاتل کے بیٹا مارنے اور اس کا زخمی ہو کر گر جانے کا ذکر ملتا ہے۔ جبکہ اس شہادت میں آخر وقت تک ماما کا پولیس کو قاتل کی نشاندہی کروانے کا ذکر ہے۔ ناقل)

## ہندی اخبارات کا اوویلا

### ہندوؤں کی شورش اور اخبارات کا طوفان بد تمیزی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدا سے علم پا کر شائع کردہ پیشگوئیوں کا ایک ایک لفظ اپنی پوری شان کے ساتھ پورا ہوا۔ مگر ان سے عبرت حاصل کرنے کی بجائے اہل ہندو نے مسلمانوں کے خلاف زبردست شورش برپا کر دی خصوصاً لاہور شہر میں جہاں قتل لیکھ رام کا یہ عظیم الشان اور خد کا قہری و جلالی نشان پورا ہوا کئی معصوم بچے قتل کئے گئے۔ ہندو دکانداروں نے مسلمان بچوں کو مٹھائی میں زہر ملا کر دیا جس سے کئی بچے فوت ہو گئے۔ اس پر مسلمانوں میں بیداری پیدا ہوئی اور انہوں نے اپنی دکانیں کھولیں۔ (۱)

راولپنڈی میں قریباً چالیس افراد کو زہر دیا گیا۔ آریوں نے قاتل کی گرفتاری کے لئے گرانقدر انعام مقرر کئے اور سب سے زیادہ رخ اس شورش کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات مقدس تھی۔ ہندو اخبارات نے حکومت اور عوام دونوں کو حضور کے خلاف مشتعل کرنے کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا۔ ملک میں زبردست مخالفت کی آگ بھڑکادی گئی اور کھلے لفظوں میں حضور کو اس قتل کی سازش میں شریک ٹھہرا کر قتل کی دھمکیاں دی جانے لگیں۔ مثلاً:

(الف) اخبار آفتاب ہند (۱۸ مارچ ۱۸۹۷ء صفحہ ۵ کالم ۱) نے لکھا کہ:

”مرزا قادیانی خبردار۔ مرزا قادیانی بھی امروز فردا کا مہمان ہے۔ بکرے کی ماں کب تک خیر مناسکتی ہے۔ آج کل اہل ہندو کے خیالات مرزا قادیانی کی

(۱) لاہور تاریخ احمدیت مصنفہ عبدالقادر صفحہ ۱۹۳ و مجدد اعظم صفحہ ۳۸۱

نسبت بہت بگڑے ہوئے.... پس مرزا قادیانی کو خبردار رہنا چاہیے کہ وہ

بھی بقرعید کی قربانی نہ ہو جائے۔“ (۱)

(ب) اخبار ”رہبر ہند“ ۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء میں لکھا گیا۔

”کتے ہیں کہ ہندو قادیان والے کو قتل کر آئیں گے اور یہ بھی افواہ ہے کہ علی گڑھ والے بوڑھے (سر سید احمد خان) کا بھی خاتمہ کیا جائے گا۔“ (۲)

(ج) ہمارا ماتھا تو اسی وقت ٹھنکا تھا جب مرزا غلام احمد قادیانی نے آپ کی وفات کی پیشگوئی کی تھی۔“ (۳)

(د) ”.... پیشگوئی کی تھی کہ پنڈت لیکھ رام چھ برس کے عرصہ میں عید کے دن نہایت دردناک حالت میں مرے گا۔“ (۴)

(ر) ”گو جرانوالہ سے ایک معزز رئیس نے اطلاع دی کہ دو دن تک جلسہ ماتم لیکھ رام ہوتا رہا اور قاتل کے گرفتار کنندہ کے لئے ہزار روپیہ انعام قرار پایا اور دو سو اس کے لئے جو نشانہ ہی کرے نیز سنا گیا ہے کہ ایک خفیہ انجمن آپ کے قتل کے لئے منعقد ہوئی ہے جس میں کسی کو بیس ہزار روپیہ دے کر آپ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔“ (۵)

(س) ”پیہ“ اخبار لاہور نے لیکھ رام کے قتل کی خبر دیتے ہوئے ایک اہم امر کا انکشاف یوں کیا کہ:

”آریہ سماج کے سرگرم واعظ پنڈت لیکھ رام کو جن کی تصنیفات پر دہلی، امرتسر، بمبئی کے مسلمانوں کی طرف سے مذہبی توہین کے دعوے ہوئے یا

(۱) سراج منیر از روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۳۵

(۲)

(۳) سراج منیر از روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۳۵ و مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۶۸

(۴) انیس ہند میرٹھ ۱۰ مارچ ۱۸۹۷ء

(۵) اخبار پنجاب ساچار ۱۰ مارچ ۱۸۹۷ء

(۶) مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۶۶

ہونے والے تھے کسی بد معاش نے لاہور میں لالہ جیون داس پنشنر کے مکان پر ۶ مارچ کو جبکہ تھوڑا سا دن باقی تھا قتل کر دیا۔ پولیس تفتیش میں نہایت سرگرمی سے مصروف ہے اور آریہ سماج سے قاتل کی گرفتاری کے لئے انعام بھی مشتہر ہوا ہے لیکن ابھی تک اس کا سراغ نہیں لگا ہے۔ قتل کی نسبت مختلف روایتیں ہیں۔ جن میں سے ایک بہت مشہور ہے کہ کسی عورت سے ناجائز تعلق تھا اور یہی عام طور پر کسی اور یقین کی جاتی ہے۔ بعض آریوں کو مرزا صاحب قادیانی کی سازش کا شبہ ہے اول تو یہ وہم بے اصل ہے۔ سنا ہے کہ مرگھٹ میں کسی آریہ ممبر نے لیکچر دیا کہ اب آریوں کو مسلمانوں سے کھلم کھلا ایسے ہی انتقام لینے اور ان کے منتخب آدمیوں کو قتل کرنے کے لئے آمادہ ہو جانا چاہیے۔ اول تو یقین ہے کہ یہ خبر غلط ہوگی اور اگر کسی ناعاقبت اندیش و نا تجربہ کار نے ایسی غلطی کی ہے تو آریہ سماج کے خیر خواہوں کو چاہیے کہ اس بات کو دبا دیں۔“ (۱)

(ع) آریہ دیر کے بلیڈ ان نمبر مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۳۱ء کے صفحہ ۲۳ میں لکھا ہے کہ:

”مرزا کی سازش سے ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو ایک شہداد مسلمان نے لیکھ رام جی کو جام شہادت نوش کرایا۔“

(ط) ”پرکاش“ لاہور مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۲۱ء کے صفحہ ۵ کالم ۳ پر لکھتا ہے کہ: ”اس لمبے عرصہ (چھ سال) میں بھی خدا مدد کرتا دکھائی نہ دیا تو ایک بوچڑے سے مدد لی جس نے نمک حرامی کر کے پنڈت جی کا گھات کیا۔“

(ص) اخبار ”عام“ نے حکومت کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا کہ: ”اگر ڈپٹی صاحب یعنی آتھم کے ساتھ ایسا واقعہ ہو جاتا جس کا خمیازہ لیکھ رام

(۱) پیہ اخبار لاہور ۱۳ مارچ ۱۸۹۷ء صفحہ ۱۰ کالم ۱

کو بھگتنا پڑا تب اور صورت تھی۔ یہ قتل کئی ایک اشخاص کی مدت کی سوچی اور سمجھی ہوئی اور پختہ سازش کا نتیجہ ہے جس کی تجاویز امر تر اور گورداسپور کے نزدیک اور ادھر دہلی اور بمبئی کے ارد گرد مدت سے ہو رہی تھیں۔ کیا یہ غیر اغلب ہے کہ اس سازش کا جنم ان اشخاص سے ہوا کہ جو اعلانیہ بذریعہ تحریر و تقریر کہا کرتے تھے کہ پنڈت کو مار ڈالیں گے اور مزید براں یہ کہ پنڈت اس عرصہ میں اور فلاں دن ایک دردناک حالت میں مرے گا۔ کیا آریہ دھرم کے مخالف چند ایک کتب کے ایک خاص مصنف کو اس سازش سے کوئی تعلق نہیں۔“

### حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قتل کی اطلاع اور اہم اقدامات

ہندو دھرم کے مطابق ہندو پیدائشی ہوتا ہے اور کسی غیر مذہب والا کوئی شخص بھی ہندو دھرم میں داخل نہیں ہو سکتا مگر پنڈت لیکھ رام وہ پہلا شخص تھا جس نے شدھی کا ڈھونگ رچایا اور کہا کہ ہندوستان کے مسلمان بادشاہوں نے زبردستی ہندوؤں کو مسلمان بنا لیا تھا۔ ان کو پھر سے ہندو بنانے کے بہانہ سے پنڈت لیکھ رام نے شدھی کی بنیاد ڈالی اور بڑے زور سے اس کا پرچار کیا جس کے نتیجہ میں بقول ان کے ایک مسلمان آکر ان سے ملتے ہوئے کہ میرے آباؤ اجداد ہندو تھے جو مسلمانوں کے زیر اثر مسلمان ہو گئے تھے۔ اب میں پھر ہندو دھرم میں آنا چاہتا ہوں مجھے شدھ کیا جائے اس پہلی شدھی کے لئے ۱۸۹۷ء مارچ ۱۸ء اتوار کا دن بڑی خوشیوں اور جلسوں کے ساتھ منانے کی تیاریاں ہو رہی تھیں گویا یہ دن لیکھ رام اور آریوں کے لئے ایک عید کا دن تھا کہ ایک نامعلوم شخص کے ہاتھوں تمام تر حفاظتی تدابیر کے باوجود تیز خنجر کے ذریعہ قتل ہو کر پنڈت لیکھ رام بڑی ذلت اور رسوائی کے عالم میں اس دنیا سے کوچ کر گیا۔ لیکھ رام کی نعش کا پوسٹ مارٹم ہوا۔ نعش چیری پھاڑی گئی اور پھر چتا میں جلا کر

گو سالہ سامری کی طرح راکھ دریائے راوی میں بہادی گئی۔ لیکھ رام کے فی النار ہونے کی اطلاع آریوں کے ایک اشتہار کے ذریعہ قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ملی تب آپ نے فوراً ۹ مارچ ۱۸۹۷ء کو نہایت جرات اور دلیری سے ذیل کا ایک اشتہار طبع کروا کر لاہور میں تقسیم کرایا اور عین ایام ماتم اور غنیمت و غضب میں مبتلا قوم کو ایک دفعہ پھر اپنی طرف متوجہ کیا اور بڑی تضحی سے لکھا کہ لیکھ رام میری پیٹنگوئی کے مطابق مارا گیا۔ اس اشتہار کی پیشانی پر یہ شعر درج تھا۔

کرامت گرچہ بے نام و نشان است  
بیابنگر ز غلمان محمد

اس اشتہار کا ضروری حصہ پیش کیا جا رہا ہے:

”عرصہ دس برس کا ہوا کہ جب میں نے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں پنڈت لیکھ رام کی نسبت خدا تعالیٰ سے الہام پا کر اشتہار شائع کیا تھا۔ کہ ان کی بے ادبیوں اور گستاخیوں کے سبب سے ان کے لئے خدا نے عذاب کا ارادہ فرمایا ہے اور ان کے عذاب کی تشریح مع تشریح میعاد کے ان کی مرضی پر موقوف رکھی گئی تھی چنانچہ انہوں نے بہ طیب خاطر مجھے اجازت دے دی کہ وہ پیٹنگوئی مفصل طور پر شائع کر دی جائے۔ سو آخر کار وہ پیٹنگوئی ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء میں مفصل طور پر شائع کر دی گئی اور نہ صرف اس میں بلکہ برکات الدعا اور دو سری متفرق کتابوں اور اشتہاروں میں یہ پیٹنگوئی شائع ہوتی رہی جس کا مطلب یہ تھا کہ یہ عذاب کی موت معمولی تپ وغیرہ سے ظہور میں نہیں آئے گی اور پنڈت مذکور معمولی بیماریوں سے نہیں بلکہ خدا کے قہری نشان میں ماخوذ ہو کر انتقال کرے گا اور اس پیٹنگوئی کے لئے ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء سے ۶ برس کی میعاد مقرر ہوئی تھی۔

سو آج آریہ صاحبوں کے ایک اشتہار سے یہ خبر ملی ہے کہ جو پنڈت مذکور  
 ۷ مارچ ۱۸۹۷ء کو دھرم پر بلیدان ہو گیا۔ اگرچہ انسانی ہمدردی کی رو  
 سے ہمیں افسوس ہے کہ اس کی موت ایک سخت مصیبت اور آفت اور  
 ناگمانی حادثہ کے طور پر عین جوانی کے عالم میں ہوئی۔

لیکن دوسرے پہلو کی رو سے ہم خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں جو اس کے  
 منہ کی باتیں آج پوری ہو گئیں۔ ہمیں قسم ہے اس خدا کی جو ہمارے دل کو  
 جانتا ہے کہ اگر وہ یا کوئی اور کسی خطرہ موت میں مبتلا ہوتا اور ہماری  
 ہمدردی سے وہ بچ سکتا تو ہم کبھی فرق نہ کرتے کیونکہ خدا کی باتیں بجائے  
 خود اپنے لئے ایک وقت رکھتی ہیں۔ مگر انسان کو چاہیے کہ انسانی اخلاق  
 اور انسانی ہمدردی سے کسی حالت میں درگزر نہ کرے کہ یہی اعلیٰ درجہ  
 خلق کا ہے مگر نہ ہم اور نہ کوئی اور خدا کی قرار دادہ باتوں کو روک سکتا  
 ہے۔ اس وقت مناسب ہے کہ ہمارے سب مخالف اپنے دلوں کو پاک  
 کر کے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء اور اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء جو آئینہ  
 کمالات اسلام کے ساتھ شامل ہے اور اشتہار ٹائٹل بیج برکات الدعاء  
 وغیرہ کو دلی توجہ سے پڑھیں اور پاک دل ہو کر سوچیں کہ کیونکہ اس  
 موت کا خدا تعالیٰ نے پہلے نقشہ کھینچ کر دکھا دیا ہے... سو یہ خدا تعالیٰ کی  
 طرف سے ایک عظیم الشان نشان ہے کیونکہ اس نے چاہا کہ اس کے بندہ کی  
 تحقیر کرنے والے متنبہ ہو جائیں اور اپنی جانوں پر رحم کریں۔ ایسا نہ ہو  
 اسی حجاب میں گزر جائیں۔ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو کب کا نابود کیا  
 جاتا۔" (۱)

دوسرا اشتہار ۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہفتہ بعد ایک اور چوہرہ اشتہار میں پنڈت  
 لیکھ رام کے قتل کی حقیقت کو بیان فرمایا۔ یہ مشکوئی کی بعض جزئیات پر تفصیل سے روشنی

ذالی۔ اپنے آپ پر قتل کے الزام کے خلاف دلائل دیئے اور حلفیہ قسم کھانے کا بھی ذکر فرمایا۔ نیز خون والے کشف میں خون سے مراد لیکھ رام کے خون کا تاریخی اعلان بھی اسی اشتہار میں موجود ہے۔

طوالت کے باعث سارا اشتہار تو یہاں نہیں دیا جاسکتا۔ اس کے بعض حصوں کا تفصیلی ذکر اسی باب میں آگے آرہا ہے۔ تاہم کچھ ضروری حصہ یہاں درج کیا جاتا ہے:

”ہم اس بات کو خود مانتے اور قبول کرتے ہیں کہ ہیشگونئی کی تشریح میں بار بار تفہیم الہی سے یہی لکھا گیا تھا کہ وہ ہیبت ناک طور پر ظہور میں آئے گی اور نیز یہ کہ لیکھ رام کی موت کسی بیماری سے نہیں ہوگی بلکہ خدا کسی ایسے کو اس پر مسلط کرے گا۔ جس کی آنکھوں سے خون ٹپکتا ہوگا۔ مگر جو پنجاب سا چار دہم مارچ ۱۸۹۷ء میں الہام کے حوالہ سے عید کا دن لکھا ہے یہ اس کی غلطی ہے الہام کی عبارت یہ ہے مستعرف یوم العید والعید اقرب یعنی تو اس نشان کے دن کو جو عید کے مانند ہے پہچان لے گا اور عید اس نشان کے دن سے بہت قریب ہوگی۔ یہ خدا نے خبر دی ہے کہ عید کا دن قتل کے دن کے ساتھ ملا ہوا ہو گا اور ایسا ہی ہوا۔ عید جمعہ کو ہوئی اور شنبہ کو جو شوال ۱۳۱۴ھ کی دو سری تاریخ تھی لیکھ رام قتل ہو گیا۔ سو اس تمام ہیشگونئی کا حاصل یہ ہے کہ یہ ایک ہیبت ناک واقعہ ہو گا جو چھ سال کے اندر وقوع میں آئے گا اور وہ دن عید کے دن سے ملا ہوا ہو گا یعنی دو سری شوال کی ہوگی۔ اب سوچو کیا یہ انسان کا کام ہے کہ تاریخ بتلائی گئی۔ دن بتلایا گیا۔ سبب موت بتلایا گیا اور اس حادثہ کا وقوع ہیبت ناک طرز سے ظہور میں آنا بتلایا گیا۔ اس کا تمام نقشہ برکات الدعا کے مضمون میں کھینچ کر دکھلایا گیا۔ کیا یہ کسی منصوبہ باز کا کام ہو سکتا ہے کہ چھ برس پہلے

ایسے صریح نشانوں کے ساتھ خبر دے دے اور وہ خبر پوری ہو جائے۔  
 تو ریت گواہی دیتی ہے کہ جھوٹے نبی کی پیشگوئی کبھی پوری نہیں ہو سکتی  
 خدا اس کے مقابل پر کھڑا ہو جاتا ہے تا دنیا تباہ نہ ہو جیسا کہ لیکھ رام نے بھی  
 ایک دنیوی چالاک سے انہیں دنوں میں میری نسبت یہ اشتہار دیا تھا کہ تم  
 تین برس کے عرصہ تک مر جاؤ گے۔ پس کیوں وہ کسی قاتل سے سازش نہ  
 کر سکتا اس کی بات پوری ہوتی۔“ (۱)

### تیسرا اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۹۷ء

اس کے بعد آریوں کی طرف سے بہت بے ہودہ حرکتیں شروع ہو گئیں۔  
 اور بعض اخباروں میں آریوں نے اپنے گندے اور ناپاک خیالات کا اظہار کھلے  
 لفظوں میں کیا کہ فلاں مسلمان لیڈر کو قتل کر دیا جائے گا۔ فلاں کو مار دیا جائے گا اور  
 مرزا قادیانی خبردار رہے اس کی قربانی عید بقرہ ہو جائے گی وغیرہ وغیرہ۔ ان خبروں اور  
 ایسی اطلاعوں کو سن کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۲ مارچ ۱۸۹۷ء کو ایک  
 اشتہار شائع کیا۔ جس کا عنوان ”عریضہ بعالی خدمت گورنمنٹ عالیہ انگریزی“ ہے  
 اس میں ایسی تمام خبروں کا ذکر کر کے گورنمنٹ کو آریوں کی بے ہودگی پر توجہ دلائی اور  
 آخر میں تحریر فرمایا کہ:

”اسلام کے مذہب اور ہندوؤں کے مذہب کا خدا تعالیٰ کی درگاہ میں ۱۷  
 برس سے ایک مقدمہ دائر تھا سو آخر ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کے اجلاس میں  
 اس اعلیٰ عدالت نے مسلمانوں کے حق میں ایسی ڈگری دی جس کا نہ کوئی  
 اپیل اور نہ مرافعہ۔ اب یہ واقعہ دنیا کو کبھی نہیں بھولے گا۔ آریہ

صاحبوں کو چاہیے کہ اب گورنمنٹ کو ناحق تکلیف نہ دیں۔ مقدمہ صفائی سے فیصلہ پاچکا اور مسلمانوں کو بھی چاہیے کہ ہریک جوش سے اپنے تئیں باز رکھیں اور اخلاقی پیرایہ میں فتح کا شکر ظاہر کریں اور اس وقت سچی اطاعت اور سچی بردباری کا نمونہ گورنمنٹ کو دکھلائیں اور کوئی وحشیانہ حرکت ان سے ظاہر نہ ہو کیونکہ آسمانی عدالت سے ان کی فتح ہو چکی ہے اور آریہ صاحبان ان کے مدیون ٹھہر چکے ہیں اب اپنے مدیونوں سے نرمی کریں۔ لطف اور محبت سے پیش آئیں۔“ (۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ سب اشتہارات ثابت کر رہے ہیں کہ آپ کو خدا پر کامل بھروسہ اور یقین تھا اور آپ کو اپنی پیشگوئی کی صداقت پر پورا اطمینان اور صمیم قلب حاصل تھا۔ وہ ایک لمحہ کے واسطے بھی اس سے خائف نہ تھے کہ مجھ پر کوئی الزام سازش قتل کا ثابت ہو سکتا ہے۔ وہ خوب دھڑلے سے بار بار لکھتے ہیں کہ میری پیشگوئی جو خدا سے علم پا کر میں نے کی تھی وہ قتل لیکھ رام سے پوری ہوئی اور لیکھ رام میری پیشگوئی کے مطابق قتل ہوا اور حضور خوب ایمان رکھتے تھے کہ مجھے کوئی گورنمنٹ وغیرہ ماخوذ نہیں کر سکتی لیکن آریوں کا جوش ان تحریروں کو پڑھ کر بڑھتا ہی گیا اور اس امر کے کہنے سے باز نہ آئے کہ قتل لیکھ رام مرزا صاحب کی سازش اور منصوبے سے ہوا ہے۔ لہذا حضرت صاحب نے ان پر ایسی طرح سے اتمام حجت کی جس کا جواب آریوں کے پاس نہیں ہے۔

## قتل کی دھمکیاں اور غیرت کا اظہار

قتل کی پیشگوئی کرنے کے ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قتل کی

دھمکیوں پر مشتمل خطوط اور اشتہار ملنے شروع ہو گئے تھے مگر لیکھ رام کے قتل کے بعد یہ سلسلہ اپنے عروج کو پہنچا۔ اس کی کچھ جھلک ہم گذشتہ صفحات پر پڑھ آئے ہیں۔

۲۷ جولائی ۱۸۸۶ء کو ایک اشتہار بعنوان ”بیل نہ کودا کودی گون“ مطبع چشمہ نور افشاں امرتسر سے شائع ہوا۔ اسی طرح ایک رسالہ بعنوان ”سرمہ چشم آریہ کی حقیقت اور فن فریب غلام احمد کی کیفیت“ طبع ہوا۔

ان دھمکیوں کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غیرت نے یہ گوارا نہ کیا کہ وہ اس باطل فرقہ کی جارحانہ سرگرمیوں کو دیکھ کر خاموش ہو جائیں۔ آپ نے ایک دفعہ پھر ویدوں کو رد کرنے، اسلام کی پاکیزہ تعلیم پیش کرنے کے لئے قلم اٹھایا اور ”شحنہ حق“ ایسی معرکہ آراء کتاب تصنیف فرمائی جس میں آریہ سماج کا تار و پود بکھیر دیا۔ حضرت صاحب نے آریہ سماج کی طرف سے قتل کی دھمکیوں کا جواب جن ایمان افروز الفاظ میں دیا وہ تاریخ کا حصہ ہیں اور آپ کے بے پناہ جوش ایمانی کا پتہ دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

”یاد رہے کہ ہم حق کے اظہار میں ایسے اعلانوں سے ہرگز نہیں ڈرتے۔ ایک جان کیا اگر ہماری ہزار جان ہو تو یہی خواہش ہے کہ اس راہ میں فدا ہو جائے اور گو ہم جانتے ہیں کہ یہ تحریریں کن حضرات کی ہیں اور کن اندرونی اور بیرونی سازشوں اور مشوروں اور باہم خط و کتابت کے بعد کسی قوی امید سے کسی اسی جگہ کے یہود اسکر یوٹی یا بگڑے ہوئے سکھ کی دم دہی سے جاری کئے گئے ہیں۔ مگر ہمیں کچھ ضرور نہیں کہ مجازی حکام کو اس کی اطلاع دیں کیونکہ جو کچھ یہ لوگ ہماری نسبت بد ارادے کر رہے ہیں۔ ہمارے حاکم حقیقی کو ان کا پہلے ہی سے علم حاصل ہے۔ ہم متعجب ہیں کہ ان کی ان تیزیوں کا باعث کیا ہے۔ کیا رام سنگھ کے کوکوں کی روح تو ان میں کہیں گھس نہیں آئی۔ اے آریو! ہمیں قتل سے تو مت ڈراؤ ہم ان

ناکارہ دھمکیوں سے ہرگز ڈرنے والے نہیں۔ جھوٹ کی بیخ کنی ہم ضرور کریں گے اور تمہاری ویدوں کی حقیقت ذرہ ذرہ کر کے کھول دیں گے۔۔

نمی ترسیم از مردن چنین خوف از دل افکنندیم      کہ ما مردیم زان روزی کہ دل از غیر برکنندیم  
دل و جان در رہ آں دلستان خود فدا کردیم      اگر جاں ما خواهد بصد دل آرزو مندیم

(ترجمہ اشعار۔ ہم مرنے سے نہیں ڈرتے ہم نے ایسا خوف دل سے نکال دیا ہے ہم تو اسی دن سے مر چکے ہیں جس دن سے ہم نے غیر سے اپنا دل ہٹا لیا ہے۔ ہم نے اس پیارے خدا کی راہ میں جان و دل فدا کر دیا اگر وہ ہماری جان بھی مانگے تو ہم شوق سے حاضر کر دیں گے۔ ناقل).....

... یہ لوگ خیال نہیں کرتے کہ ایسی دھمکیاں ان لوگوں کے دلوں پر کیا کارگر ہو سکتی ہیں۔ جن کو کتاب الہی نے پہلے ہی سے یہ تعلیم دے رکھی ہے۔ قل ان صلواتی و نسکمی و معیای و سماتی للہ رب العلمین یعنی مخالفین کو کہہ دے کہ میں جان کو دوست نہیں رکھتا میری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا خدا کے لئے ہے۔ وہی حق دار خدا جس نے ہر ایک چیز کو پیدا کیا ہے۔ ہاں یہ دھمکیاں ان دلوں پر کارگر ہو سکتی ہیں کہ جو خدائے تعالیٰ کی راہ میں جان دینا نہیں چاہتے کیونکہ اس کی طرح قدیم اور انادی اور غیر مخلوق بنے بیٹھے ہیں اور اس کو اس قابل نہیں سمجھتے۔“ (۱)

پنڈت لیکھ رام کا پیمکوئی کے عین مطابق قتل ہونے پر آریوں میں انتقام کی آگ بھڑکنا فطرتی بات تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات تک اس انتقام کی آگ کے شعلے ان میں بھڑکتے رہے اور کوئی موقع قتل کا یا نقصان کا ہاتھ سے جانے نہ

(۱) شمع حق از روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۳۲۹-۳۳۱ حاشیہ

دیا۔ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کے مقدمہ میں جو عیسائیوں کی طرف سے دائر کیا گیا تھا آریوں نے عیسائیوں کا ساتھ دیا اور قتل کی سزا دلوانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ (۲)۔ ۱۹۰۳ء میں کرم دین والے مشہور مقدمہ میں آریوں کی پر زور تحریک پر جب کہ ہندو مجسٹریٹ نے لیکھ رام کے قتل کا بدلہ لینا چاہا ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑے جلالی رنگ میں فرمایا ”میں شیر ہوں اور شیر بھی خدا کا۔ وہ بھلا خدا کے شیر پر ہاتھ ڈال سکتا ہے ایسا کر کے تو دیکھے۔“ (۲)

۱۹۰۴ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے منڈوہ میلارام میں ایک لیکچر دیا جو لیکچر لاہور کے نام سے مشہور ہے۔ آریوں نے اس کی بھی بہت مخالفت کی اور خطوط کے ذریعہ قتل کی دھمکیاں دیں۔ بشن داس جس کا ذکر معاہدہ آ رہا ہے کا ایک خط جناب محمد افضل صاحب ایڈیٹر البدر نے نقل کیا ہے۔ جس میں بشن داس نے پنڈت لیکھ رام کا انتقام لینے کی خاطر قتل کی دھمکی دی ہے۔ خط کا مضمون یہ ہے:

”پر میشر کا احسان کہ میری محنت ٹھکانے لگی یعنی جب دو سرا خط لکھا۔۔۔ اس روز تو نے چوری چوری لیکچر کیا۔ خیر اب ۳ تاریخ کو اپنے بال بچوں سے مل کر آنا۔ میں پنڈت لیکھ رام مرحوم شہید کا انتقام لوں گا۔ اس روز ایک لاش منڈوہ میں ہوگی۔ لاہور کیا کل جہان دیکھے گا۔ کفن لے کر آنا، اگر تو نہ آیا تو یاد رکھ جس نے تیری جگہ پڑھا۔ اس پر بھی ہاتھ صاف ہو گا۔ مختصر ہے جس قدر چاہے مفصل سمجھے۔ میں اپنے گھر سے رخصت ہو کر آیا ہوں تجھے خبر کر کے شیروں کی طرح ماروں گا۔ بشن داس۔“ (۳)

## الزام قتل

پنڈت لیکھ رام سے متعلق پیشگوئی کو حرف بحرف پوری ہوتے دیکھ کر اور

(۱) حیات طیبہ از عبدالقادر صفحہ ۲۲۷

(۲) حیات طیبہ از عبدالقادر صفحہ ۳۳۸

(۳) اخبار البدر جلد ۳ نمبر ۳۳ بابت یکم ستمبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۱-۲

اپنے مذہب کا بطلان دیکھ کر آریہ سماجی بوکھلا اٹھے۔ اس پیشگوئی کو سچا ماننے کی بجائے ضد اور ہٹ دھرمی شروع کر دی اور لیکھ رام کے ویدک دھرم کے لئے سرخ باش ہونے کا نعرہ لگایا اور یہ مشہور کر دیا کہ پنڈت لیکھ رام کا قتل مرزا صاحب اور کئی ایک اشخاص کی موت کی سوچی سمجھی ہوئی سازش سے ہوا جیسا کہ اخبار پنجاب سماچار لاہور نے اپنے پرچہ مورخہ ۲۷ مارچ ۱۸۹۷ء صفحہ ۶ میں لکھا:

”کہ مرزا صاحب اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ پنڈت جی کو موت دوسری شوال کو ہونی تھی یعنی پیشگوئی میں جو دوسری شوال کی طرف اشارہ تھا اور ویسا ہی وقوع میں آیا تو بس یہ کافی دلیل ہے کہ پیشگوئی کرنے والے کی سازش سے یہ قتل ظہور میں آیا اور ایسا ہی کئی اور ہندو اخباروں میں متفرق طریقوں سے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ (۱)

مگر سازش کا الزام اور قتل کرنے کا ارادہ کا الزام اس پیشگوئی کی سچائی اور اسلامی عظمت پر کیا غبار ڈال سکتا تھا جبکہ اس فعل میں فی الحقیقت نہ تو کسی سازش کا دخل تھا اور نہ ہی کسی انسان کے منشاء کے موافق قتل ہوا تھا بلکہ حق و باطل کا مقدمہ جو خدا کو سونپا گیا تھا۔ اس کا ایک آسمانی فیصلہ تھا جس میں اسلام کے فتح نصیب جرنیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو غیر مسلموں کے ایک نامی پہلوان لیکھ رام پر فتح حاصل ہوئی کیونکہ دونوں مذہبی پہلوانوں نے خدا سے فیصلہ چاہا تھا اور دونوں نے دعا کی تھی کہ جھوٹا تباہ ہو اور سچے کی عزت ظاہر ہو۔ اور دونوں نے ایک دوسرے کی ہلاکت کی پیشگوئی کی تھی۔ اور دونوں نے اپنے اپنے مذہب کی سچائی اس عظیم الشان مقدمہ پر رکھی تھی جس کے نتیجے کی دو بڑی بھاری قومیں منتظر تھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کئی جگہوں پر اس الزام کا جواب دیا ہے بلکہ اس الزام کے جواب میں مد مقابل کو قسم کے لئے بلایا ہے۔ لیکھ رام کے قتل کی پیشگوئی

(۱) سراج منیر از روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۳۶

یہاں پر ایک اور پیشگوئی کارنگ اختیار کر لیتی ہیں۔ جس کا ذکر اگلے صفحات پر آ رہا ہے۔

اپنے اوپر قتل کے الزام کا جواب دیتے ہوئے حضرت صاحب نے فرمایا:

”ایک اور بات سوچنے کے لائق ہے کہ یہ بدگمانی کہ ان کے کسی مرید نے مار دیا ہو گا یہ شیطانی خیال ہے ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ مریدوں کا مرشد کے ساتھ ایک نازک تعلق ہوتا ہے۔ اور اعتقاد کی بناء تقویٰ اور طہارت اور نیکو کاری پر ہوتی ہے۔ لوگ جو کسی کے مرید ہوتے ہیں اور وہ اسی نیت سے مرید ہوتے ہیں کہ وہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ شخص با خدا ہے۔ اس کے دل میں کوئی فریب اور فساد کی بات نہیں۔ پس اگر وہ ایک ایسا بدکار اور لعنتی شخص ہے کہ کسی کی موت کی جھوٹی پیشگوئی اپنی طرف سے بناتا ہے اور پھر جب اس کی میعاد ختم ہونے پر ہوتی ہے تو کسی مرید کے آگے ہاتھ جوڑتا ہے کہ اب میری عزت رکھ لے اور اپنے گلے میں رسہ ڈال اور مجھے سچا کر کے دکھلا۔ اب میں منصفوں سے پوچھتا ہوں کہ کیا ایسے پلید لعنتی انسان کا یہ چال چلن دیکھ کر اور یہ شیطانی منصوبہ سن کر کوئی مرید اس کا معتقد ہو سکتا ہے کیا وہ مرشد کو ایک بدکار ملعون اور فاسق فاجر خیال نہیں کرے گا اور کیا وہ اس کو یہ نہیں کہے گا کہ اے بدکار! ہمارے ایمان کو خراب کرنے والے کیا تیری پیشگوئیوں کی اصلیت یہی تھی۔ کیا تیرا یہ منشاء ہے کہ جھوٹ تو بولے اور رسہ دو سرے کے گلے میں پڑے اور اس طرح تیری پیشگوئی پوری ہو۔ جس قدر دنیا میں نبی اور مرسل گذرے ہیں یا آگے مامور اور محدث ہوں کوئی شخص ان کے مریدوں میں اس حالت میں داخل نہیں ہو سکتا تھا اور نہ ہو گا جبکہ ان کو مکار اور منصوبہ باز سمجھتا ہو۔ یہ رشتہ پیری مریدی نہایت ہی نازک رشتہ ہے ادنیٰ بدظنی سے

اس میں فرق آجاتا ہے..... ہم با آواز بلند کہتے ہیں کہ ہماری جماعت نہایت نیک چلن اور مہذب اور پرہیزگار لوگ ہیں۔ کہاں ہے کوئی ایسا پلید اور لعنتی ہمارا مرید جس کا یہ دعویٰ ہو کہ ہم نے اس کو لیکھ رام کے قتل کے لئے مامور کیا تھا۔ ہم ایسے مرشد کو اور ساتھ ہی ایسے مرید کو کتوں سے بدتر اور نہایت ناپاک زندگی والا خیال کرتے ہیں کہ جو اپنے گھر سے پیشگوئیاں بنا کر پھر اپنے ہاتھ سے اپنے مکر سے اپنے فریب سے ان کے پوری ہونے کے لئے کوشش کرے اور کراوے۔

پس افسوس کہ اخبار پنجاب سماچار مطبوعہ ۱۰ مارچ میں سازش کا الزام جو ہم پر لگایا ہے یہ کس قدر سچائی کا خون ہے۔ میں صاحب اخبار سے پوچھتا ہوں کہ آپ لوگوں میں بھی بڑے بڑے اوتار گذرے ہیں جیسے راجہ راچندر صاحب اور راجہ کرشن صاحب۔ کیا آپ لوگ ان کی نسبت یہ گمان کر سکتے ہیں کہ انہوں نے پیشگوئی کر کے پھر اپنی عزت رکھنے کے لئے ایسا حیلہ کیا ہو کہ کسی اپنے چیلہ کی منت خوشامد کی ہو کہ اس کو اپنی کوشش سے پوری کر کے میری عزت رکھ لے اور پھر ان کے چیلے ان کو اچھا آدمی سمجھتے ہوں۔ ہاں یہ تو ہو سکتا ہے کہ ایک بد معاش ڈاکو کے ساتھ اور چند بد معاش جمع ہوں اور ایسے کام خفیہ طور پر کریں۔ لیکن اس میرے مریدوں کے سلسلہ میں جس کے ساتھ مہدی موعود اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ بھی بڑے زور سے ہے یہ حرام زدگی کے کام میلان نہیں کھا سکتے۔ ہر ایک مرید اس بلند دعویٰ کو دیکھ کر نہایت اعلیٰ سے اعلیٰ پرہیز گاری کا نمونہ دیکھنا چاہتا ہے۔ پس کیونکر ممکن ہے کہ دعویٰ تو یہ ہو کہ میں

وقت کا عیسیٰ ہوں اور جھوٹی پیسگوئیوں کو اس طرح پر پورا کرنا چاہے کہ  
مریدوں کے آگے ہاتھ جوڑے کہ مجھ سے قصور ہو گیا میری پردہ پوشی  
کرو۔ جاؤ آپ مرد اور کسی طرح میری پیسگوئی سچی کرو۔ کیا ایسا مردار  
ایک پاک جماعت کا مالک ہو سکتا ہے۔

کہاں ہے تمہارا پاک کانٹنمنس، اے منڈب آریو!؟ اور کہاں ہے  
فطرتی زیر کی اے آریہ کے دانشمندو!؟ ہمارا یہ اصول ہے کہ کل بنی نوع  
کی ہمدردی کرو۔ اگر ایک شخص ایک ہمسایہ ہندو کو دیکھتا ہے کہ اس کے  
گھر میں آگ لگ گئی اور یہ نہیں اٹھتا کہ تا آگ بجھانے میں مدد دے تو میں  
سچ کہتا ہوں کہ وہ مجھ سے نہیں ہے۔ اگر ایک شخص ہمارے مریدوں میں  
سے دیکھتا ہے کہ ایک عیسائی کو کوئی قتل کرتا ہے اور وہ اس کے چھڑانے  
کے لئے مدد نہیں کرتا تو میں تمہیں بالکل درست کہتا ہوں کہ وہ ہم میں سے  
نہیں ہے۔ اسلام اس قوم کے بد معاشوں کا ذمہ دار نہیں ہے۔ بعض ایک  
ایک روپیہ کے لالچ پر بچوں کا خون کر دیتے ہیں۔ ایسی وارداتیں اکثر  
نفسانی اغراض سے ہوا کرتی ہیں اور پھر بالخصوص ہماری جماعت جو نیکی اور  
پرہیزگاری سیکھنے کے لئے میرے پاس جمع ہے وہ اس لئے میرے پاس  
نہیں آتے کہ ڈاکوؤں کا کام مجھ سے سیکھیں اور اپنے ایمان کو برباد  
کریں۔ میں حلفاً کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ مجھے کسی قوم سے دشمنی نہیں۔  
ہاں جہاں تک ممکن ہے ان کے عقاید کی اصلاح چاہتا ہوں اور اگر کوئی  
گالیاں دے تو

ہمارا شکوہ خدا کی جناب میں ہے نہ کسی اور عدالت میں۔ اور بایں ہمہ نوع انسانی کی ہمدردی ہمارا حق ہے۔ ہم اس وقت کیونکر اور کن الفاظ سے آریہ صاحبوں کے دلوں کو تسلی دیں کہ بد معاشی کی چالیں ہمارا طریق نہیں ہے۔ ایک انسان کی جان جانے سے تو ہم درد مند ہیں اور خدا کی ایک پیٹھگوئی پوری ہونے سے ہم خوش بھی ہیں کیوں خوش ہیں؟ صرف قوموں کی بھلائی کے لئے کاش وہ سوچیں اور سمجھیں کہ اس اعلیٰ درجہ کی صفائی کے ساتھ کئی برس پہلے خبر دینا یہ انسان کا کام نہیں ہے۔ ہمارے دل کی اس وقت عجیب حالت ہے درد بھی ہے اور خوشی بھی۔ درد اس لئے کہ اگر لیکھ رام رجوع کرتا زیادہ نہیں تو اتنا ہی کرتا کہ وہ بد زبانوں سے باز آجاتا تو مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں اس کے لئے دعا کرتا اور میں امید رکھتا تھا کہ اگر وہ ٹکڑے ٹکڑے بھی کیا جاتا۔ تب بھی زندہ ہو جاتا۔ وہ خدا جس کو میں جانتا ہوں اس سے کوئی بات انہونی نہیں۔ اور خوشی اس بات کی ہے کہ پیٹھگوئی نہایت صفائی سے پوری ہوئی۔ آتھم کی پیٹھگوئی پر بھی اس نے دوبارہ روشنی ڈال دی۔ کاش اب لوگ سوچیں اور سمجھیں اور قوموں کے درمیان سے بغض اور کینسے دور ہو جائیں۔ کیونکہ عداوت اور دشمنی کی زندگی مرنے کے قریب قریب ہے۔“ (۱)

ایک اور موقع پر فرمایا:

”ہمارے ساتھ ہزار ہا جماعت ہے اگر ان میں سے کسی کو کہوں تم جا

(۱) اشتہار مارچ ۱۸۹۷ء از مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۳۸ تا ۳۵۲

کر مار آؤ۔ تو یہ میری پیروی اور بیعت کا سلسلہ کب چل سکتا ہے؟ یہ تو جب ہی چل سکتا ہے کہ صفائی ہو اور پیروؤں کو معلوم ہو کہ پاک باطنی کی تعلیم دی جاتی ہے اور جب ہم خود ہی قتل کے منصوبے لوگوں کو سمجھائیں تو یہ کاروبار کیسے چل سکتا ہے؟ اب یہ اس قدر گروہ ہے کوئی ان میں سے بولے کہ ہم نے کس کو اور کب کہا تھا کہ جا کر اس کو مار ڈالے۔“ (۱)

پیسہ اخبار لاہور نے اپنی ۲۷ مارچ ۱۸۹۷ء کی اشاعت میں حضرت مسیح موعود

علیہ السلام کی تائید میں پر زور آواز بلند کی۔ نیز لکھا کہ

”ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ کئی لائق تعلیم یافتہ اور عالم مرید پیر کی قتل اور ریا

کاری کی سازشوں میں شریک رہ سکیں۔“ (۲)

## الزام قتل عائد کرنے والوں کو ایک مشورہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہایت تحدی اور جلال کے ساتھ سازش کا

الزام لگانے والوں کو ایک چیلنج دیا اور نیک مشورہ دیتے ہوئے فرمایا:

”اگر اب بھی کسی شک کرنے والے کا شک دور نہیں ہو سکتا اور مجھے اس قتل کی سازش

میں شریک سمجھتا ہے جیسا کہ ہندو اخباروں نے ظاہر کیا ہے تو میں ایک نیک صلاح دیتا

ہوں کہ جس سے یہ سارا قصہ فیصلہ ہو جائے اور وہ یہ ہے کہ ایسا شخص میرے سامنے

قسم کھاوے کہ جس کے الفاظ یہ ہوں کہ ”میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ شخص سازش قتل میں

شریک یا اس کے حکم سے واقعہ قتل ہوا ہے۔ پس اگر یہ صحیح نہیں ہے تو اے قادر خدا!

ایک برس کے اندر مجھ پر وہ عذاب نازل کر جو بہت ناک عذاب ہو مگر کسی انسان کے

(۱) ملفوظات جلد ۲ طبع جدید صفحہ ۵۹۳-۵۹۵

(۲) اخبار پیسہ اخبار لاہور ۲۷ مارچ ۱۸۹۷ء

ہاتھوں سے نہ ہو اور نہ انسان کے منصوبوں کا اس میں کچھ دخل متصور ہو سکے۔ پس اگر یہ شخص ایک برس تک میری بددعا سے بچ گیا تو میں مجرم ہوں اور اس سزا کے لائق کہ ایک قاتل کے لئے ہونی چاہیے۔ اب اگر کوئی بہادر کلیجہ والا آریہ ہے جو اس طور سے تمام دنیا کو شہادت سے چھڑا دے تو اس طریق کو اختیار کرے۔ یہ طریق نہایت سادہ اور راستی کا فیصلہ ہے شاید اس طریق سے ہمارے مخالف مولویوں کو بھی فائدہ پہنچے۔ میں نے سچے دل سے یہ لکھا ہے۔ مگر یاد رہے کہ ایسی آزمائش کرنے والا خود قادیان میں آوے اس کا کرایہ میرے ذمہ ہو گا۔ جانبین کی تحریرات چھپ جائیں گی اگر خدا نے اس کو ایسے عذاب سے ہلاک نہ کیا جس میں انسان کے ہاتھوں کی آمیزش نہ ہو تو میں کاذب ٹھہروں گا۔ اور تمام دنیا گواہ رہے کہ اس صورت میں میں اسی سزا کے لائق ٹھہروں گا جو مجرم قتل کو دینی چاہیے..... مگر مقابلہ کرنے والا ایسا ایک شخص ہو جو دل کا بہت بہادر اور جوان اور مضبوط ہو۔ اب بعد اس کے سخت بے حیائی ہوگی کہ کوئی غائبانہ میرے پر ایسے ناپاک شہادت کرے۔ میں نے طریق فیصلہ آگے رکھ دیا ہے اگر میں اس کے بعد روگردان ہو جاؤں تو مجھ پر خدا کی لعنت اور اگر کوئی اعتراض کرنے والا بہتانوں سے باز نہ آوے اور اس طریق فیصلہ سے طالب تحقیق نہ ہو تو اس پر لعنت۔“ (۱)

## گنگابشن کی قسم کھانے کو آمادگی

کسی مشہور آریہ یا آریوں کے کسی لیڈر کو تو اس چیلنج کو قبول کرنے کی جرات

نہ ہوئی البتہ ایک آریہ سماجی گنگابشن ڈریل ماسٹر ریلوے پولیس نے اخبار پنجاب ساہار  
۳۱ اپریل ۱۸۹۷ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس دعوت قسم کے جواب میں  
لکھا:

- ”میں قسم کھانے کو تیار ہوں مگر یہ تین شرطیں ہیں کہ
- (۱) ہیشگوئی پوری نہ ہونے کی حالت میں مرزا صاحب کو پھانسی دی جائے۔
- (۲) میرے لئے دس ہزار روپیہ گورنمنٹ میں جمع کرایا جائے تا اگر میں بددعا  
سے نہ مروں تو وہ روپیہ مجھے مل جاوے۔
- (۳) جب قادیان میں قسم کھانے آؤں تو اس بات کا ذمہ لیا جاوے کہ میں لیکھ رام  
کی طرح قتل نہ کیا جاؤں۔“

### حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جواب

آریہ سماجی کارکن ایسی کڑی شرطیں لگا کر یہ سمجھتا تھا کہ مرزا صاحب کا ان  
شرائط کو نہ ماننا مرزا صاحب کی تکذیب کے لئے کافی ہو گا۔ مگر اسے اسلام کے اس  
پہلوان کی کیا خبر کہ یہ کہیں بھی پیچھے ہٹنے والا نہیں۔ وہ اپنے الفاظ ”اگر میں اس طریق  
فیصلہ سے روگرداں ہو جاؤں تو مجھ پر لعنت“ پر قائم اور ثابت قدم ہے۔ چنانچہ آپ  
نے گنگابشن کو اپنے ایک اشتہار کے ذریعہ مثبت جواب بھجوا کر شذر کر دیا۔ آپ  
نے لکھا:

”مجھے تینوں شرطیں ان کی بسر و چشم منظور ہیں اور اس میں کسی طرح کا عذر  
نہیں۔ جس عدالت میں چاہیں میں صاف صاف اقرار کر دوں گا کہ اگر لالہ  
گنگابشن صاحب میری بددعا سے ایک سال تک بچ گئے تو مجھے منظور ہے کہ  
میں مجرم کی طرح پھانسی دیا جاؤں اور گورنمنٹ سخت نا انصافی کرے گی اگر  
اس وقت مجھ کو پھانسی نہ دیوے کیونکہ جب لالہ گنگابشن صاحب جلسہ عام

میں قسم کھا کر کہیں گے کہ ”میں سچے دل سے کہتا ہوں کہ درحقیقت پنڈت لیکھ رام کا یہی شخص قاتل ہے اور اگر یہ شخص قاتل نہیں ہے۔ بلکہ اسلام کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے خدا کی طرف سے یہ نشان ظاہر ہوا ہے تو اسے سچ کے حامی خدا ایک سال تک مجھ کو سزائے موت دے۔“ پس اس صورت میں جبکہ وہ سزائے موت سے بچ جائیں گے تو اس میں کیا شک ہے کہ یہی ثابت ہو جائے گا کہ میں قاتل تھا یا قتل کے مشورہ میں شریک تھا یا اس پر کسی طرح سے اطلاع رکھتا تھا تو اس وجہ سے قانوناً مجھے پھانسی دینا ناجائز نہ ہو گا۔-----

غرض میں تیار ہوں۔ نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ گورنمنٹ کی عدالت میں اقرار کر سکتا ہوں کہ جب میں آسمانی فیصلہ سے مجرم ٹھہر جاؤں تو مجھ کو پھانسی دیا جائے۔ میں خوب جانتا ہوں کہ خدا نے میری پیشگوئی کو پوری کر کے دین اسلام کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے اپنے ہاتھ سے یہ فیصلہ کیا ہے۔ پس ہرگز ممکن نہیں ہو گا کہ میں پھانسی ملوں یا ایک خر مرہ بھی کسی تکذیب کرنے والے کو دوں بلکہ وہ خدا جس کے حکم سے ہر ایک جنہش و سکون ہے۔ اس وقت کوئی اور ایسا نشان دکھائے گا جس کے آگے گردنیں جھک جائیں۔ ایسا ہی لالہ گنگابشن صاحب کی دو سری شرط کی نسبت میں ان کو تسلی دیتا ہوں کہ اس روز سے کہ وہ کسی مشہور پرچہ کے ذریعہ سے اقرار مذکورہ بالا شائع کریں میں ایک ماہ تک یا غایت دو ماہ تک دس ہزار روپیہ ان کے لئے گورنمنٹ میں جمع کرادوں گا یا کسی دو سری ایسی جگہ پر جس پر فریقین مطمئن ہو سکیں۔ اور جو انہوں نے آخری شرط پیش کی ہے کہ میں قادیان میں قتل نہ کیا جاؤں۔ اس کا میں بفضلہ تعالیٰ خود ذمہ دار

ہوں“ (۱)

## گنگابشن کا عذر

گنگابشن نے یہ بھی عذر کیا کہ میں تسلیم نہیں کر سکتا کہ اگر میں ایک سال میں مر گیا تو میرا مرنا اس بات پر گواہی ہو گا کہ درحقیقت لیکھ رام خدا کے غضب سے ہلاک ہوا اور اس کی ہلاکت مطابق پیشگوئی اسلام کی سچائی کی دلیل ہے اور دوسرے مذاہب کے باطل ہونے کا نشان۔“ (۲)

## حضرت مرزا صاحب کا مدعا

اس عذر خام کے جواب میں حضرت صاحب نے فرمایا کہ ”ہماری یہ تمام کارروائی صرف اس غرض سے ہے کہ تاہم ثابت کریں کہ دنیا میں صرف دین اسلام ہی سچا مذہب ہے اور دوسرے تمام مذاہب باطل ہیں اگر یہ غرض درمیان نہ ہو تو یہ سب جھگڑے ہی عبث ہیں اور ہمارے الہام بھی عبث۔ یہی تو ایک مدعا ہے۔ یعنی دین اسلام کی سچائی ثابت کرنا..... اور پنڈت لیکھ رام سے بھی پیشگوئی کے مطالبہ پر یہی اقرار لیا گیا تھا کہ یہ پیشگوئی آریہ مذہب اور اسلام میں بطور فیصلہ کرنے والے منصف کے متصور ہوگی۔“ (۳)

## گنگابشن کی طرف سے ایک اور شرط

اللہ اللہ کیا زور صداقت ہے کس قدر حضرت مرزا صاحب کو اپنی صداقت

(۱) اشتہار ۱۵ اپریل ۱۸۹۷ء از مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۷۸-۳۸۰

(۲) ہمدرد ہند ۲ اپریل ۱۸۹۳ء

(۳) اشتہار ۱۶ اپریل ۱۸۹۷ء از مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۸۷

پر یقین ہے کہ کڑی سے کڑی شرائط بھی منظور فرمائیں۔ تو لالہ گنگا بشن کو اپنی موت منہ کھولے سامنے نظر آنے لگی۔ تب اس نے بیچہ مرگ سے رہائی حاصل کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے شروع کئے اور اخبار ”ہمدرد ہند“ لاہور ۱۲ اپریل ۱۸۹۷ء میں ایک شرط کا اضافہ کرتے ہوئے یہ اعلان شائع کیا:

”کہ اگر مرزا صاحب جھوٹے نکلیں تو ان کو پھانسی دینے کے بعد لاش گنگا بشن کو مل جائے تا وہ اس لاش سے جو چاہیں کریں۔ جلادیں اور دریا برد کریں یا اور کارروائی کریں۔“

### جھوٹے کو گھر تک پہنچانا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے گنگا بشن کے تمام بہانوں اور عذروں کے جواب میں ایک اشتہار بعنوان ”لالہ گنگا بشن صاحب کی مرنے کے لئے درخواست“ شائع فرمایا۔ جس میں اس شرط کو بھی منظور فرما کر جھوٹے کو گھر تک پہنچا دیا۔ چنانچہ حضرت صاحب اس شرط کے متعلق فرماتے ہیں:

”یہ شرط بھی مجھے منظور ہے اور میرے نزدیک بھی جھوٹے کی لاش ہر ایک ذلت کے لائق ہے اور یہ شرط درحقیقت نہایت ضروری تھی جو لالہ گنگا بشن صاحب کو عین موقع پر یاد آگئی۔ لیکن ہمارا بھی حق ہے کہ یہی شرط بالمقابل اپنے لئے بھی قائم کریں..... اور وہ یہ ہے کہ جب گنگا بشن صاحب حسب منشاء پیشگوئی مرجائیں تو ان کی لاش بھی ہمیں مل جائے تا بطور نشان فتح وہ لاش ہمارے قبضہ میں رہے اور ہم اس لاش کو ضائع نہیں کریں گے بلکہ بطور نشان فتح مناسب مصالحوں کے ساتھ محفوظ رکھ کر کسی عام منظر میں یا لاہور کے عجائب گھر میں رکھا دیں گے۔ لیکن چونکہ لاش وصول پانے کے لئے ابھی سے کوئی احسن انتظام چاہیے۔ لہذا اس سے

زیادہ کوئی انتظام احسن معلوم نہیں ہوتا کہ پنڈت لیکھ رام کی یادگار کے لئے جو پچاس ہزار یا ساٹھ ہزار روپیہ جمع ہوا ہے اس میں سے دس ہزار روپیہ بطور ضمانت لاش ضبط ہو کر سرکاری بنک میں جمع رہے اور کاغذات خزانہ میں یہ لکھوا دیا جائے کہ اگر ایک سال کے اندر گنگا بٹن فوت ہو گیا اور اس کی لاش ہمارے حوالہ نہ کی گئی تو بعوض اس کے بطور قیمت لاش یا تاوان عدم حوالگی لاش دس ہزار روپیہ ہمارے حوالہ کر دیا جائے گا اور ایسے اقرار کی ایک نقل مع دستخط عمدہ دار افسر خزانہ کے مجھے بھی ملنی چاہیے۔“ (۱)

اس اشتہار میں گنگا بٹن کے لئے قسم کے الفاظ بھی تجویز فرمائے اور لکھا کہ لالہ بٹن کو چاہیے کہ وہ ان الفاظ میں قسم کھائیں:

”میں فلاں بن فلاں قوم فلاں ساکن قصبہ فلاں ضلع فلاں اللہ جل شانہ کی یا پر میشر کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرزا غلام احمد قادیانی درحقیقت پنڈت لیکھ رام کا قاتل ہے اور میں اپنے پورے یقین سے جانتا ہوں کہ بالضرور لیکھ رام، غلام احمد کی سازش اور شراکت سے قتل کیا گیا ہے اور ایسا ہی پورے یقین سے جانتا ہوں کہ یہ پیشگوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں تھی بلکہ ایک انسانی منصوبہ تھا جو پیشگوئی کے بہانہ سے عمل میں آیا۔ اگر میرا یہ بیان صحیح نہیں ہے تو اے خدائے قادر مطلق! اس شخص کا سچ ظاہر کرنے کے لئے اپنا یہ نشان دکھلا کہ ایک سال کے اندر مجھے ایسی موت دے کہ جو انسان کے منصوبہ سے نہ ہو اور اگر میں ایک سال کے اندر مر گیا تو تمام دنیا یاد رکھے کہ میرا مرنا اس بات پر گواہی ہوگی کہ واقعی طور پر یہ خدا کا الہام تھا۔ انسانی سازش نہیں تھی اور نیز یہ کہ واقعی طور پر سچا دین صرف

(۱) اشتہار ۱۶ اپریل ۱۸۹۷ء از مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۹۳-۳۹۴

اسلام ہے اور دوسرے تمام مذاہب جیسے آریہ مذہب اور سائن دھرم اور عیسائی وغیرہ تمام بگڑے ہوئے عقیدے ہیں۔“

قسم کے الفاظ درج فرمانے کے بعد آپ نے ایک دفعہ پھر لالہ گنگابشن کو مخاطب ہو کر شرائط پر عمل پیرا ہونے کی تلقین ان الفاظ میں فرمائی:

”غرض اس مضمون کی قسم کسی معتبر اور مشہور اخبار میں چھپوانی ہوگی اور یہی قسم قادیان میں آکر جلسہ عام میں کھانی ہوگی۔ اب اگر میں اس وعدہ سے پھر جاؤں تو میرے پر خدا کی لعنت ورنہ تمہارے پر۔“

آپ کی درخواست کے موافق مجھ پر واجب ہو گا کہ میں دس ہزار روپیہ آپ کے لئے جمع کرادوں اور میری درخواست کے موافق آپ پر واجب ہو گا کہ آپ بلا کم و بیش اسی قسم کا اقرار موکد بقسم کسی معتبر اور مشہور اخبار میں جیسا کہ اخبار عام شائع کرادیں اور جیسا کہ میں تسلیم کر چکا ہوں آپ کے اس چھپے ہوئے اقرار کے پہنچنے کے بعد دو مہینے تک دس ہزار روپیہ جمع کرادوں گا اگر نہ کرادوں تب بھی کاذب شمار کیا جاؤں گا۔“ (۱)

## گنگابشن کا فرار

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے گنگابشن کی سب شریں منظور فرما کر اسے لاجواب کر دیا تو اس بزدل بہادر آریہ (آریہ بہادر کا خطاب پاچکا تھا) نے ایک اشتہار بعنوان ”مرزا غلام احمد کی پھانسی کی خواہش“ شائع کر کے اپنی بعض مجبوریوں اور نالائقیوں کا اعتراف کیا اور حلف سے فرار اختیار کر لیا۔ چنانچہ لکھا:

”میں اپنی لاش دینی نہیں چاہتا۔ میں دس ہزار روپیہ جمع نہیں کر سکتا اور

(۱) اشتہار ۱۶ اپریل ۱۸۹۷ء از مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۸۹-۳۹۰

میں آریہ سماج کا ممبر نہیں پھروہ کیونکر میری امداد کریں گے۔؟“  
اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۷ اپریل کو ایک

اشتہار کے ذریعہ اس کا جواب دیا۔ آپ نے فرمایا:

”ہم شرائط کو بدلنا نہیں چاہتے۔ یہ بچوں کا کھیل نہیں ہے کہ آئے دن شرمیں بدلی جائیں اور یاد رہے کہ گنگا بشن صاحب کو دس ہزار روپیہ جمع کرانا کچھ بھی مشکل نہیں کیونکہ اگر آریہ صاحبوں کی بھی درحقیقت یہی رائے ہے کہ لیکھ رام کا قاتل درحقیقت یہی راقم ہے اور وہ یقیناً دل سے جانتے ہیں کہ الہام اور مکالمہ الہی سب جھوٹی باتیں ہیں بلکہ اس راقم کی سازش سے وقوع قتل ظہور میں آیا ہے تو بشوق دل لالہ گنگا بشن کو مدد دیں گے اور دس ہزار کیا وہ پچاس ہزار تک جمع کر سکتے ہیں اور وہ یہ بھی انتظام کر سکتے ہیں کہ جو دس ہزار روپیہ مجھ سے لیا جائے گا وہ آریہ سماج کے نیک کاموں میں خرچ ہوگا۔ تو اب آریہ صاحبوں کا اس بات میں کیا حرج ہے کہ بطور ضمانت لاش دس ہزار روپیہ جمع کرادیں بلکہ یہ تو ایک مفت کی تجارت ہے جس میں کسی قسم کا دھڑکا نہیں۔ اس میں یہ بھی فائدہ ہے کہ گورنمنٹ کو معلوم رہے گا کہ آریہ قوم کی رضامندی سے یہ معاملہ وقوع میں آیا ہے۔ اور نیز اس اعلیٰ نشان سے روز کے جھگڑے طے ہو جائیں گے۔“

اور اگر یہ حالت ہے کہ آریہ قوم کے معزز لالہ گنگا بشن کو اس رائے میں کہ یہ عاجز لیکھ رام کا قاتل ہے۔ جھوٹا سمجھتے ہیں..... تو پھر مجھے کونسی ضرورت ہے کہ ایسے شخص کے مقابلہ کا فکر کروں جس کو پہلے سے اس کی قوم ہی جھوٹا تسلیم کر چکی ہو..... یاد رکھیں کہ ہرگز وہ آریہ قوم کے نزدیک جو اصل مدعی اور لیکھ رام کے وارث اور اس کے لئے غیرت رکھتے ہیں

اپنی رائے میں سچے ہیں تو ان سے لے کر دس ہزار روپیہ جمع کرادیں۔  
 اگر منظور نہیں تو آئندہ ان کو ہرگز جواب نہیں دیا جائے گا اور ان کے  
 مقابل پر ہمارا یہ آخری اشتہار ہے۔“ (۱)

اور یوں اس نہایت عمدہ اور انصاف پر مبنی طریق فیصلہ پر سچے اور جھوٹے  
 میں فیصلہ نہ ہو سکا۔ فریق ثانی نے کج روی کا طریق اختیار کیا۔ کاش وہ قسم کھاتے تا دودھ  
 کا دودھ اور پانی کا پانی الگ ہو جاتا۔ تاہم گنگا بشن کی اس خاموشی نے بھی حضرت مسیح  
 موعود علیہ السلام کی صداقت پر مہر صدق ثبت کی۔  
 آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

## تلاشی

گنگا بشن کے ساتھ قسم اور دعا کی خط و کتابت کے دوران ہی ۸ اپریل  
 ۱۸۹۷ء کو انگریزی گورنمنٹ نے آریوں کی شورش دیکھ کر مسٹر لیما چنڈ ایس پی  
 گورداسپور اور میاں محمد بخش ڈپٹی انسپکٹر ٹالہ کو حضرت مرزا صاحب کے گھر کی تلاشی  
 کے لئے متعین کیا۔ جنہوں نے ایک مختصر سی جمعیت کے ساتھ آپ کے گھر کی تلاشی لی۔  
 اور بعد تلاشی یہ رپورٹ دی کہ سب الزامات بے بنیاد ہیں۔ کوئی سازش کوئی خفیف  
 سی گنجائش منصوبہ کی ثابت نہیں ہوئی جو کچھ بھی پراپیگنڈہ کیا جا رہا ہے بالکل غلط ہے اور  
 یوں الہام سلامت برتو اے مرد سلامت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ پھر حضرت  
 مسیح موعود علیہ السلام کو تمام آسمانی اور زمینی آفتوں سے محفوظ رکھا۔

پولیس کے آنے پر حضرت میرنا صر نواب صاحب جو بوقت تلاشی حضرت مسیح  
 موعود علیہ السلام کے گھر میں موجود تھے نے پولیس کو آتا دیکھ کر سخت پریشانی کے عالم

(۱) اشتہار ۲۷ اپریل ۱۸۹۷ء از مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ ۳۰۲-۳۰۳

میں عرض کی کہ حضور پولیس گرفتاری کے لئے آرہی ہے۔ آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا ”میر صاحب دنیا دار لوگ خوشیوں میں چاندی سونے کے کنگن پہنا کرتے ہیں ہم سمجھ لیں گے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں لوہے کے کنگن پہن لئے“ پھر ذرا تامل سے فرمایا ”مگر ایسا نہیں ہو گا کیونکہ خدا تعالیٰ اپنی گورنمنٹ کے مصالح ہوتے ہیں۔“ (۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تلاشی کے واقعہ کا ذکر ان الفاظ میں کیا:

”ہمیں اس وقت قابل رحم قوم آریہ پر کچھ شکوہ نہیں کہ وہ ایسی ایسی تلاشیوں کے کیوں محرک ہوئے اور کیوں اپنے شریف ہمسایوں کو جو اہل اسلام ہیں ایسی بے اصل کارروائیوں سے تکلیف دی کیونکہ درحقیقت لیکھ رام کی موت سے ان کو بڑا ہی صدمہ پہنچا ہے یہ ایسا صدمہ نہیں ہے جو کبھی معزز قوم آریہ اس کو فراموش کر سکے اور درحقیقت یہ بھی سچ ہے کہ اگر اس موت کے ساتھ ایک اسلامی پیشگوئی نہ ہوتی تب تو یہ موت ایک خفیف سی موت سمجھی جاتی اور قاتل کی سراغ رسانی کے لئے معمولی قواعد استعمال میں لائے جاتے۔ مگر اب تو یہ ایک بڑی بھاری مصیبت پیش آئی کہ لیکھ رام کی وفات اس پیشگوئی کے موافق ہوئی جس میں یہ شرط جانبین نے قبول کر لی تھی کہ پیشگوئی کے جھوٹی نکلنے کی حالت میں اسلام کی سچائی میں فرق آئے گا اور اگر پیشگوئی واقعی طور پر سچی ثابت ہوئی تو آریہ مذہب کا جھوٹا ہونا مان لیا جائے گا۔ ہمیں آریہ صاحبوں سے بڑی ہمدردی ہے لیکن اس جگہ تو ہم حیران ہیں کہ اگر ہمدردی کریں تو کیا کریں۔ یہ خدا کا فعل ہے۔ اس میں نہ ہماری اور نہ آریہ صاحبوں کی کچھ پیش جاسکتی ہے۔ خدا کی قدرت ہے کہ تلاشی کے وقت میں پہلے وہی کاغذات برآمد ہوئے جن میں میری اور لیکھ رام کی دستخطی تحریریں تھیں۔ چنانچہ وہ عمد

(۱) الحکم ۷، جون ۱۹۳۶ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۲ صفحہ ۳۳۱



اپنی کلام میں میرا نام عیسیٰ رکھا ہے تو ایک وجہ مشابہت وہ ابتلا ہے جو حضرت عیسیٰ کو پیش آیا تھا یعنی یہود کی قوم نے اپنی کوششوں سے اور نیز گورنمنٹ رومیہ کو دھوکہ دینے سے چاہا کہ حضرت عیسیٰ کو صلیب دی جائے۔ اس عبارت کے پڑھنے کے وقت مجھے یہ خیال آیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے دشمنوں نے دو پہلو اختیار کئے تھے۔ ایک یہ کہ اپنی طرف سے ایذا رسانی کی کوششیں کیں اور دوسرے یہ کہ گورنمنٹ کے ذریعہ کو بھی تکلیف دی۔ مگر میرے معاملہ میں تو اب تک صرف ایک پہلو ہے یعنی صرف آریوں کی کوششیں اور اخباروں اور خطوط کے ذریعہ سے ان کی بدگوئی۔ اس وقت معاً میرے دل نے خواہش کی کہ کیا اچھا ہوتا کہ گورنمنٹ کی دست اندازی کا پہلو بھی اس کے ساتھ شامل ہو جاتا۔ تا وہ پیشگوئی جو لیکھ رام کی نسبت اس کی موت سے سترہ برس پہلے لکھی گئی ہے اپنے دونوں پہلوؤں کے ساتھ پوری ہو جاتی۔ سو ابھی میں اس سوچ میں تھا کہ مجھے اطلاع ملی کہ صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ بہادر پولیس مسجد میں ہیں۔ تب میں بڑی خوشی سے گیا اور صاحب بہادر نے مجھے کہا کہ مجھے حکم آ گیا ہے کہ قتل کے مقدمہ میں آپ کے گھر کی تلاشی کروں۔ تلاشی کا نام سن کر مجھے اس قدر خوشی ہوئی جیسے اس ملزم کو ہو سکتی ہے جس کو کہا جائے کہ تیرے گھر کی تلاشی نہیں ہوگی۔ تب میں نے کہا آپ اطمینان کے ساتھ تلاشی کریں اور میں مدد دینے میں آپ کے ساتھ ہوں۔ اس کے بعد میں ان کو معہ دوسرے افسروں کے اپنے مکان میں لے آیا اور اول مردانہ مکان میں پھر زنانہ مکان میں۔ تمام بست جات وغیرہ انہوں نے دیکھ لئے اور مہمان خانہ و مطبخ وغیرہ مکانات سب کے سب دکھلا دیئے گئے۔

غرض صاحب موصوف نے عمدہ طور پر اپنے فرض منصبی کو ادا کیا۔

اور بہت سا حصہ وقت کا خرچ کر کے اور خدا کی بیسگونی کو اپنے ہاتھوں سے پوری کر کے آخر آٹھ بجے رات کے قریب واپس چلے گئے۔“ (۱)

## قاتل کی گرفتاری کے لئے مزید کوششیں

قاتل کی گرفتاری کے واسطے بہت کوششیں ہوئیں۔ ہر قسم کے ذرائع استعمال ہوئے۔ گورنمنٹ کے مشہور اور ماہر سراغ رساں تحقیقات کے لئے مقرر ہوئے۔ خفیہ پولیس کے خاص آدمی سپیشل ڈیوٹی پر لگائے گئے۔ لاہور میں اکثر اسلامی اداروں کی اور بعض بڑے بڑے مسلمانوں کے گھروں کی تلاشیاں بھی کروائیں اور خود آریہ قوم نے گرفتار کر کے لانے والے کے لئے ایک ہزار روپیہ اور مخبری کرنے والے کے لئے دو سو روپیہ انعام کا اشتہار بھی دیا۔ جس پر ایک شخص تاراج چند گجراتی آریہ یا غستان تک قاتل کی تلاش کرنے بھی گیا مگر بقول رسالہ آریہ جالندھر نمبر ۶/۱۶ صفحہ ۶۴ نہیں معلوم ہوا ایسا کدھر کو وہ اڑا۔

جیسا کہ علم ہو چکا ہے کہ قاتل کی تلاش کے سلسلہ میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا گیا۔ بہت دوڑ دھوپ کی گئی۔ کئی آدمیوں کی پکڑ دھکڑ ہوئی۔ کشمیر اور برما تک چھاپے مارے گئے اور آدمی پکڑ کر بھی لائے گئے مگر لیکھ رام کی والدہ اور بیوی کی طرف سے شناخت نہ کرنے پر چھوڑ دیا گیا۔

برطانوی حکومت نے قاتل کا کھوج لگانے کی جو ملک گیر اور ہمہ گیر کوشش کی اس کا کسی قدر اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ حکومت نے نہ صرف احمدی بلکہ غیر احمدی مسلمانوں کے پرائیویٹ خطوط اور تاروں تک کو سن کر کیا کہ شاید اس کے ذریعہ قاتل کا کوئی پتہ چل سکے۔ اس کے ثبوت میں ایک غیر احمدی معزز دوست کی شہادت

پیش کی جاتی ہے جو ایک احمدی دوست مکرم مولوی عبد الحمید صاحب سابق سیکرٹری  
تصنیف جماعت احمدیہ کراچی کی بیان کردہ ہے۔ وہ تحریر کرتے ہیں:

”اس عاجز کے خالو میاں محمد علی صاحب قریشی تھے جو محلہ قریشیاں عقب  
کشمیری بازار لاہور میں سکونت رکھتے تھے اور خان بہادر میاں سراج  
الدین صاحب قریشی کے رشتہ داروں میں سے تھے۔ ان کا انتقال پارٹیشن  
کے بعد ہوا ہے لیکن یہ واقعہ جو عرض کرنا چاہتا ہوں یہ پارٹیشن سے پہلے کا  
ہے۔ خاکسار سالانہ جلسہ قادیان دارالامان سے واپسی پر اکثر لاہور خالو  
صاحب مرحوم کے پاس چند دن ٹھہر کر واپس دہلی جایا کرتا تھا۔ وہ احمدی  
نہیں تھے ایک مرتبہ انہوں نے فرمایا کہ میاں میں تو احمدی نہیں لیکن پھر  
بھی آپ کے مرزا صاحب کی وجہ سے مجھے بھی ایک دفعہ اچھی خاصی  
مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔ خاکسار کے دریافت کرنے پر انہوں نے فرمایا کہ  
واقعہ یوں ہوا کہ جس دن پنڈت لیکھ رام صاحب قتل ہوئے اس دن  
پنجاب یونیورسٹی کے کسی امتحان (غالباً میٹرک) کا نتیجہ نکلا تھا۔ خالو  
صاحب کے کوئی دوست یا عزیز تھے جنہوں نے یہ امتحان دیا تھا اور امتحان  
دے کر وہ حیدر آباد دکن چلے گئے تھے اور خالو صاحب کو تاکید کر گئے تھے  
کہ نتیجہ امتحان کی اطلاع انہیں بذریعہ تار دی جائے۔ وہ صاحب امتحان  
میں کامیاب ہو گئے اور خالو صاحب نے انہیں اسی دن ایک تار بھیج دیا  
جس کا مضمون یہ تھا Congratulations on Success (یعنی کامیابی کی مبارک باد) انہوں نے فرمایا کہ یہ تار دے کر میں اطمینان  
سے گھر آ گیا۔ دوسرے دن صبح ہی یا دو تین دن بعد (خاکسار کو ٹھیک یاد  
نہیں رہا) پولیس کے چند آدمی میرے مکان پر آدھمکے اور کہنے لگے کہ  
آپ ہمارے ساتھ تھانہ چلیں آپ کو وہاں بلایا ہے۔ خالو صاحب نے فرمایا

کہ میں نے ان سے بہت کہا کہ بھائی کچھ بتاؤ تو سہی کیا بات ہے؟ آخر میں نے کیا جرم کیا ہے لیکن ان سپاہیوں نے کہا کہ صاحب ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ آپ کو بلایا ہے آپ ہمارے ساتھ چلیں۔ فرمانے لگے کہ اس ناگمانی مصیبت کی وجہ سے سخت پریشانی لاحق ہوئی اور گھر والے الگ سخت حیران و پریشان تھے۔ لیکن سوائے سپاہیوں کے ہمراہ جانے کے کوئی اور چارہ نہ تھا۔ جب میں تھانہ پہنچا تو دو ایک افسر مجھے الگ کمرہ میں لے گئے اور میرا تار جو میں نے حیدر آباد بھیجا تھا۔ مجھے دکھا کر مجھ سے دریافت کیا کہ کیا یہ تار آپ نے بھیجا ہے۔ میرے اثبات میں جواب دینے پر انہوں نے کہا کہ آپ کو کونسی کامیابی ہوئی تھی جس کی مبارک باد آپ نے بھیجی ہے۔ خالو صاحب نے فرمایا کہ میں نے انہیں بتایا کہ میرے فلاں عزیز نے پنجاب یونیورسٹی کا امتحان دیا تھا اس کا نتیجہ کل نکلا تھا وہ امتحان میں کامیاب ہو گیا۔ اس لئے میں نے اسے مبارک باد کی تار بھیجی تھی۔ جب ان افسروں کو پوری طرح اطمینان ہو گیا تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ اچھا آپ جاسکتے ہیں۔ خالو صاحب فرمانے لگے کہ میں نے ان سے پوچھا کہ آخر کچھ مجھے بھی بتایا جائے کہ بات کیا ہے اور میری طلبی کیوں ہوئی ہے اس پر پولیس کے افسر نے کہا کہ بات یہ ہے کہ ہم پنڈت لیکھ رام کے قتل کی تفتیش کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں اس دن آپ کا ارسال کردہ یہ تار بھی ہمارے ملاحظہ میں آیا تو لازماً ہمارا خیال اس طرف گیا کہ شاید آپ نے لیکھ رام کے قتل پر مبارک باد کا تار بھیجا ہو اور اس طرح شاید آپ کے ذریعہ قتل کا کوئی سراغ مل سکے۔ چونکہ تار میں کوئی وضاحت نہیں تھی۔ صرف یہی لکھا تھا کہ کامیابی کی مبارک باد۔ اس لئے ہم نے آپ سے باز پرس کرنا ضروری سمجھا۔

خالو صاحب تو اب زندہ نہیں ہیں لیکن یہ خاکسار اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر  
 عرض کرتا ہے کہ انہوں نے یہ واقعہ اسی طرح خاکسار کو سنایا تھا الفاظ میں  
 کچھ فرق ہو سکتا ہے لیکن اصل واقعہ جو انہوں نے بیان کیا تھا اسی طرح پر  
 ہے۔ چونکہ یہ واقعہ پنڈت لیکھ رام کی بیٹھکوں کے سلسلہ میں ایک تاریخی  
 حیثیت رکھتا ہے اس لئے خاکسار نے ضروری سمجھا کہ اس سچی شہادت کو  
 محفوظ کر دیا جائے۔“ (۱)

### لیکھ رام کے چچا کا خط

قاتل کی تلاش کے لئے کیا کوششیں ہوئیں۔ کیا سعی کی گئی اس کا ذکر لیکھ رام  
 کے چچا گنڈارام نے اپنے ایک مضمون میں کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

”جانندھر میں لالہ منشی رام جی کے پاس پہنچا۔ انہوں نے فرمایا کہ لاہور میں  
 لالہ لاجپت رائے جی کے پاس جاؤ۔ تب لاہور جا کر چیف کورٹ میں پہنچ  
 کر لالہ لاجپت رائے سے بات چیت کی (یہ آریہ وکیل تھا)۔ ان کی طرز  
 تقریر اور بیان سے پایا گیا کہ سب کی رائے مقدمہ کرنے کی نہیں ہے۔  
 انہوں نے کہا کہ بفرض محال اگر قاتل پکڑا بھی جاوے اور پھر رہا ہو تو اس  
 سے یہی بہتر ہو گا کہ پنڈت جی کے قتل کا دھبہ اسلام پر ہی رہے۔ میں  
 مایوس ہو کر واپس آیا۔“

میں یہ بھی جتلانا واجب سمجھتا ہوں کہ پنڈت جی کے قتل کے متعلق  
 پولیس لاہور نے کس قدر جانفشانی سے کام کیا اور قاتل کا پتہ لگانے میں  
 کچھ کسر باقی نہ رکھی۔ پولیس لاہور سے فوراً قادیان پہنچی۔ افسران پولیس

نے فوراً پہنچ کر گھیرا ڈال دیا اور مرزا صاحب کے دارالحریم و مسجد وغیرہ کو اچھی طرح دیکھا مگر قاتل کا پتہ نہ ملا۔ پھر بھی پولیس تفتیش میں مصروف رہی۔

مجھے لاہور میں ایک پولیس افسر نے کہا کہ پنڈت جی کا قاتل ایک عادی مجرم جالندھری تھا۔ اس نے جیل میں ایک پشاوری قیدی ساکن پڑانگ تھانہ چار سدہ سے رونا رو یا کہ مرزا صاحب نے پنڈت جی کے قتل کا مجھے تین ہزار روپیہ دینے کا اقرار کیا تھا۔ جب میں پنڈت جی کو قتل کر کے مرزا کے پاس پہنچا تو انہوں نے مجھے اس وقت کچھ نہ دیا۔ ایک سال تک پوشیدہ رکھا۔ اور مجھ سے ایفاء وعدہ نہ کیا۔ اس پولیس افسر نے کہا اس خبر سے افسر باخبر ہوئے۔ کلغزات اور کتابوں کی دیکھ بھال کے لئے ایک آریہ سماج کے پردھان سے بھی ذکر ہوا۔ مگر کامیابی نہ دیکھ کر سب خاموش ہو گئے۔

میں صدھین و آفرین و شاباش لاہور کی پولیس کو دیتا ہوں کہ انہوں نے اپنے فرض کا پارٹ پورے طور سے ادا کیا۔

اگر پنڈت جی تاریخ مقررہ مرزا صاحب سے کچھ دن بھی تجاوز کر جاتے تو پنڈت جی بھی ایک نمونہ تھے۔ وہ بھی مرزا صاحب کو گدھے کے بڑے

بھائی براق پر سوار کر کر تمام ہندوستان میں پھراتے۔“ (۱)

اس طرح آریہ سماجیوں نے عملیہ تسلیم کر لیا کہ فی الحقیقت پنڈت لیکھ رام کا قاتل کوئی انسان نہ تھا بلکہ وہ ملائک شداد اور غلاظ میں سے تھا اور لیکھ رام کی غیر معمولی طور پر ہیبت ناک موت ہوئی۔

جو خدا کا ہے اسے لکارنا اچھا نہیں  
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے رو بہ زار و نزار

### مولوی محمد حسین صاحب کا رویہ

اگر لیکھ رام کی پیشگوئی اور تمام واقعات کا مطالعہ کیا جائے تو مولوی محمد حسین بٹالوی کا رویہ دوغلا معلوم ہوتا ہے۔ براہین احمدیہ کی تصنیف اور بعد میں پیشگوئی کے وقت تک ان کا رویہ مثبت تھا۔ براہین احمدیہ پر شاندار ریویو لکھے اور پیشگوئی کے بارہ میں اچھے تاثرات کا اظہار بھی کیا۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نیک مشورہ دیتے ہوئے تحریر کیا:

”مرزا غلام احمد مولف براہین احمدیہ کے مبارزانہ دعوے“

”مولف براہین احمدیہ نے دین اسلام کی تائید جیسا کہ علمی طور پر کی اور اس باب میں کتاب براہین احمدیہ تالیف فرمائی ویسی ہی عملی طور پر اس کی تائید کرنی چاہی اور قرآن کی صداقت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر آسمانی نشانوں کی شہادت بہم پہنچا سکنے کی لوگوں کو اطلاع دی اس بات میں مبارزانہ دعاوی سے دنیا میں دھوم مچادی۔

تھوڑا عرصہ ہوا کہ انہوں نے اس باب میں ایک اشتہار اردو و انگریزی میں شائع کیا تھا۔ جس کا بیس ہزار پرچہ چھپ کر ہندوستان وغیرہ بلاد میں شائع ہوا اور اس کا ذکر اشاعت السنہ نمبر ۷ جلد ۷ میں ہو چکا ہے۔

اس کے بعد انہوں نے ایک خط اردو و انگریزی میں چھپوا کر شائع کیا جس کا مضمون یہ تھا کہ جس شخص کو قرآن کی صداقت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر آسمانی نشانوں کی شہادت مطلوب ہو وہ ہمارے پاس آکر ایک سال تک قیام کرے۔ اس اثناء میں خدا تعالیٰ اس کو آسمانی نشان مشاہدہ کرادے گا اور اگر بالفرض کوئی نشان آسمانی اس کے مشاہدہ

میں نہ آیا تو اس کو دو سو روپیہ ماہوار کے حساب سے ۲۴۰۰ سو روپیہ  
 حرجانہ خرچ خوراک و سکونت کے علاوہ دیا جائے گا۔

اس خط کی ہندو انگلینڈ وغیرہ بلاد میں خوب اشاعت ہوئی۔ ملکی  
 اخباروں کے ایڈیٹروں کے پاس بھی اس کی ایک ایک کاپی بھیجی گئی۔ ہر  
 مذہب و ملت مخالفین اسلام کے اکابر و مقتداؤں کے نام رجسٹریاں بھجوائی  
 گئیں جن کی رسیدیں بھی آگئیں جو مولف براہین احمدیہ کے پاس موجود  
 ہیں۔

مگر افسوس آج تک ان کی شروط و خط کی کسی فرقہ کے مقتداء نے  
 اجابت نہیں کی اور کسی سے دین حق کی طلب و تحقیق یا مولف براہین  
 احمدیہ کے امتحان کرنے کی جرات نہ ہو سکی۔

اکثر اشخاص نے تو اس خط کے جواب میں سکوت محض اختیار کیا اور  
 جس نے کچھ جواب دیا اس نے اصل مطلوب جواب سے چشم پوشی کر کے  
 کچھ اور ہی لکھ دیا جس کی تفصیل شاید مولف براہین احمدیہ حصہ پنجم کتاب  
 میں کریں گے۔ خاص کر مسکن مولف (قادیان ضلع گورداسپور) کے  
 ساکنین ہنود نے کسی قدر شرط مولف کو مانا اور اس باب میں ایک معاہدہ  
 لکھ دیا تھا جو متعدد اخباروں (وزیر ہند وغیرہ) میں مشتہر ہو چکا ہے مگر آخر  
 وہ معاہدہ بھی قائم نہ رہا۔ بعض ممبران آریہ سماج نے اس معاہدہ کو فسخ کر  
 دیا۔ اب ان کے خطوط و اشتہار کے جواب سے ہر طرح سے سکوت ہے  
 جس کے جانبین کے لوگ مختلف نتائج نکال رہے ہیں۔

ہم اس مقام میں اس خط اور اس کے دعاوی کی نسبت کوئی رائے قائم  
 کرنا نہیں چاہتے اور نہ فریق مخالف کے سکوت سے کوئی نتیجہ نکالتے ہیں۔  
 ہم صرف اپنے دوست و مکرّم برادر مولف براہین احمدیہ کو بطور مشورہ

آئندہ کے لئے یہ رائے دیتے ہیں کہ اب وہ امور مٹا کر معروضہ ذیل سے ایک امر ضرور اختیار کریں۔

۱۔ اشتہار کی میعاد میں تخفیف کریں اور بجائے ایک سال ایک مہینہ یا زیادہ سے زیادہ سال کا ربع (۳ مہینے) میعاد مقرر کریں اور بصورت عدم مشاہدہ نشان آسمانی حرجانہ وہی چوبیس سو روپیہ رہنے دیں۔

۲۔ یہ مناسب نہ سمجھیں تو لوگوں کو اپنے پاس بلانا ملتوی کریں بجائے اس کے ان کو گھر بیٹھے بیٹھے آسمانی نشان دکھادیں۔ جس کا وہ دور و نزدیک سے مشاہدہ و تصدیق کر سکیں مثلاً کسی عظیم انسان کے ایک وقت خاص میں مرجانے یا ایک وقت خاص میں پیدا ہونے کی پیشگوئی کریں اور اس کو بذریعہ عام اخبارات و اشتہارات مشتہر کرادیں۔ چنانچہ پہلے خاص طور پر دیانند سرسوتی وغیرہ کی موت سے وہ بعض لوگوں کو خبر دے چکے تھے جس کا ذکر وہ کتاب براہین احمدیہ میں کر چکے ہیں۔ ایسے واقعات کو منصف و طالبان حق ذاتی مشاہدہ یا عدم تسماع و شہادت سے تصدیق کر لیں گے اور مولف براہین احمدیہ کو اپنے دعویٰ میں سچا جان لیں گے۔ زبان سے مانیں خواہ نہ مانیں۔

۳۔ یہ نہ ہو سکے تو بالفعل عملی طور پر تائید کو ملتوی رہنے دیں۔ علمی تائید میں شب و روز مصروف ہوں اور کتاب براہین احمدیہ کے باقی حصے پورے کریں اور اس نقلی و عقلی دلائل سے دین اسلام کی تائید عمل میں لائیں۔

یہ اس لئے معروض ہوں کہ اس زمانہ آزادی میں طالب حق بہت کم ہیں اور جو ہیں وہ طرح طرح کے حجابوں (خود بینی، جمالت، نیچریت، فلسفیت وغیرہ) میں محمور ہیں۔ وہ ایسے دعاوی کو خیالات سمجھتے ہیں اور

ان کے مدعی کی کان لگا کر بات ہی سنتے نہیں چہ جائیکہ اس کی اجابت کریں اور طالب صادق بن کر اس کے پیچھے ہو چلیں۔ لہذا ان لوگوں کے سامنے دعویٰ ہو تو ایسا معجزہ ہو جو ان کا منہ بند کر دے جیسا کہ حضرت انبیاء علیہم السلام سے بعض اوقات وقوع میں آیا ہے۔ یہ نہ ہو سکے تو ظاہری اور علمی بحث و کلام پر اکتفا کیا جائے۔ یہ عقلی تجویز سے رائے دی گئی ہے۔ آئندہ آپ الہامی ہیں اپنی مصلحت و صواب دید کو الہام سے سمجھ سکتے ہیں۔“ (۱)

### مولوی محمد حسین کو دعوت قسم

جب واقعات قتل لیکھ رام نے حضرت مرزا صاحب کے حق میں فیصلہ دے دیا تو پھر مرزا صاحب کی مخالفت میں مولوی محمد حسین بٹالوی نے بھی ہندوؤں کا ساتھ دیا اور اس موقع پر گنگا بٹن کی مدد کو آدھکے۔ اس امر کی ذرا بھر پرواہ نہ کی کہ اس پیشگوئی کے پورا ہونے سے ان کے نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ثابت ہوئی ہے۔ انہوں نے تحریر اور تقریر ایہ مشہور کرنا شروع کر دیا کہ پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ چنانچہ رسالہ اشاعت السنہ جلد ۱۸ نمبر ۳ میں ”الہامی قاتل“ کے زیر عنوان لکھا:

”لیکھ رام والی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی میں قسم کھانے کو تیار ہوں مگر عذاب فوری ہو۔ ایک سال کی میعاد منظور نہیں۔“

اس کے جواب میں حضرت صاحب نے ایک اشتہار میں تحریر فرمایا کہ:

”صاحب الہام کے لئے الہام کی پیروی ضروری ہوتی ہے وہاں اللہ تعالیٰ

اس بات پر قادر ہے کہ چند ہفتہ میں ان پر عذاب نازل کرے مگر ہماری طرف سے ایک برس کی ہی میعاد ہوگی۔“

اور فرمایا کہ:

”ایک سال کی شرط بوجہ رعایت سنت اور الہامات متواترہ کے ہے۔“

اور یہاں تک تحریر فرمایا کہ:

”اے شیخ صاحب! یہ سزا اور عذاب جو قسم کے بعد ایک برس تک آپ پر وارد ہو گا اس میں معجزانہ شرط ہم نے رکھ دی ہے کہ وہ ایسا عذاب ہو کہ آپ نے اپنی پہلی زندگی میں اس کا مزہ نہ چکھا ہو۔ خواہ زمین سے ہو خواہ آسمان سے مگر ہر ایک عذاب فوق العادت ہو نا ضروری ہو گا۔“ (۱)

ایک اور موقع پر مولوی محمد حسین صاحب کے لئے ایک آسان راستہ تجویز کرتے ہوئے لکھا:

”مولوی محمد حسین صاحب اگر سچے دل سے یقین رکھتے ہیں کہ یہ پیشگوئی لیکھ رام والی جھوٹی نکلی تو انہیں مخالفانہ تحریر کے لئے تکلیف اٹھانے کی کچھ ضرورت نہیں۔ ہم خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اگر وہ جلسہ عام میں میرے روبرو قسم کھالیں کہ یہ پیشگوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں تھی اور نہ سچی نکلی اور اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے تھی اور فی الواقعہ پوری ہو گئی ہے تو اے قادر مطلق ایک سال کے اندر میرے پر کوئی عذاب شدید نازل کر۔ پھر اگر مولوی صاحب موصوف اس عذاب شدید سے

ایک سال تک بیچ گئے تو ہم اپنے تئیں جھوٹا سمجھ لیں گے اور مولوی صاحب کے ہاتھ پر توبہ کریں گے اور جس قدر کتابیں ہمارے پاس اس بارہ میں ہوں گی جلادیں گے اور اگر وہ اب بھی گریز کریں تو اہل اسلام خود سمجھ لیں کہ ان کی کیا حالت ہے اور کہاں تک ان کی نوبت پہنچ گئی ہے۔“ (۱)

مگر مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نے بھی لالہ گنگا بٹن داس کی طرح خاموشی اختیار کر لی۔



(۱) اشتہار ۱۱ اپریل ۱۸۹۷ء از مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۸۳ حاشیہ

## حرف. حرف

یہ پیشگوئی جس خارق عادت رنگ میں اپنی ایک ایک شق کے ساتھ پوری ہوئی اسے دیکھ کر ہر سعید الفطرت و رطہ حیرت میں پڑ گیا۔ اور یہ کہہ اٹھا کہ اسلام اور آریہ مذہب کا خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں برسوں سے ایک مقدمہ دائر تھا۔ اس اعلیٰ عدالت نے ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کے اجلاس میں مسلمانوں کے حق میں ایسی ڈگری دی کہ جس کی نہ کوئی اپیل اور نہ مرافعہ۔

لیکھ رام کے بھرپور طور پر مقابل پر آنے کے بعد خدا تعالیٰ نے رمضان المبارک ہی کے مہینہ میں اس کے واضح اور خارق عادت قتل کی خبر دی اور پانچ سال کے بعد رمضان ہی کے مبارک مہینہ میں فرشتہ قتل کے لئے متعین ہوا۔ اسی طرح اتوار کی رات کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کشف کے ذریعہ اس کا قتل ہونا بیان کیا گیا اور مہیب شکل کا فرشتہ دکھایا گیا۔ اس کی موت کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے اتوار کا دن ہی مقرر کر دیا۔

پنڈت لیکھ رام اور چھ کا عدد

پنڈت لیکھ رام کو اس دنیا میں بھی اور اپنے منطقی انجام تک پہنچنے میں بھی چھ کے عدد کے ساتھ بہت مناسبت رہی۔ لیکھ رام کا نام جو اس کے والدین نے تجویز کیا۔

چھ حروف (ل-ی-کھ-ر-ا-م) پر مشتمل ہے۔ ان حروف کے اعداد ۳۰۶ بنتے ہیں جو چھ پر تقسیم ہو جاتے ہیں۔ اس کے دائیں طرف بھی چھ ہے۔ اس طرح لیکھ رام کے نام کو چھ کے ساتھ شدید تعلق تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خبر دی کہ اس کے انجام کو بھی چھ سے شدید تعلق ہو گا اور اس کا کام چھ میں کیا جائے گا۔ جس کا ذکر باب ششم میں تفصیل سے پیشگوئی کے بیان میں آچکا ہے۔ جن میں ایک خبر یہ تھی۔

بقضی امر ہ فی ست کہ چھ میں اس کا کام تمام کر دیا جائے گا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس پیشگوئی کے عین مطابق لیکھ رام کے انجام کو بھی ۶ کے ہندسہ سے گہرا تعلق ثابت ہوا۔ پیشگوئی کے بعد چھ سال کے اندر مہینے کی تاریخ اور دن کے چھٹے گھنٹے شام ۶ بجے خدا تعالیٰ کے نبی ہاتھ نے اپنا کام کر دکھلایا۔ اور پھر نوبت علاج شروع ہونے سے چھٹے گھنٹے بعد اپنے منطقی انجام کو پہنچا۔ اس طرح 6 کا ہندسہ اپنی شکل و صورت کے لحاظ سے ”پھانسی کا پھندا“ بن کر اس کے سر پر منڈلاتا رہا اور یہ پیشگوئی لفظاً معنیاً ہر دو صورتوں میں پوری ہوئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس چھ کے ہندسہ کو ایک اور عمیق معنی دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اس پیشگوئی میں چھ برس کی معیاد تھی اور یہ عجیب نکتہ ہے کہ لیکھ رام کی موت شنبہ کے دن واقع ہوئی اور چونکہ چھ سال خدا کی کتابوں میں چھ دن سے مشابہہ ہوتے ہیں اس لئے ساتواں دن جو شنبہ کا دن ہے اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے لئے بہت موزوں تھا۔“ (۱)

یعنی چھ دن مکمل ہونے کے بعد اس پر قاتلانہ حملہ ہوا اور اگر SolarCalendar کے حساب سے دنوں کا شمار کیا جائے اور آغاز سوموار سے

(۱) تریاق القلوب از روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۱۷۲

کریں تو ہفتہ چھٹا دن بنتا ہے۔ ایک اور لحاظ سے بھی ۶ کا ہندسہ پورا ہوا۔ اور وہ اس طرح کہ اس کے بارہ میں ۱۸۹۳ء کے بعد کی ہیسٹوریوں کا جائزہ لیں تو یہ ہیسٹوری ۶ باتوں پر مشتمل ہے۔

اول: لیکھ رام پر عبرت ناک عذاب آئے گا جس کا نتیجہ موت ہو گا۔  
دوم: یہ عذاب چھ سال کے عرصہ میں آئے گا۔

سوم: یہ عذاب عید کے ساتھ کے دن آئے گا یعنی عید کے پہلے یا پچھلے دن۔  
چہارم: اس کی ہلاکت ایک ایسے شخص کے ذریعہ سے مقدر ہے۔ جس کی آنکھوں سے خون ٹپکتا ہو گا۔

پنجم: وہ ”تغبر ان محمد“ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کھنچی ہوئی تلوار کا نشانہ بن کر کفر کردار کو پینچے گا۔

ششم: اس کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے گا جو سامری کے بنائے ہوئے پھڑے سے کیا گیا تھا اور وہ یہ کہ اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا تھا اور پھر اسے جلا کر دریا میں ڈال دیا گیا تھا۔ (۱)

(۲) وبشرنی ربی و قال مبشرا

مستعرف یوم العید و العید اقرب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کو مخاطب کر کے ۱۶۸ اشعار پر مشتمل ایک عربی قصیدہ تحریر فرمایا۔ جس میں لیکھ رام کے بارہ میں اپنے ایک الہام کا ذکر مندرجہ بالا شعر میں کیا۔ جس میں کہا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بشارت دی ہے کہ تو عید کے دن کو پہچانے گا جبکہ نشان ظاہر ہو گا اور عید کا دن نشان کے دن

سے بہت قریب اور ساتھ ملا ہوا ہوگا۔

اس الہام میں وقت کے ساتھ ساتھ دن کا بھی تعین کر دیا گیا اور یہ الہام بھی دو اور دو چار کی طرح حرف بحرف پورا ہوا۔

یہ دن مسلمانوں اور ہندوؤں کے لئے عید کے دن تھے۔ مسلمان ۵ سے ۷ مارچ تک عید الفطر کی خوشیاں منا رہے تھے کہ ۶ مارچ یعنی عید کے دنوں میں سے درمیانی دن اس پر حملہ ہوا اور اگلے روز یعنی ۷ مارچ ہندوؤں نے خوشی منانے کے لئے مخصوص کر رکھا تھا۔ جب شدھ کرنے کی تحریک کا اعلان ہونا تھا۔ جس کا بانی مہانی خود پنڈت لیکھ رام تھا۔ چونکہ یہ پہلی شدھی تھی اس لئے اس روز ایک بڑے جلسے کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔ جس کے لئے ایک خاص پروگرام تیار کیا گیا تھا اور ارد گرد سے تمام آریہ لاہور جمع ہو رہے تھے۔ کیونکہ شدھ ہونے والے شخص کا وسیع پیمانہ پر چرچا کیا گیا تھا۔ جو بعد میں قاتل بنا۔

۲۔ مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے کئی قسم کی خوشیاں اکٹھی کر دیں۔ اول تو ۵ مارچ کو جمعہ تھا جو مسلمانوں کے لئے عید کے حکم میں آتا ہے۔ دوم عید الفطر جمعہ کے روز آئی اور سوم لیکھ رام کی ہلاکت نے اسلام کی صداقت پر جو مہر ثبت کی وہ اپنی ذات میں مسلمانوں کے لئے عید کی خوشی کا سبب بنا کیونکہ لیکھ رام کی ہلاکت صرف لیکھ رام کی ہلاکت نہ تھی بلکہ آریہ دھرم کی ہلاکت تھی۔

۳۔ ہفتہ یعنی سبت یہودیوں کے لئے عید کا دن ہوتا ہے۔

۴۔ گو سالہ سامری سے مشابہت کے پیش نظر عید کے قریب یہ واقعہ ہونا ضرور تھا۔

۵۔ اس الہام کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب ہو کر فرمایا:

”ستعرف ہوم العید کہ تو عید کو دیکھے گا یعنی تو زندہ رہے گا اور فریق ثانی

قتل ہو گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیشگوئی کے آغاز کے بعد ۲۲ سال تک اور قتل لیکھ رام کے بعد ۱۱ سال تک زندہ رہے اور اسلام اور احمدیت اور انسانیت کی بھرپور خدمت کی۔

### ۳۔ عجل جسد له خوار۔ نہ نصب و عذاب

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے اور کلیم اللہ کے لقب سے سرفراز ہونے کوہ طور پر گئے تو سامری نامی ایک شخص نے ان کی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تمام قوم کے زیورات اکٹھے کئے اور ان کو پگھلا کر پھڑے کا ہم شکل ایک جانور وضع کیا۔ جس کے منہ میں بھی اور پیٹھ میں بھی ایک مسلسل سوراخ ہونے کی وجہ سے ہوا کے اس رخ پر چلنے پر اس میں سے سیٹی بجنے کی آواز آتی تھی جس کی وجہ سے ساری قوم اس عجل یعنی پھڑے کی سیٹی بجنے کی خوبی کی وجہ سے اسے دیتا تصور کر بیٹھی اور اس کی پرستش شروع کر دی۔

لیکھ رام کے حوالے سے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا کی طرف توجہ کی تو اللہ جل شانہ کی طرف سے یہ الہام ہوا۔

”عجل جسد له خوار نہ نصب و عذاب یعنی یہ صرف ایک بے جان گوسالہ ہے جس کے اندر سے ایک مکروہ آواز نکل رہی ہے اور اس کے لئے ان گستاخیوں اور بدزبانیوں کے عوض میں سزا اور رنج کا عذاب مقدر ہے جو ضرور اس کو مل کر رہے گا۔“

گویا کہ الہام الہی میں لیکھ رام کا نام عجل رکھا جو بہت پر حکمت اور وسیع مفہوم لئے ہوئے ہے کئی رموز غیبیہ کے اشارے اس میں موجود ہیں۔ ان میں ایک یہ ہے کہ ہندو قوم نے لیکھ رام کو بہت بڑھا چڑھا کر ایک گوسالہ کی طرح بنا دیا تھا۔ حالانکہ اس کے اندر نہ روحانیت تھی اور نہ کوئی علم۔ وہ ایک بے جان جسد کی طرح تھا جو گوسالہ کی

طرح مہمل، لغو اور بے ہودہ کلام کرتا تھا۔ اور اس کے ساتھ یہ بتایا کہ اس کے لئے نصب ہے یعنی خنجر سے اس پر حملہ کیا جائے گا۔ اور اس وقت اس کے منہ سے پھڑے یا بیل کی سی آواز نکلے گی۔ اور یہی وہ آواز تھی جسے سن کر اس کی بیوی اور ماں اس کمرے کی طرف لپکی تھیں جس میں حملہ ہوا تھا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

» جب لیکھ رام نے نہایت اصرار کے ساتھ اپنی موت کے لئے مجھ سے بیٹگونی چاہی تو مجھے دعا کے بعد یہ الہام ہوا **عجل جسدہ خوار لہ** نصب و عذاب یعنی یہ ایک بے جان گوسالہ ہے جس میں مارے جانے کے وقت گوسالہ کی طرح ایک آواز نکلے گی اور اس میں جان نہیں اور اس کے لئے نصب اور عذاب ہے۔ لسان العرب میں جو لغت عرب میں ایک پرانی اور معتبر کتاب ہے لفظ نصب کے معنی علاوہ اور کئی معنوں کے ایک یہ بھی لکھے ہیں کہ جب کہا جائے **نصب فلان لفلان** تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ کسی شخص نے اس شخص پر جان لینے کے لئے حملہ کیا اور دشمنی کی راہ سے اس کے فنا کرنے کے لئے پوری کوشش کی۔ چنانچہ لسان العرب کے اس مقام میں اپنے لفظ یہ ہیں **نصب فلان بفلان نصباً اذا قصدہ و عاداہ و تجرد لہ** جس کے یہی معنی ہیں جو اوپر کئے گئے ہیں۔ دیکھو لسان العرب لفظ نصب صفحہ ۲۵۸ سطر ۲ اور خوار کا لفظ لغت عرب میں گوسالہ کی آواز کے لئے آتا ہے۔ لیکن جب انسان پر اس لفظ کا استعمال کرتے ہیں تو اس موقع پر کرتے ہیں جبکہ کوئی مقتول قتل ہونے کے وقت گوسالہ کی طرح آواز نکالتا ہے جیسا کہ اسی لسان العرب میں خوار کے لفظ کے بیان میں صفحہ ۳۴۵ میں ان معنوں کی تصدیق کے لئے ایک حدیث لکھی ہے اور وہ یہ ہے کہ **وفی حدیث مقتل ابی ابن خلف**

فخر بخور کما بخور الثور یعنی جب ابی بن خلف قتل کیا گیا تو یوں  
آواز نکالتا تھا جیسے کہ بیل آواز نکالتا ہے اور کبھی خوار کا لفظ عرب کی زبان  
میں اس ہتھیار کی آواز پر بولا جاتا ہے جو چلایا جاتا ہے چنانچہ لسان العرب  
کے اسی صفحہ ۳۴۵ میں ایک نامی شاعر عرب کا اس محاورہ کے حوالہ میں  
ایک شعر لکھا ہے اور وہ یہ ہے:

بخرن اذا انفزن فی ماقط الندی

و ان کان ہو ما ذا اھا ضیب مخضلا

یعنی ان تیروں میں سے جو چلائے جاتے ہیں اور پھر نکالے جاتے ہیں  
گو سالہ کی آواز کی طرح ایک آواز آتی ہے۔ اگرچہ ایسا دن جس میں  
متواتر بارش ہوئی ہو اور ہر ایک چیز کو تر کر دیتا ہو..... غرض اس  
نہایت معتبر کتاب سے جو لسان العرب ہے ثابت ہوتا ہے کہ خور اور خوار  
کے لفظ کو انسان پر اس حالت میں بھی بولتے ہیں کہ جب وہ قتل ہونے کے  
وقت فریاد کرتا ہے اور قتل کے وقت جو ہتھیار کی آواز ہوتی ہے اس کا نام  
بھی خوار ہے۔“ (۱)

گو سالہ نام رکھنے میں یہ اشارہ بھی تھا کہ اس کے ساتھ گو سالہ سامری والا سلوک کیا  
جائے گا۔ عید کے دنوں میں گو سالہ سامری کی طرح غضب الہی کے نیچے آئے گا اور  
جیسا کہ گو سالہ سامری ٹکڑے ٹکڑے کر کے جلایا گیا تھا ایسا ہی لیکھ رام کے ساتھ معاملہ  
ہو گا۔

اول قاتل نے باوجود ہزاروں طرح کی حفاظتوں اور ہوشیاریوں کے کس  
طرح خدا تعالیٰ سے ارادہ سے روز روشن میں چھری چلا کر اس کی انتڑیوں کو ٹکڑے

(۱) تریاق القلوب از روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۳۷۹-۳۸۰

نکڑے کیا اور چھری کو پیٹ میں گھونپ کر خوب گھمایا جس سے اس کی انتڑیاں کٹ کر باہر لٹک گئیں اور ان کو اندر دھکیل کر ہسپتال پہنچایا گیا۔ جہاں ڈاکٹر پیری نے اس کا آپریشن کیا اور مرنے کے بعد نعش کا پوسٹ مارٹم ہوا۔ اس طرح انسانی ہاتھوں سے تین دفعہ خوب نکڑے نکڑے ہوئے۔ پھر گوسالہ سامری کی طرح جلایا گیا اور دریا برد کر دیا گیا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس سارے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے

فرماتے ہیں:

”میں نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ لیکھ رام گوسالہ سامری کی طرح نکڑے نکڑے کیا جائے گا اور اس میں یہ اشارہ تھا کہ جیسا کہ گوسالہ سامری شنبہ کے دن نکڑے نکڑے کیا گیا تھا یہی لیکھ رام کا حال ہو گا اور یہ اس کے قتل کی طرف اشارہ تھا۔ چنانچہ لیکھ رام شنبہ کے دن قتل کیا گیا اور ان دنوں میں شنبہ سے پہلے جمعہ کے دن مسلمانوں کی عید ہوئی تھی۔ ایسا ہی گوسالہ سامری بھی شنبہ کے دن نکڑے نکڑے کیا گیا تھا اور وہ یہود کی عید کا دن تھا اور گوسالہ سامری نکڑے نکڑے کرنے کے بعد جلایا گیا تھا۔ ایسا ہی لیکھ رام بھی نکڑے نکڑے کرنے کے بعد جلایا گیا۔ کیونکہ اول قاتل نے اس کی انتڑیوں کو نکڑے نکڑے کیا اور پھر ڈاکٹر نے اس کے زخم کو زیادہ کھولا اور بالآخر جلایا گیا اور پھر گوسالہ سامری کی طرح اس کی ہڈیاں دریا میں ڈالی گئیں۔ اور خدا تعالیٰ نے گوسالہ سامری سے اس لئے اس کو تشبیہ دی کہ وہ گوسالہ محض بے جان تھا اور اس زمانہ کے ان کھلونے کی طرح تھا جن کی کل دبانے سے آواز نکلتی تھی۔ اسی طرح اس گوسالہ میں سے ایک آواز نکلتی تھی۔ پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ دراصل لیکھ رام بے جان تھا اور اس میں روحانی زندگی نہیں آئی تھی۔ اور اس کی آواز محض گوسالہ

سامری کی طرح تھی اور سچا علم اور سچا گیان اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق اور سچی محبت اس کو نصیب نہیں تھی۔ یہ آریوں کا قصور تھا کہ اس بے جان کو جس میں روحانیت کی جان نہ تھی اور محض مردہ تھا اس مقام پر کھڑا کر دیا جس پر کوئی زندہ کھڑا ہونا چاہیے تھا۔ اس لئے اس کا گو سالہ سامری کی طرح انجام ہوا۔“ (۱)

پھر فرمایا:

”یہ گو سالہ بے جان ہے جس میں سے مہمل آواز آرہی ہے پس اس کے لئے دکھ کی مار اور عذاب ہے۔“ (۲)

گو سالہ سامری سے ایک اور مشابہت یہ ہے کہ گو سالہ سامری کو جلانے اور دریا برد کرنے کا کام ایک روز بعد ہوا تھا۔ خدا تعالیٰ کی شان مسیح موعود علیہ السلام کے دور کے گو سالہ کی ہلاکت میں بعینہ دیکھنے میں آئی۔ اس پر حملہ تو ۶ مارچ شام ۶ بجے ہو چکا تھا۔ مگر اس کی وفات اگلے روز اتوار کو ہوئی جب اس کی ار تھی جلا کر دریائے راوی میں بہادی گئی۔ اس طرح اتوار کے دن مر کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس خواب اور کشف پر مہر تصدیق ثبت کر گیا جو آپ نے اتوار ہی کے روز دیکھی تھی جس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”خروج باب ۳۲ سے ثابت ہوتا ہے کہ گو سالہ سامری کے نیست و نابود کرنے کا ارادہ یہود کی عید کے دن میں کیا گیا تھا مگر آگ میں جلانا اور باریک پینا اور غبار کی مانند بنانا جیسا کہ ۲۰/۳۲ خروج میں لکھا ہے یہ فرصت طلب کام تھا اس بڑے کام نے ضرور رات کا کچھ حصہ لیا ہو گا

(۱) حقیقتہ الوحی از روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۹۶

(۲) استفتاء از روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۱۸

کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس وقت اترے تھے جب گو سالہ پرستی کا میلہ خوب گرم ہو گیا تھا اور یہ وقت غالباً دوپہر کے بعد میں ہو گا اور پھر کچھ عرصہ ناراضگی اور غضب میں گذرا۔ لہذا یہ قطعی امر ہے کہ سونے کا جلانا اور خاک کی طرح کرنا کچھ حصہ رات تک جو دوسرے دن میں محسوب ہوتے ہی ختم ہوا ہو گا۔“ (۱)

ایک اور مشابہت اور مناسبت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”جنہوں نے گو سالہ پرستی کی ان پر غضب کا عذاب پڑے گا اور دنیا کی زندگی میں ان کو ذلت پہنچے گی اور اسی طرح ہم دو سرے مفتریوں کو سزا دیں گے اور یہ ایک لطیف اشارہ ان گو سالہ پرستوں کی طرف بھی ہے جو اس دو سرے گو سالہ یعنی لیکھ رام کی پرستش کرنے میں ظلم اور خونریزی کے ارادوں تک پہنچ گئے۔ خدا تعالیٰ کے علم سے کوئی شے باہر نہیں وہ خوب جانتا تھا کہ ہندو بھی لیکھ رام کی پرستش کر کے اس کو گو سالہ بنائیں گے اس لئے اس نے کذالک کے لفظ سے لیکھ رام کے قصہ کی طرف اشارہ کر دیا۔ توریت خروج باب ۳۲ آیت ۳۵ سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر گو سالہ پرستی کے سبب سے موت بھیجی تھی یعنی ایک وہاں میں پڑ گئی تھی جس سے وہ مر گئے تھے اور اس عذاب کی خبر کے وقت اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ جو لوگ ایمان لائیں گے میں ان کو نجات دوں گا جیسا کہ فرماتا ہے والذین عملوا السیئمت ثم تابوا من بعدھا واسنوا ان ربک من بعدھا لغفور رحیم یعنی جنہوں نے گو سالہ پرستی کی دھن میں برے کام کیے پھر بعد اس کے توبہ کی اور ایمان

(۱) سراج منیر از روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۶۸ حاشیہ

لائے تو خدا تعالیٰ ایمان کے بعد ان کے گناہ بخش دے گا اور ان پر رحم کرے گا کیونکہ وہ غفور اور رحیم ہے۔“ (۱)

پھر فرماتے ہیں:

”میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ خون ان کی گردن پر ہے وہ باوجود اس قدر جوش کے اپنی طبیعت میں ایک سادگی بھی رکھتا تھا کیونکہ شریر لوگوں کی باتوں سے بغیر تفتیش اور تفحص کے متاثر ہو جاتا تھا۔ اسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے اس کو ایک گوسالہ سے مشابہت دی۔ بہر حال ہم اس کی ناگہانی موت سے بغیر افسوس کے نہیں رہ سکتے۔ مگر کیا کیا جائے کہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مقدر تھا وہ پورا ہونا ضروری تھا.....“ (۲)

اوپر بیان شدہ ہر دو پیشگوئیوں کا یکجائی طور پر ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ حضرت صاحب فرماتے ہیں:

”اور یہ الہام کہ عجل جسدہ خوار۔ لہ نصب و عذاب جس کا ابھی ہم ذکر کر چکے ہیں یعنی لیکھ رام گوسالہ سامری ہے اور اسی گوسالہ کی طرح اس کو عذاب ہو گا یہ نہایت پر معنی الہام ہے جو گوسالہ سامری کی مشابہت کے پیرایہ میں نہایت اعلیٰ اسرار غیب کے بیان کر رہا ہے۔ منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ گوسالہ سامری یہودیوں کی عید کے دن میں نکلے گا نکلے گا کیا گیا تھا۔ جیسا کہ تورات خروج باب ۳۲ آیت ۵ سے ثابت ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہارون نے یہ کہہ کر منادی کی کہ کل خداوند کی عید ہے سو ایسا ہی اسلامی عید کے دن کے قریب یعنی ۶ مارچ ۱۸۹۳ء (۱۸۹۷ء مراد ہے۔ کاتب کی غلطی سے ۹۳ء لکھا گیا ہے۔ ناقل) کو لیکھ

(۱) سراج منیر از روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۷۰

(۲) حقیقتہ الوحی از روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۸۱

رام قتل ہوا اور گو سالہ سامری کے تباہ کرنے کے لئے خدا کی کتابوں میں  
 عید کے دن کی خصوصیت تھی وہ عید کے دن کا ہی واقعہ تھا جبکہ گو سالہ  
 سامری خدا کے حکم سے پیسا گیا۔ لہذا خدا تعالیٰ نے لیکھ رام کا نام گو سالہ  
 سامری رکھ کر ایک ایسا لفظ استعمال کیا جو اس بات پر دلالت التزامی کر رہا  
 تھا کہ لیکھ رام بھی عید کے دنوں میں ہی قتل کیا جائے گا اور اگرچہ خدا  
 تعالیٰ کے کلام کے باریک بھید جاننے والے گو سالہ سامری کا نام رکھنے سے  
 اور پھر اس عذاب کا ذکر کرنے سے سمجھ سکتے تھے کہ ضرور ہے کہ لیکھ رام  
 کی موت بھی اپنے دن کے لحاظ سے گو سالہ سامری کے تباہی کے دن سے  
 مشابہ ہوگی مگر پھر بھی خدا تعالیٰ نے اپنے الہام میں اس اجمال پر اکتفا نہیں  
 کیا بلکہ صریح لفظوں میں فرمادیا کہ **مستعرف یوم العید والعید اقرب**  
 یعنی لیکھ رام کا واقعہ قتل ایسے دن میں ہو گا جس سے عید کا دن ملا ہوا ہو گا  
 اور یہ پیشگوئی کہ عید کے دن کے قریب لیکھ رام کی موت ہوگی ہماری  
 طرف سے ایک ایسی مشہور خبر تھی کہ ہندوؤں نے لیکھ رام کے مرنے کے  
 ساتھ ہی شور مچا دیا کہ یہ شخص پہلے سے کہتا تھا کہ لیکھ رام عید کے دنوں  
 میں مرے گا۔ جیسا کہ پرچہ سماچار پنجاب وغیرہ ہندو اخباروں نے اس پر  
 بہت ہی زور دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ بعض شریر ہندوؤں نے پیشگوئی کی یہ  
 تفصیلیں ہمارے منہ سے سن کر اس وقت ایک غیر ممکن امر کی طرح کسی  
 وقت ہمیں ملزم کرنے کے لئے انہیں یاد رکھا تھا یعنی یہ خیال تھا کہ ایسی  
 کھلی کھلی نشانیاں ہرگز پوری نہیں ہوں گی اور ہم پیچھے سے شرمندہ کریں  
 گے مگر جب لیکھ رام حقیقت میں عید کے دوسرے دن مارا گیا تو ان  
 پیشگوئیوں کو دوسرے پہلو پر ناقابل اعتبار کرنا چاہا یعنی یہ کہ عید کا دن  
 پہلے سے سوچ سمجھ کر باہمی مشورہ سے قرار دیا گیا تھا۔ لیکن اگر یہی سچ تھا تو

۲۶۶  
کیوں لیکھ رام کی عید کے دنوں میں پوری حفاظت نہ کی گئی۔ وہ منصوبہ  
پیش نہ جاتا جس کا آریوں کو کئی برسوں سے علم تھا عجیب اتفاق یہ ہو کہ  
جس دن لیکھ رام کی جان نکلی یعنی اتوار کاروزوہ آریوں نے خاص ایب  
عید کا دن ٹھہرایا تھا۔ اول تو وہ خود اتوار کا دن تھا جو ہندوؤں کی عیدوں  
میں سے ایک عید ہے۔ دوسرے قاتل کے شدھ کرنے کے لئے جو اپنے  
تیں نو مسلم ظاہر کرتا تھا وہ ایک خوشی کا دن ٹھہرایا گیا تھا۔ جس میں جلہ  
عام میں قاتل کو پھر ہندو بنانے کا ارادہ تھا۔

غرض عجل کا نام جو لیکھ رام کو الہام الہی نے دیا یہ ایک نہایت دقیق  
راز اپنے اندر رکھتا تھا اور کئی رموز غیبیہ کے اشارے اس میں بھرے  
ہوئے تھے۔ ایک تو یہی جو عید کے دنوں میں گو سالہ سامری کی طرح  
غضب الہی کے نیچے آنا۔ دوسرے یہ کہ گو سالہ سامری انسان کے ہاتھ  
سے ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا اور پھر جلایا گیا اور پھر دریا میں ڈالا گیا۔ چنانچہ  
یہ تینوں باتیں لیکھ رام کے ساتھ بھی ظہور میں آئیں۔ تیسرے یہ کہ گو سالہ  
سامری کی پرستش کی گئی تھی اور خدا نے اس قوم پر ایک وبا کی بیماری بھیجی  
جو غالباً طاعون تھی۔ جیسا کہ توریت باب ۳۲ آیت ۲۵ میں ہے کہ خداوند  
نے ان کے پچھڑے بنانے کے سبب.... لوگوں پر مری بھیجی۔ ایسا ہی لیکھ  
رام کی بھی تعریف پرستش تک پہنچائی گئی اور مسلمانوں کو ناحق دکھ دیا گیا۔  
یہ لوگ خوب اپنے دلوں میں سمجھتے تھے کہ یہ خدا کا نعل ہے۔ پیسٹکوئی  
کرنے والے کا منصوبہ نہیں ماہم بار بار فریاد کر کے گورنمنٹ سے اس  
راقم کی گھر کی تلاشی کرائی۔ اور بہت سا بے جا شور ڈال کر گو سالہ پرستوں  
سے مشابہت پوری کی۔ کوئی کیا جانتا ہے کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے پر ہم  
اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ جو خدا نے مشابہت بیان فرمائی وہ پوری

## ۴۔ خیر الما کرین کے الفاظ پورے ہونا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا کے مکر کرنے کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے

فرماتے ہیں:

”اس جگہ لیکھ رام نے نشان مانگنے کے وقت خدا تعالیٰ کا نام خیر الما کرین رکھا۔ اور خدا تعالیٰ کے بارے میں ما کر کا لفظ اس صورت میں بولا جاتا ہے کہ جب وہ باریک اسباب سے مجرم کو ہلاک یا ذلیل کرتا ہے۔ پس لیکھ رام کے منہ سے خود وہ الفاظ نکل گئے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنی موت کا نشان مانگتا تھا یعنی ایسا نشان جس کے اسباب بہت باریک ہوں۔ سو خدا کی قدرت ہے کہ اسی طرح اس کی موت ہوئی اور ایسے قاتل کے ہاتھ سے مارا گیا جس کی کارروائی ہر ایک کو نہایت تعجب میں ڈالتی ہے کہ کیونکر اس نے عین روز روشن میں حملہ کیا اور کیونکر آباد گھر میں ہاتھ اٹھانے کی اس کو جرات ہوئی اور کیونکر وہ چھری مار کر صاف نکل گیا اور پھر کیونکر ہندوؤں کی ایک آباد گلی میں باوجود مقتول کے وارثوں کے شور ڈالنے کے پکڑا نہ گیا۔ سو جب ہم ان واقعات کو غور سے سوچتے ہیں فی الفور طبیعت اس طرف چلی جاتی ہے کہ یہی وہ کام ہے جس کو خیر الما کرین کی طرف منسوب کرنا چاہیے۔ ہم لکھ چکے ہیں کہ خدا کا نام قرآن شریف کی رو سے خیر الما کرین اس وقت کہا جاتا ہے کہ جب وہ کسی مجرم مستوجب سزا کو باریک اسباب کے استعمال سے سزا میں گرفتار کرتا ہے۔

یعنی ایسے اسباب اس کی سزا کے اس کے لئے مہیا کرتا ہے کہ جن اسباب کو مجرم کسی اور ارادہ سے اپنے لئے آپ مہیا کرتا ہے۔ پس وہی اسباب جو اپنی بہتری یا ناموری کے لئے مجرم جمع کرتا ہے وہی اس کی ذلت اور ہلاکت کا موجب ہو جاتے ہیں۔ قانون قدرت صاف گواہی دیتا ہے کہ خدا کا یہ فعل بھی دنیا میں پایا جاتا ہے کہ وہ بعض اوقات بے حیا اور سخت دل مجرموں کی سزا ان کے ہاتھ سے دلواتا ہے۔ سو وہ لوگ اپنی ذلت اور تباہی کے سامان اپنے ہاتھ سے جمع کر لیتے ہیں اور ان کی نظر سے وہ امور اس وقت تک مخفی رکھے جاتے ہیں جب تک خدا تعالیٰ کی قضا و قدر نازل ہو جائے۔ پس اس مخفی کارروائی کے لحاظ سے خدا کا نام ماکر ہے دنیا میں ہزاروں نمونے اس کے پائے جاتے ہیں۔ سو لیکھ رام کے معاملہ میں خدا کا مکر یہ ہے کہ اول اسی کے منہ سے کہلوایا کہ میں خیر الما کرین سے اپنی نسبت نشان مانگتا ہوں۔ سو اس درخواست میں اس نے ایسا عذاب مانگا جس کے اسباب مخفی ہوں اور ایسا ہی وقوع میں آیا کیونکہ جس شخص کو شدہ کرنے کے لئے اس نے اتوار کا دن مقرر کیا تھا اور اتوار کے دن آریوں کا ایک خوشی کا جلسہ قرار پایا تھا جیسا کہ عید کا دن ہوتا ہے۔ تا اس شخص کو شدہ کیا جائے۔ سو وہی خوشی کے اسباب اس کے لئے اور اس کی قوم کے لئے ماتم کے اسباب ہو گئے اور خیر الما کرین کے نام کو خدا تعالیٰ نے تمام آریوں کو خوب سمجھا دیا۔“ (۱)

خیر الما کرین کے الفاظ پورے ہونے کے بارہ میں مزید فرمایا:

”میں نے غور کیا ہے کہ مکر کا لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسیح علیہ السلام کے لئے قرآن میں آیا ہے اور میرے لئے بھی یہ لفظ براہین میں آیا

(۱) استغناء از روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۱۵-۱۱۶ حاشیہ

ہے سو یسوع علیہ السلام کے قتل کے لئے بھی ایک مخفی منصوبہ کیا گیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی کیا گیا تھا اور یہاں بھی منصوبے ہوئے اور اپنے طور پر آج کل بھی فرق نہیں کیا جاتا۔ مگر خدا تعالیٰ کا مکر ان سب پر غالب آیا۔ مگر مخفی اور لطیف تدبیر کو کہتے ہیں۔ لیکھ رام نے اپنے خطوط میں یہی لکھا تھا کہ خیر الما کرین سے میرے لئے کوئی نشان طلب کرو۔ جب خدا تعالیٰ باریک اسباب سے مجرم کو ہلاک یا ذلیل کرتا ہے اور اپنے بندہ کو جو راست باز ہوتا ہے۔ دشمن کے منصوبوں اور شرارتوں سے محفوظ رکھتا ہے اس وقت اس کا نام خیر الما کرین بیان ہوتا ہے۔ یعنی ایسے اسباب مجرم کی سزا کے لئے مہیا کرتا ہے کہ جن اسباب کو وہ اپنے لئے کسی اور غرض سے مہیا کرتا ہے۔ پس وہی اسباب جو بہتری کے لئے بناتا ہے ہلاکت کا باعث بنتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مسیح کو ایسے طرز پر بچایا کہ وہ اسباب جو ان کی ہلاکت کے لئے جمع ہوئے تھے ان کی زندگی کا موجب ثابت ہوئے اور ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے کفار مکہ کے منصوبوں سے بچالیا اور اسی طرح پر یہاں بھی اس کا وعدہ ہے۔

اگر کوئی یوں کہے کہ وہاں ہی محفوظ کیوں نہ رکھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ سنت اللہ یہ نہیں ہے بلکہ خدا اپنا علم دکھانا چاہتا ہے۔ اس لئے وہاں سے نکال لیتا ہے۔“ (۱)

۵۔ یہ سب ”خدا کا فعل تھا“

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر لیکھ رام کے قتل کی سازش کرنے کا الزام لگایا جاتا ہے مگر واقعات کے تمام قرائن بتلاتے ہیں کہ یہ سازش نہیں بلکہ یہ سب ”خدا کا

فعل "تھا۔ جو خدا تعالیٰ نے اپنا جلال ظاہر کرنے کے لیے اپنے الفاظ پورے کئے۔  
حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"لیکھ رام کے معاملہ میں غیب کا ہاتھ کام کرتا ہوا صاف طور پر دکھائی دیتا ہے۔ اس شخص (یعنی قاتل) کا شدھ ہونے کے لئے اس کے پاس آنا۔ اس کا اس پر بھروسہ کرنا یہاں تک کہ اپنے گھر میں بلا تکلف اس کو لے جانا۔ شام کے وقت دیگر ملاقاتیوں کا چلا جانا۔ ان کا اکیلا رہ جانا۔ عین عید کے دوسرے دن اس کا اس کام کے لئے عازم ہونا لیکھ رام کے لکھتے لکھتے کھڑے ہو کر انگڑائی لینا اور اپنے پیٹ کو سامنے نکالنا اور چھری کا وار کاری پڑنا۔ مرتے دم تک اس کی زبان کو خدا کا ایسا بند کرنا کہ باوجود ہوش کے اور اس علم کے کہ ہم نے اس کے برخلاف پیشگوئی کی ہوئی ہے ایک سیکنڈ کے واسطے اس شبہ کا اظہار بھی نہ کرنا کہ مجھے مرزا صاحب پر شک ہے۔ پھر آج تک اس کے قاتل کا پتہ نہ چلنا یہ سب خدا تعالیٰ کے فعل ہیں جو بہت ناک طور پر اس کی قدرت اور طاقت کا جلوہ دکھا

رہے ہیں۔" (۱)

آئیں اس عبارت کا واقعاتی تجزیہ کریں کہ باوجود تمام تر وسائل ہونے اور انہیں بروئے کار لانے کے قاتل نہ پکڑا گیا اور تمام شواہد نے گواہی دی کہ یہ سب خدا کا فعل تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سازش نہ تھا۔

۱۔ قاتل اٹھارہ بیس دن لیکھ رام کے ساتھ رہا۔ لیکھ رام کے حواری لیکھ رام کو اس کے بارہ میں متنبہ کرتے رہے جیسا کہ شردھانند نے لیکھ رام کی ہندی سوانح عمری میں لکھا ہے:

(۱) ملفوظات جلد اول طبع جدید صفحہ ۲۵۷

”پنڈت لیکھ رام کو کئی مقامات سے آریہ بھائی خبردار کر رہے تھے کہ محمدی لوگ ان کے مرواڈالنے کی فکر میں ہیں مگر انہوں نے اس اجنبی کے بارے میں کچھ بھی تحقیق نہ کی کہ وہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے۔ نہ اس کے متعلق کوئی پتہ تھا کہ وہ رات کو کہاں رہتا ہے؟“

مگر اس قاتل کا تاپتہ لیکھ رام نے پوچھنا اس کے کسی حواری نے بلکہ کہا کہ یہ مرزا کی سازش تھی۔

ii - قاتل عرصہ قریباً تین ہفتہ لیکھ رام کے ہمراہ رہا۔ آریوں نے اسے خوب جانا پہچانا ہو گا۔ اس کے نقش دیکھے ہوں گے۔ اس سے شناسائی حاصل کرنے کی کوشش کی ہوگی۔ مگر قتل کے بعد دنیا بھر میں کوئی آریہ اسے شناخت کرنے والا نہ ملا۔ وہ لیکھ رام کی ماں، دھرم پتی اور نیچے مکان کے رہنے والے جیون داس کے کنبہ کی آنکھوں میں دھول جھونکتا ہوا نہایت اطمینان قلب اور بے باکی سے غائب ہو گیا۔ نہ گلی والوں نے نہ بازار والوں نے اس کو بھاگتے ہوئے دیکھا۔ بلکہ بقول مسٹر ٹی سی گجراتی آریہ ۔

چھائیں مائیں ہو گیا ہتھ نہ آیا فیر

کیا یہ حضرت مرزا صاحب کی سازش تھی، نہیں، ہرگز نہیں۔ یہ خدا کی ایک جلالی اور قادرانہ تجلی تھی جو اسلام کی صداقت اور حقانیت کے لئے اپنے پورے کمال کے ساتھ ظاہر ہوئی۔

iii - لیکھ رام ملتان سے سکھر جانے والے تھے مگر بوجہ طاعون وہاں جانے سے روک دیئے گئے پھر مظفر گڑھ کا پروگرام بنا وہ بھی توڑ نہ چڑھا اور ملتان سے سیدھے لاہور ۶ مارچ کی دوپہر پہنچ گئے۔ کون ان کو کھینچ کر مقتل لایا۔ کیا حضرت مرزا صاحب کی سازش تھی۔ یہ سب خدا کا فعل تھا۔

iv - قاتل نے بقول شرد بانند اس روز ۱۸ مرتبہ لیکھ رام کے مکان۔ سبھا کے دفتر اور ریلوے اسٹیشن کا چکر لگایا۔ اس کی وجہ سوائے اس کے کہ اس کو یقین کامل تھا کہ

وہ مارچ کو ضرور لاہور آئیں گے اور کوئی نہیں ہو سکتی ورنہ اس دور میں اتنی جلدی اطلاع کا ذریعہ بھی نہ تھا۔ سو سال قبل نہ تو فون تھا اور نہ تار کا نظام فعال تھا۔ قاتل کو اس روز تمام کاموں سے روکے رکھنا کیا مرزا صاحب کی سازش تھی یا خدا کا فعل۔

v- قاتل کو لیکھ رام کے آنے پر بخار ہو گیا۔ ڈاکٹر کے پاس لے گئے ڈاکٹر ٹیکہ لگانا چاہتا تھا مگر قاتل نے انکار کر دیا جس پر لیکھ رام نے پینے والی دوائی دلوادی۔ کس نے لیکھ رام کو ٹیکہ لگوانے سے روکا تھا اور اس کا خیر اوڑھی ہوئی چادر کے اندر ہی چھپا ہوا رہ گیا۔ کیا یہ مرزا صاحب کی سازش تھی یا خدا کا فعل تھا۔

vi- کس نے لیکھ رام کو تھکاوٹ کی بناء پر جو مسلسل سفر کرنے اور پنڈت دیانند کی سوانح عمری لکھنے کی وجہ سے تھی آنکھیں بند کر کے انگڑائی لینے کو کہا تھا کہ موقعہ دیکھتے ہی قاتل نے پھرتی سے چھری پیٹ کے اندر گھسیڑ کر اس طرح گھمائی کہ انتڑیاں باہر نکل آئیں کیا یہ مرزا صاحب کی سازش تھی یا خدائی فعل۔

vii- لیکھ رام کو نزع کی حالت میں کس نے یہ بیان دینے سے روکے رکھا کہ میں مرزا کی سازش سے قتل ہوا ہوں جبکہ پولیس اس کے ارد گرد بیان لینے کے لئے منڈلاتی رہی اور وہ حملہ کے بعد آٹھ گھنٹے تک زندہ رہا۔ کیا یہ منصوبہ مرزا صاحب کی سازش سے تکمیل کو پہنچا۔ یا صرف اور صرف خدا کا فعل تھا۔

غرض رکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے

بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے



# مصدقین

لیکھ رام کی ہلاکت کا نشان

در حقیقت ایک عظیم الشان نشان تھا جس کے ساتھ میعاد بتلائی گئی تھی۔ وقت بتلایا گیا تھا۔ دن بتلایا گیا تھا اور صورت موت بتلائی گئی تھی اور یہ بھی بتلایا گیا تھا کہ یہ دعا ہے جو قبول ہوئی۔ بلکہ سرسید احمد خان صاحب مرحوم کو پیشگوئی کے ظہور سے پہلے ایک چھپے ہوئے اشتہار کے ذریعہ سے لکھا گیا تھا کہ آپ کو جو دعا قبول ہونے میں شک ہے لیکھ رام کی پیشگوئی کا مقدمہ آپ کے سمجھنے کے لئے کافی ہو گا کہ کس طرح خدا تعالیٰ دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔

اس عالی شان طریقے سے پیشگوئی پوری ہونے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ماہ مئی ۱۸۹۷ء میں رسالہ ”سراج منیر“ اور ”استفتاء“ شائع کر کے ہندوؤں، عیسائیوں، سکھوں اور مسلمانوں کے اہل الرائے اور اہل نظر اصحاب کو ارسال فرمایا اور مطالبہ کیا کہ وہ اس پیشگوئی کے تمام حصوں کو پڑھ کر گواہی دیں کہ پنڈت لیکھ رام کے بارہ میں جو پیشگوئی کی گئی تھی وہ پوری ہو گئی یا نہیں؟ جس پر تقریباً چار ہزار معزز اصحاب نے تصدیق کی کہ یہ ”پیشگوئی نہایت صفائی سے پوری ہو گئی“ اور کہ ”مرزا صاحب سچے ہیں اور اس میں کسی سازش اور منصوبہ کا کوئی دخل نہیں“ ان مصدقین میں ہر طبقہ کے مسلمان، ہندو، آریہ اور سکھ کے علاوہ نامی گرامی علماء اور گدی نشین وغیرہ اصحاب شامل ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کمال صفائی سے پیشگوئی پورا ہونے کا ذکر

ایک اعلان میں یوں فرمایا:

”لیکھ رام کے مارے جانے کی پیشگوئی ایک ایسی مہاں جال پیشگوئی ہے جس نے تمام پنجاب اور ہندوستان کے ہندو اور آریہ سماج والے اس عظیم الشان نشان کے گواہ کر دیئے ہیں۔ اب ان پیشگوئیوں کا انکار کرنا آریوں کے لئے ممکن نہیں۔“ (۱)

چار ہزار معزز احباب کی تصدیق کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”فتح علی شاہ ڈپٹی کلکٹر وغیرہ معزز لوگوں نے جو چار ہزار کے قریب تھے ایک محضر نامہ تیار کر کے لکھ دیا کہ کمال صفائی سے یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔“ (۲)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب تریاق القلوب میں ان چار ہزار افراد سے ۱۲۷۹ افراد کے نام پتہ جات اور ان کے الفاظ و تحریرات بابت تصدیق پیشگوئی درج فرمائے ہیں۔ ان میں سے چند ایک کے اسماء معہ تحریرات یہاں درج کی جاتی ہیں۔

عبارت تصدیق کنندہ	سکونت مع دیگر پتہ بقید ضلع	نام مصدق نشان متعلق لیکھ رام
پیشگوئی لیکھ رام کی بابت میں نے بارہا غور و تدبر کیا نیز اس بارہ میں مذاکرہ بھی احباب سے ہوا۔	ڈپٹی کلکٹر انہار ضلع شاہ پور بقلم خود	۱۔ خان بہادر سید فتح علی شاہ صاحب
مواقعات کتاب براہین احمدیہ و آئینہ کمالات وغیرہ دیکھے۔ ہر پہلو سے ثابت ہے کہ یہ پیشگوئی بہت صفائی سے پوری ہوئی اور اس میں مرزا صاحب کی کوئی سازش قتل لیکھ رام میں نہیں پائی جاتی۔ دستخط		

(۱) اعلان قادیان کے آریہ اور ہم از روحانی خزائن جلد ۲۰ آخری صفحہ

(۲) اعجاز مسیح از روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۱۰

میرے خیال میں مرزا صاحب کی  
سازش سے پنڈت لیکھ رام قتل نہیں  
ہوا لیکن اس کی موت جو مرزا  
صاحب کی ہیستگونی کی معاد کے اندر  
ہوئی اس سے صداقت ہیستگونی  
ثابت ہے۔

۲۔ منشی اللہ ودھایا  
صاحب  
فارسٹ و مینجر  
جنگلات تحصیل  
بھیرہ ضلع شاہ پور

میری رائے میں لیکھ رام والی پیشین  
گوئی اپنے آٹھ پہلو سے نہایت اعلیٰ  
درجہ کی صفائی سے سچی ثابت ہوئی  
ہے۔ آٹھ پہلو سے اس کا سچا ثابت  
ہونا ایسی بدیہی الثبوت نشان ہے  
جیسے آفتاب کا ظہور۔ اس کے آٹھ  
پہلو یہ ہیں۔ ۶ تاریخ کو ۶ بجے کو ۷۹ء  
کو بعد العید یوم کو گو سالہ کی طرح  
مکروہ آواز کا ٹکنا اور بعد القتل  
آندھی کا آنا اور شکم پر کسی تیز ہتھیار  
کا لگنا اور سرخ چشم فرشتے کا قتل کرنا  
ان واقعات کا ایک وقت پر پورا  
ہو جانا بشری طاقتوں سے بالکل ناممکن  
اور خارج ہے۔ ایسی سچی خدائی  
طاقت کا انکار ناپاک روحوں کا کام  
ہے۔ نقطہ

۳۔ علاء الدین  
صاحب حکیم  
ساکن شیخ پور علاقہ  
تحصیل بھیرہ ضلع  
شاہ پور

میرے خیال میں مرزا صاحب کی سازش سے لیکھ رام قتل نہیں ہوا۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ پیشین گوئی مرزا صاحب کی اس بارہ میں عمدہ صادق ہوئی۔ دستخط بقلم خود

۴۔ شیخ فضل الہی صاحب  
سکنہ بھیرہ آنریری  
مجسٹریٹ درجہ  
دوئم و رئیس  
ہوجن

میرے خیال میں پیشین گوئی جناب مرزا صاحب نسبت قتل لیکھ رام پوری ہوئی۔ میری رائے میں مرزا صاحب کی کوئی سازش نہیں ہے۔ دستخط بقلم خود

۵۔ شیخ غلام نبی صاحب  
سکنہ بھیرہ سابق  
وزیر ریاست لسبیلہ

ہیٹنگوئی جس کے بارہ میں لیکھ رام بعید العمد زمانہ سے درخواست کرتا رہا تھا اور مرزا صاحب نے جب لیکھ رام کو واجب الاستحقاق ہیٹنگوئی کا پایا تو باری تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں دعا کی۔ الہما حکم ہوا کہ بمعین چھ سال بقید حیات ثمانیہ لیکھ رام مذکور کو سنایا جائے۔ ۶ تاریخ اور یوم بعد العید چھٹے سال پہلے کہہ دینا انسانی طاقت سے خارج ہے۔ کیا کوئی بشر یقین سے کہہ سکتا ہے کہ ۶ تاریخ یوم بعد العید کو ہوا کرتی ہے؟ اور

۶۔ محمد دین صاحب حکیم  
ساکن شیخ پور ضلع  
شاہ پور تحصیل  
بھیرہ

فرشتہ کا قاتل ہونا اشارہ کرتا ہے کہ  
 قاتل کو کوئی گرفتار نہیں کرے گا اور  
 نہ اس کو کوئی دیکھے گا اور بلیدان  
 ہونے کے بعد آندھی کا آنا عالم  
 الغیب کے سوا کون جانتا ہے؟ اور  
 گو سالہ کی طرح آواز بعد القتل کا کہنا  
 انسانی معلومات سے نہیں ہو سکتا۔  
 اس پیشگوئی کی صداقت میں جو کچھ  
 تحریر کیا جائے وہ بالکل تھوڑا ہو گا اس  
 کا ایک ایک پہلو ایک بڑا عظیم الشان  
 نشان خدائی طاقت کا بڑا بھارا شاہد  
 عادل ہے۔

لیکھ رام کے قتل کی بابت مرزا  
 صاحب کی کوئی سازش نہیں وہ  
 بموجب پیشگوئی مرزا صاحب اپنی  
 بد زبانی کے سبب سزا کو پہنچا اور  
 پیشگوئی پوری ہوئی۔ فقط دستخط

مرزا صاحب کی پیشگوئی متعلق لیکھ  
 رام ایسی پور ہوئی جیسی آتھم والی  
 اپنے دو سرے پہلو میں پوری ہوئی

۷۔ غلام محمد ڈویرن انہار شاہ  
 صاحب ضلع دار پور  
 نر

۸۔ گل محمد صاحب دوم مدرس ہائی  
 سکول بھیرہ

تھی۔ ایسی پیشگوئی میں سازش کا  
شریک ہونا بعید از قیاس و انصاف  
ہے۔ مرزا کی اس میں کوئی سازش  
نہیں اور نہ ہو سکتی ہے۔ دستخط

میری رائے ناقص میں جناب میرزا  
صاحب موعود مسیح کی پیشگوئی دربارہ  
قتل لیکھ رام نہایت صحیح اور پورے  
طور سے ثابت ہوئی ہے نیز اس میں  
حضور علیہ السلام کی کوئی سازش نہیں  
ہے گویا وہ مطابق پیشگوئی مرزا  
صاحب کے قتل ہوا۔ اس میں  
سازش کا ہونا ناممکن اور محال ہے۔  
فقط دستخط

مرزا کی پیشگوئی متعلق لیکھ رام  
نہایت صفائی سے پوری ہوئی۔ اس  
میں مرزا کی کوئی سازش نہیں ہے۔  
دستخط

پیشگوئی مرزا غلام احمد دربارہ لیکھ  
رام جو چھ برس پہلے شائع کی گئی تھی  
اپنی میعاد کے اندر پوری ہوئی اس  
میں مرزا کی سازش ناممکن اور محال  
ہے۔ دستخط

۹۔ احمد الدین مدرس عربی بورڈ  
صاحب ہائی سکول بھیرہ  
ضلع شاہ پور

۱۰۔ ملک سمند خان قصبہ بھیرہ ضلع شاہ  
صاحب مال گزار پور

۱۱۔ فرمان علی سکنہ حجکہ ضلع  
صاحب فقیر شاہ پور تحصیل  
بھیرہ

میں تصدیق کرتا ہوں کہ لیکھ رام کا قتل مرزا صاحب کی سازش سے واقع میں نہیں آیا بلکہ یہ ایک خداوند تعالیٰ کی پیشگوئی تھی جو اپنے وقت پر ہر ایک پہلو سے کامل طور پر پوری ہو گئی۔ دستخط

مرزا صاحب کی پیشگوئی متعلق لیکھ رام پوری ہوئی۔ اس میں سازش کا خیال صریح غلطی ہے۔ دستخط

مرزا غلام احمد کی پیشگوئی متعلق لیکھ رام ہر ایک پہلو سے سچی ثابت ہوئی۔ دستخط

لیکھ رام مرزا کی سازش سے قتل نہیں ہوا پیشگوئی پوری ہوئی۔ دستخط

بہت سے عمل پاک مرزا غلام احمد صاحب کے جو میرے علم میں ہیں مجھ کو یقین دلاتے ہیں کہ مرزا صاحب پنڈت لیکھ رام کے قتل میں ہرگز سازش نہیں رکھتے۔ دستخط

۱۲۔ خدا بخش ضلع شاہ پور صاحب ساکن بھیرہ مدرس اینگلو آریہ سکول بھیرہ

۱۳۔ فضل الہی ساکن بھیرہ ضلع شاہ پور صاحب رنوگر

۱۴۔ شیخ محمد مبارک ساکن بھیرہ اپیل صاحب نویس و میونسپل کمشنر

۱۵۔ محمد الدین بابو غلام محمد مختار صاحب ایجنٹ بھیرہ ضلع شاہ پور

۱۶۔ منشی صدر پوسٹ ماسٹر تحصیل بھیرہ ضلع شاہ پور الدین صاحب

۱۷۔ شیر محمد پیراسی منصفی بھیرہ ضلع شاہ پور  
 لکھ رام کے بارہ میں مرزا کی  
 پیشگوئی پوری ہوئی۔ اس میں مرزا  
 کی سازش بالکل نہیں پائی جاتی۔  
 دستخط

۱۸۔ نظر محمد صاحب موضع اور حمال  
 مال گزار تحصیل بھیرہ  
 میرے خیال میں مرزا صاحب کی  
 پیشین گوئی پوری ہوئی اور لکھ رام  
 کے قتل میں ان کی سازش نہیں  
 ہے۔ دستخط

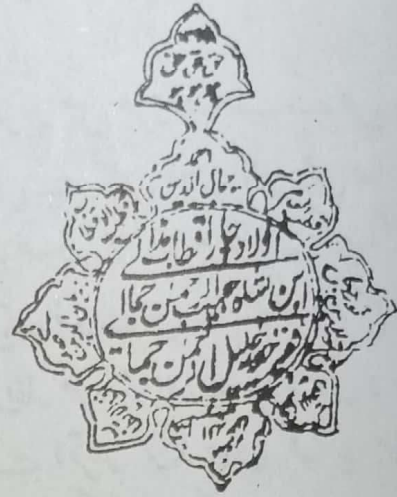
اسی تسلسل میں بطور نمونہ چار قطب ہانسوی و سند ہالہ شریف خانقاہ حضرت  
 مخدوم بہاء الدین و سرساوہ خانقاہ حضرت شاہ حبیب الرحمن کے مشہور سجادہ نشین  
 طریقت خلیل الرحمن جمالی کا خط نقل کیا جا رہا ہے۔ جس کی عبارت یہ ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ و نصلی

ہم سب مسلمان جن کے دستخط ذیل میں درج ہیں شہادت صادقہ ادا  
 کرتے ہیں کہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی دام عنایہ نے  
 جو پنڈت لکھ رام وغیرہ دشمن خدا تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 اور سچے دین اسلام کی نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام پاکر پیشگوئی کی  
 تھی۔ وہ خدا تعالیٰ عزیز و مقتدر موبد الصادقین جل شانہ نے عین میعاد کے  
 اندر اپنے تمام لوازم کے ساتھ پوری کی۔ اور اس پیشگوئی میں مرزا  
 صاحب اور کسی اہل اسلام کی کسی نوع سازش نہیں ہے۔ یہ خاص خدا  
 تعالیٰ کا فعل تھا۔ جو عین وقت پر اسلام کی صداقت میں اپنی شوکت و  
 عظمت سے ظاہر ہوا۔ الحمد للہ رب العالمین۔ والسلام علی رسولہ خاتم  
 النبیین۔

دستخط - فقیر حقیر خلیل الرحمن جمالی نمبر دار و رئیس الاعظم کھیو ٹنڈار  
و سجادہ نشین طریقت

چار قطب ہانسوی و سند ہالہ  
شریف خانقاہ حضرت مخدوم  
بہاء الدین رحمتہ اللہ علیہ و  
سرساویہ خانقاہ حضرت شاہ  
حبیب الرحمان قدس سرہ  
العزيز



حکیم مرزا محمد عباد اللہ بیگ قادری پانی پتی حال ساکن سرساویہ ضلع سہارنپور  
- چوہدری نصر اللہ خاں نمبر دار زمیندار چھاوڑی علاقہ سرساویہ مرید سائین توکل شاہ -  
سید ضامن علی ولد سید حسین علی قوم سید اولاد حضرت سید جلال بخاری رحمتہ اللہ علیہ  
ساکن قصبہ سرساویہ ضلع سہارنپور - اللہ دیا خان ولد مولا بخش قوم راج پوت کھیو ٹنڈار  
ساکن قصبہ سرساویہ ضلع سہارنپور - بسم اللہ شاہ پانی پتی - مہربان علی ولد جان محمد ساکن  
قصبہ سرساویہ ضلع سہارنپور - محمد علی خان سوار تحصیل ریاست جیند (محمد علی خاں خاکسار  
حافظ عظیم اللہ ولد شیخ نجیب اللہ خالدی قریشی اولاد حضرت خالد ابن ولید سیف اللہ  
رضی اللہ عنہ صدر امین ریاست جیند - سید اعظم علی ولد قاسم علی سکنہ سفیدوں  
ریاست مہاراجہ صاحب والی جیند ملازم بچہ سب اوور سیر نہر جنم ریاست جیند  
مستری امام بخش مستری امام بخش ولد مستری امیر اللہ ساکن جیند - قاض عبد المجید عثمانی  
رئیس جیند بقلم خود اولاد حضرت امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ (عبد المجید ولد  
غلام نبی) پیر جی سید محمد یعقوب علی اولاد حضرت پیران پیر غوث اعظم ساکن قصبہ جیند -  
مولوی محمد امیر الدین ساکن جیند - قاضی رمضان علی قریشی عثمانی نمبر دار قصبہ جیند  
اولاد حضرت امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ (رمضان علی) محمد حسن خاں ولد  
محمد خاں قوم افغان ساکن ہانسی جمالی - سید عبدالغنی جعفری از فرزند ان حضرت سید تاج  
الدین صاحب شیر سوار ساکن نار نول محلہ سادات - حافظ سید محمد حبیب احمد جعفری عفی

عنه اولاد سيد تاج الدين صاحب شير سوار چابک مار قدس سره - خواجہ عبد الغفور خاں  
 رئیس حصاد اپیل نویس درجہ اول (مرحوم) قاضی واجد علی نبیره قاضی خاموش قدس سره از  
 مقام نارنول نغری و جمالی - سيد عبد الفتاح نغری ساکن نارنول سرشته دار سابق کونسل

اگرچہ میں مرزا صاحب کے مریدوں  
 میں سے نہیں ہوں لیکن میں صاحب  
 موصوف کو اسلام کا ایک رکن اعظم  
 ایک نہایت ہی عالم قوم کا مصلح اور  
 ریفارمر مانتا ہوں۔ اور دل و جان  
 سے اقرار کرتا ہوں کہ یہ موت  
 پنڈت لیکھ رام کی مرزا صاحب کی  
 پیشین گوئی کے مطابق ہوئی۔

پرائمری اسلامیہ  
 سکول راولپنڈی و  
 تھرڈ ماسٹر

جے پور -  
 ۴۱ عبد الحق صاحب  
 ہیڈ ماسٹر

میں بادل و جان تصدیق کرتا ہوں کہ  
 پنڈت لیکھ رام کی موت مطابق  
 پیشینگوئی حضرت مرزا صاحب کے  
 ہوئی۔ اس پیشینگوئی کا پنڈت مذکور  
 کو پہلے ہی سنایا جانا اور مہلت طول ملنا  
 واسطے رفع عذر اور اتمام حجت کے  
 تھا۔ جیسا کہ اللہ جل شانہ قرآن مجید  
 میں فرماتا ہے لَمَّا يَكُونُ لِلنَّاسِ  
 عَلَى اللَّهِ حُجَّتُهُمْ بَعْدَ الرِّسَالِ -

۴۲ حاجی اللہ دین  
 صاحب نقشبندی  
 مجددی  
 شہر راولپنڈی  
 افسریک کارخانہ  
 سرکاری - صدر  
 راولپنڈی

اگرچہ ظاہر حضرت مرزا صاحب کی  
 زیارت مجھ کو اس وقت تک نصیب  
 نہیں ہوئی لیکن میں دل سے یقین  
 رکھتا ہوں کہ حضرت موصوف حق پر  
 ہیں۔

۴۳ شیخ قادر بخش احمد آباد ضلع جہلم  
صاحب

۴۴ مولوی محمد اسلامیہ ہائی سکول  
حسن صاحب راولپنڈی بھہس  
ضلع جہلم تحصیل  
چکوال

ہمارے نزدیک یہ پیش گوئی پوری  
ہوئی۔  
اگرچہ میں حضرت مرزا صاحب کے  
تمام دعاوی کے ماننے والوں سے  
نہیں ہوں لیکن میں مرزا صاحب کو  
اہل اللہ جانتا ہوں۔ میں مانتا ہوں کہ  
یہ موت حضرت مرزا صاحب کو قبل  
از وقت اللہ تعالیٰ نے بتادی۔

۴۵ غلام حسین صاحب شیخ ماسٹر دینہ  
ضلع جہلم

۴۶ جمال الدین شیخ ماسٹر ڈومیلی۔  
پیشگوئی پوری اور کامل طور سے پوری  
ہوگئی۔

۴۷ علی احمد صاحب کلونوری گرد اور  
قانون گو دینہ

۴۸ محمد شاہ صاحب امام مسجد موضع  
ہریانہ جہلم

۴۹ نور الدین صاحب گارڈ ریلوے  
راولپنڈی

میری رائے میں یہ پیشگوئی لیکھ رام ہر  
طرح سے پوری ہوگئی اور مرزا صاحب  
کا صدق ظاہر ہو گیا۔ اس میں کچھ شک  
نہیں ہے۔

۵۰ امام دین صاحب ڈار گارڈ ریلوے میں کامل وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ  
راولپنڈی پیشگوئی فوق العادت تھی اور بڑی ہیبت

سے فی الواقع پوری ہو گئی۔

۵۱ قطب الدین صاحب صوبہ دار پٹنن یافتہ موضع ساگری ضلع جہلم

۵۲ گلاب الدین صاحب مدرس گرل میں سچے دل سے تصدیق کرتا ہوں۔  
سکول رہتاس پیشگوئی پوری ہو گئی۔

۵۳ محمد حسن صاحب ولد منشی گلاب الدین صاحب رہتاس بخدا یہ پیشگوئی اسلام اور غیر مذہب  
میں کھلا کھلا فیصلہ ہے۔

۵۴ نظام الدین صاحب گارڈ ریلوے میں کھلا کھلا فیصلہ ہے۔  
راولپنڈی پیشگوئی فی الواقع پوری ہو گئی۔

۵۵ پریم داس ولد بوٹا شاہ ساہوکار میں سپورن نش چہ سے پیشگوئی کی  
تصدیق کرتا ہوں۔

۵۶ وزیر بخش صاحب رہتاس میں سپورن نش چہ سے پیشگوئی کی  
تصدیق کرتا ہوں۔

۵۷ تصدیق جناب مولانا مولوی جناب مولانا و اولانا صادر و ظاہر شدند  
بدرالدین صاحب رفیقی حنفی ہمہ با واقعی و درست و راست صحیح بودند و  
السمہ ووردی نسا" و النقشبندی بستند دراں باب ہمہ چگونہ تصنع  
نسا" دریا را ہے نہ۔

۵۸ منشی سراج الدین صاحب بہلوں۔ مرزا صاحب کی پیشگوئیاں لیکھ رام کے  
ڈلہوزی حق میں درست اور صحیح ہیں۔

۵۹ عبد السلام صاحب رفیقی امام مسجد  
جامع کوه ڈلہوزی

پیشگوئیاں در حق لیکھ رام راست و  
صادق شدند

۶۰ غلام حسین صاحب کاتب ملازم مطبع  
چودھویں صدی۔ راولپنڈی

ہاں بے شک آپ صادق اور حبیب خدا  
کے اور عاشق ہیں۔

۶۱ احمد حسین صاحب فرید آبادی ضلع دہلی  
ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول راولپنڈی

میں آپ کو صدق دل سے اسلام کارکن  
رکین مانتا ہوں۔ آپ کی اہم اور  
ضروری دعا مستجاب ہونی ممکن ہے۔

۶۲ فضل کریم صاحب سوداگر راولپنڈی

یہ پیش گوئی مرزا صاحب کی ٹھیک پوری  
ہوئی۔

۶۳ حافظ رکن الدین صاحب نقشبندی  
قصور سی ساکن کوٹھیالہ شیخاں گجرات

لیکھ رام کی موت موافق پیشگوئی واقع  
ہوئی ہے میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔

۶۴ حبیب اللہ صاحب قلعہ دیدار سنگھ  
گوجرانوالہ

یہ پیشگوئی نمایاں طور پر ظہور پذیر  
ہوئی۔

۶۵ ماسٹر حسین خاں صاحب ابن احمد خاں  
دیونگ ماسٹر بندر بمبئی بھائی کھلا۔

۶۶ سید حاجی عبدالرحمان شاہ قادری  
ڈاکٹر بمبئی پریل

۶۷ شیخ محمد صاحب ابن شمس الدین بمبئی  
چچھو کلی

۶۸ شمس الدین صاحب بن محمد ابراہیم  
بہمنی چھوکی

ہم اس بات کی تصدیق حلفا کرتے ہیں کہ

۶۹ شہاب الدین صاحب بن شمس الدین  
ایضاً

لیکھ رام پشوری کی نسبت جو پیشگوئی

۷۰ حسن میاں صاحب بانگی ٹانگ بندر  
بہمنی

جناب مرزا صاحب نے ۲۰ فروری ۱۹۳۳ء

کی تھی۔ جس کا ایک اشتہار بھی کتاب

۷۱ محمد ابراہیم صاحب بن منشی زین  
الدین انجنیر بہمنی

آئینہ کمالات کے اخیر میں درج ہو چکا ہے

۷۲ میاں احمد صاحب بن منشی زین  
الدین انجنیر بہمنی

وہ پیشگوئی تخمیناً تین سال پیشتر وقوع سے

۷۳ منشی زین الدین محمد ابراہیم صاحب  
انجنیر

ہم نے دیکھی تھی۔ آج اس کی تصدیق

۷۴ حافظ عبدالرشید صاحب بن حافظ  
عبداللہ سورتی بہمنی سونا پور قدیم

ہوئی کہ وہ پیشین گوئی بالکل مطابق اور

۷۵ اسماعیل آدم صاحب میمن سوداگر  
بہمنی

صحیح و سچی ہے۔ مورخہ ۱۴ جون ۱۹۷۷ء

(یہ تصدیق ۶۵ سے ۷۵ تک احباب پر

مشمول ہے)

۷۶ غلام محمد صاحب فرزند غلام حسن خاں  
صاحب بہادر دلیر جنگ مرحوم ششی پالیم

خلاصہ و حاصل عبارت یہ ہے کہ

چننجی ضلع جنوبی ارکٹ سب انسپکٹر  
سالٹ اینڈ آبکاری۔

پیشگوئی بہت صفائی سے پوری ہوئی۔

۷۷ عبد الباسط صاحب ابن عبد الرحمن  
 ۷۸ سید حبیب اللہ صاحب قاری ابن  
 غلام محمد مدراس سیلا پور جنوبی ارکٹ  
 وارد میسور

۷۹ عبدالغفور صاحب قریشی بن محمد  
 یوسف صاحب قریشی چنجی جنوبی  
 ارکٹ پوسٹ ماسٹر

۸۰ مرزا محمد اسماعیل صاحب آفیسر  
 پولیس سٹیشن بن مرزا امیر بیگ صاحب  
 رضوی جنوبی ارکٹ۔

۸۱ فتح شریف صاحب بن شیخ امام صاحب  
 سارجن چنجی جنوبی ارکٹ

۸۲ ملک عبدالوہاب صاحب بن فقیر احمد  
 صدر انجمن نصرۃ الاسلام میلو شارم شمالی  
 ارکٹ۔

۸۳ عبدالوہاب خاں صاحب محمدیہ بن  
 عبداللہ صاحب محمدیہ چیت پیت پولور  
 شمالی ارکٹ

۸۴ ملک محمد نعیم صاحب بی اے کلاس  
 مشن کالج لاہور

۸۵ غلام احمد صاحب متعلم بی اے  
 کلاس مشن کالج لاہور۔

ہر ایک پہلو بہت خوبی سے پور ہوا  
 بالکل صفائی کے ساتھ پوری ہوئی۔

بہت صفائی سے انصرام کو پینچی۔

ہیٹنگ کوئی لیکھ رام بصد صفائی کامل شد۔

لیکھ رام کی موت کی پیش گوئی سچی ہوئی۔

۲۲ جولائی ۱۸۹۷ء  
 میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ پنڈت لیکھ رام  
 خود ہیٹنگ کوئی کی سچائی پر متحیر ہو کر مر گیا۔

میں بہ تحقیق کہہ سکتا ہوں کہ پنڈت لیکھ  
 رام خود پیش گوئی کے سبب متحیر ہو کر  
 مر گیا۔

میں زور سے گواہی دیتا ہوں کہ اس قتل  
 میں مرزا صاحب کا کوئی دخل نہیں تھا  
 پیش گوئی پوری ہو گئی ہے۔

۸۶ غلام حسن صاحب بی اے کلاس مشن  
کالج لاہور۔  
مرزا صاحب کی پیش گوئی ہر طرح سے  
پوری ہوئی ہے۔

۸۷ علی محمد صاحب بی اے کلاس مشن  
کالج لاہور  
میرا یقین پیش گوئی پر زیادہ ہوا۔ میں  
مرزا صاحب کے دعویٰ پر تائید کرتا  
ہوں۔

۸۸ عبدالحی صاحب بی اے کلاس مشن  
کالج لاہور  
ہیشگوئی بڑی عمدگی سے درحقیقت  
پوری ہوگئی۔ اس میں انسانی منصوبوں کا  
دخل ہو۔ بالکل ناممکن ہے۔

۸۹ غلام محی الدین صاحب بی اے کلاس  
مشن کالج لاہور  
بیشک پنڈت صاحب کے قتل میں کسی  
انسانی منصوبہ کا دخل نہیں۔

۹۰ امیر شاہ صاحب بی اے کلاس مشن  
کالج لاہور  
مرزا صاحب کی دعا لیکھ رام کے بارہ میں  
سب ہی مقبول ہوئی ہے۔

۹۱ نور احمد خاں صاحب پشاور بی اے  
کلاس مشن کالج لاہور۔  
پیشین گوئی کے جملے حرفاً بحرفاً ٹھیک نکلے۔

۹۲ امیر خسرو صاحب گجراتی ایف اے  
کلاس  
رسالہ استفتاء میں کچھ شک نہیں۔

۹۳ عطا محمد صاحب بٹالہ ضلع گورداسپور  
یہ ہیشگوئیاں ہر ایک پہلو سے پوری  
ہوئیں۔

۹۴ محمد الدین صاحب کلرک انگریز آفس  
ریلوے بٹالہ  
ہیشگوئی ہر ایک پہلو سے پوری ہوئی۔

۹۵ ولی اللہ صاحب مدرس اپچی سن سکول  
لاہور  
یہ ہیشگوئی بموجب شرائط پوری ہوگئی۔

- ۹۶ صوفی الہی بخش صاحب رفوگر کوچہ میرے نزدیک یہ پیش گوئی درست نکلی۔  
چابک سوراں لاہور
- ۹۷ محمد حسین صاحب قریشی مالک وکٹوریہ یہ پیشگوئی بالکل مطابق شرائط مرزا  
پریس لاہور صاحب پوری ہوئی۔
- ۹۸ سجاول صاحب ساکن جگراؤں ضلع یہ پیشگوئی بے شک پوری ہو گئی۔  
لودیانہ
- ۹۹ غلام اکبر صاحب سارجنٹ درجہ اول یہ پیش گوئی بے شک پوری ہوئی۔  
پولیس شہر لاہور
- ۱۰۰ اللہ بخش صاحب کنسٹیبل نمبر ۱۲۵ بالکل راست سر موافقت نہیں ہے۔  
شہر لاہور
- ۱۰۱ اوزیر علی صاحب قصبہ گلینہ ضلع بجنور یہ پیش گوئی کامل طور پر پوری ہوئی۔  
یہ پیشین گوئی درست ہے۔
- ۱۰۲ اللہ دین خاں صاحب سارجنٹ دوم نمبر ۹۵ موضع تھانہ لوپو کے ضلع امرتسر  
۱۰۳ احمد خاں صاحب کنسٹیبل نمبر ۶۰ بیشک پیشگوئی پوری ہوئی۔ (۱)  
پولیس جہلم
- ۱۰۴ ملا وامل صاحب ہندو لاہور اندرون جناب مرزا صاحب نے جو پیش گوئی  
لوہاری دروازہ بابت پنڈت لیکھ رام فرمائی تھی میعاد کے  
اندر پوری ہوئی۔
- ۱۰۵ جوالہ سنگھ نہرو نمبر دار ساکن لوٹلوماں یہ بات سچی ہے جو مرزا صاحب نے کہا تھا  
تخصیص رعیمہ لیکھ رام مر گیا ہے۔

۱۰۶ دنی چند صاحب بدوسلھی آتما سنگھ پنڈت لیکھ رام صاحب میعاد کے اندر  
صاحب بدوسلھی اور نہال چند اروڑا فوت ہوا۔  
۱۰۷ بیربل صاحب بدوسلھی قوم اروڑا یہ ہیشگوئی مرزا صاحب کی سچی ہے۔  
شاہوکار

۱۰۸ جیون سنگھ نمبردار پہاٹھانوالہ ہم نے مان لیا مرزا صاحب سچے ہیں اور  
لیکھ رام فوت ہو گیا۔ (۱)

جماعت احمدیہ کے معاند مولوی محمد حسین یہ لکھنے پر مجبور ہو گئے:

”ہاں اس قدر مسلم ہے کہ ۶ سال میعاد قتل لیکھ رام کے لئے اشتہار ۲۰

فروری ۱۸۹۳ء میں مقرر کی گئی۔“ (۲)

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی تصنیف تحفہ غزنویہ میں میاں عبدالحق  
غزنوی کو مخاطب ہو کر لیکھ رام کے قتل کے بعد ہونے والی ترقیات اور ملنے والی  
فتوحات اور خدا کی تائید و نصرت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

”پھر بعد اس کے لیکھ رام کے قتل کا دعویٰ کا وہ نشان ظاہر ہوا جس پر  
تخمیناً تین ہزار مسلمان اور ہندوؤں نے ایک محضر نامہ پر جو ہماری طرف  
سے طیار ہوا تھا۔ یہ گواہی اپنی قلم سے ثبت کر دی ہے کہ یہ ہیشگوئی  
نہایت صفائی سے ظہور میں آئی۔ اسی محضر نامہ پر سید فتح علی شاہ صاحب  
ڈپٹی کلکٹر نہر کے دستخط ہیں۔ جو مخالف جماعت میں سے ہو کر تصدیق کرتا  
ہے۔ یہ یقینی امر ہے کہ تیس ہزار کے قریب لوگ اس ہیشگوئی کو دیکھ کر  
ایمان لائے۔ ورنہ ہماری جماعت مباہلہ سے پہلے تین سو سے زیادہ نہ تھی۔  
پھر بعد اس کے خدا تعالیٰ کے نشانوں کی اس قدر بارش ہوئی کہ سو سے

(۱) تریاق القلوب از روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۱۹۰-۱۹۱۔  
(۲) اشاعت السنہ جلد ۲ نمبر ۱۸ صفحہ ۶۱۔

زیادہ نشان ظہور میں آیا۔ جن کے لاکھوں انسان گواہ ہیں۔ بڑے بڑے  
 امراء اور تاجراں جماعت میں داخل ہوئے۔ اور ایک دنیا ارادت اور  
 اعتقاد کے ساتھ میری طرف دوڑی اور ایک عظیم الشان قبولیت زمین پر  
 پھیل گئی۔ کیا اس میں تمہاری ذلت نہ تھی۔ انسان دور بیٹھا ہوا اندھے کے  
 حکم میں ہوتا ہے۔ اگر ایک دو ہفتہ قادیان میں آکر دیکھو کہ کیونکر ہزار ہا  
 کوس سے ہر طرف سے لوگ آرہے ہیں اور کیونکر ہزار ہا روپیہ (اسی  
 کتاب میں ایک جگہ تیس ہزار روپیہ نقل فرمایا ہے ناقل) میرے قدموں پر  
 ڈال رہے ہیں۔ اور کیونکر ہر ایک ملک سے قیمتی تحفے اور سوغاتیں اور  
 پھل چلے آتے ہیں اور کیونکر صد ہا لوگوں کے لئے ایک وسیع لنگر خانہ  
 طیار ہے اور کیونکر ہماری جامع مسجد میں صد ہا آدمی جو بیعت میں داخل  
 ہیں جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور کیونکر بے شمار زیارت کرنے  
 والے قدموں پر گرے جاتے ہیں تو غالباً یہ نظارہ آپ کے لئے باعث  
 شدت غم ناگمانی موت کا موجب ہو گا۔ اب ذرہ انصاف سے سوچو کہ  
 مباہلہ کے بعد کون رسوا اور ذلیل ہوا اور کس نے عزت پائی۔ اگر تمہیں  
 خبر ہوتی کہ مباہلہ کے پہلے میری جماعت کیا تھی اور قبولیت کس قدر تھی اور  
 پھر مباہلہ کے بعد کس قدر قبولیت زمین پر پھیل گئی اور کس قدر فوج در فوج  
 لوگ اس مبارک سلسلہ میں داخل ہوئے تو یقین تھا کہ تم شدت غم سے  
 مدقوق یا مسلول ہو کر مدت سے مر بھی جاتے۔ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا  
 ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتی کا کام ہے اور اس قسم کو سچ نہ سمجھنا بھی لعنتی  
 کا کام کہ میری عزت اور قبولیت مباہلہ سے پہلے ایک قطرہ کے موافق تھی  
 اور اب مباہلہ کے بعد ایک دریا کی مانند ہے۔ (۱)

## مماثلتیں

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لیکھ رام کی پیش گوئی کی تفصیل بیان فرماتے وقت لیکھ رام کی عادات و خصائل اور کردار کے لحاظ سے بعض دوسری شخصیتوں کے ساتھ مماثلتیں بیان فرمائی ہیں۔ اس باب میں انہی کا تذکرہ ہے۔

### ۱ خسرو پرویز سے لیکھ رام کی مماثلت

خسرو پرویز ایران کا شہنشاہ تھا۔ جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۷ھ بمطابق ۶۲۸ء میں بذریعہ تبلیغی خط اسلام کی دعوت دی۔ جس کو اس نے حقارت کی نظر سے دیکھا اور نہایت گستاخی سے یہ خط پھاڑ دیا اور ساتھ ہی اپنے گورنر یمن باذان کے نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفتاری کے احکام جاری کر دیئے۔ گورنر نے اس کی تعمیل میں دو فوجی افرمدینہ بھجوائے۔ یہ لوگ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اپنا مدعا بیان کیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چنداں التفات نہ فرمایا اور بڑے تحمل سے فرمایا میں کل اس کا جواب دوں گا۔ دوسری صبح جب وہ حاضر ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے جلال و تمکنت کے ساتھ ارشاد فرمایا

اذھبوا الی صاحبکم فقولوا ان ربی قد قتل ربک اللیلہ (۱)

یعنی جا کر اپنے گورنر سے کہہ دو کہ آج رات میرے خداوند نے تمہارے خداوند کو قتل کر دیا۔

چنانچہ چند روز بعد ہی یہ اطلاع پہنچ گئی کہ ٹھیک اسی رات جس کی نسبت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا سے الہام پا کر یہ حیرت انگیز انکشاف فرمایا تھا کہ خسرو پرویز اپنے بیٹے شیرویہ کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود تحریر فرماتے ہیں

”لیکھ رام کا قصہ کسری یعنی خسرو پرویز کے قصے سے نہایت شدید مشابہت رکھتا ہے۔ کیونکہ جس طرح کسی ہندو نے جو اپنے تین نو مسلم قرار دیتا تھا لیکھ رام کے پیٹ پر حربہ چلایا۔ اسی طرح شیرویہ نے خسرو کے پیٹ پر حربہ چلایا۔ اور ان دونوں واقعات لیکھ رام اور کسری سے اس وقت خبر دی گئی تھی۔ جبکہ کسی کو یہ خیال بھی نہ تھا کہ ایسا واقعہ عنقریب ہم سینس گے..... اور جیسا کہ تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ کسری کا مارا جانا ایک بڑا معجزہ تھا کہ وہ سخت دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ ایسا ہی اگر مسلمان چاہیں تو گواہی دے سکتے ہیں کہ لیکھ رام کا مارا جانا بھی ایک بڑا معجزہ تھا۔ کیونکہ وہ بھی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت دشمن اور بد زبان تھا۔ ہاں کسری اور لیکھ رام میں یہ فرق تھا کہ کسری ایک بادشاہ تھا جو اپنی عداوت کے جوش میں تلوار سے کام لے سکتا تھا۔ اور لیکھ رام ایک برہمن عوام ہندوؤں میں سے تھا جس کے پاس بجز بد زبانی اور فحش گوئی اور نہایت قابل شرم گالیوں کے اور کچھ نہ تھا۔ اور کسری ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔ اور لیکھ رام نے آنجناب کی مقدس شان اور راست بازی اور نبوت کے پاک چشمہ پر

حملہ کرنا چاہا۔ اس لئے خدا نے جو اپنے پیاروں کے لئے غیرت مند ہے کسری کے واقعہ سے تیرہ سو برس بعد پھر اپنے پاک نبی کی عزت اور راست بازی کی حمایت کے لئے لیکھ رام کی موت سے وہ معجزہ دوبارہ دکھلایا جو فارس کے پایہ تخت میں خاص ایوان شاہی میں شیروہ کے ہاتھ سے دکھلایا گیا تھا۔ اس سے ہر ایک انسان کو سبق ملتا ہے کہ خدا کے پیاروں اور برگزیدوں کی عزت یا جان پر حملہ کرنا اچھا نہیں ہے۔

گندم از گندم بروید جوز جو از مکافات عمل غافل مشو" (۱)

## ۲ لیکھ رام اور آتھم کے انجام میں فرق

ہردو دشمنان اسلام کی موت کی پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی تھی۔ مگر ایک ہلاک ہوا اور ایک بچ گیا۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

(الف) ”یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ عبد اللہ آتھم کی نسبت بھی موت کی پیشگوئی تھی اور لیکھ رام کی نسبت بھی موت کی پیشگوئی تھی مگر عبد اللہ آتھم نے عجز و نیاز دکھا دیا اس لئے اس کی موت میں اصل میعاد سے چند ماہ کی تاخیر واقع ہوئی اور لیکھ رام نے پیش گوئی سننے کے بعد شوخی ظاہر کی اور بازاروں اور مجمعوں میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا رہا اس لئے قبل اس کے کہ اس کی اصل میعاد بھی پوری ہوتی وہ پکڑا گیا اور ابھی ایک سال رہتا تھا کہ وہ مارا گیا۔ عبد اللہ آتھم سے خدا

تعالیٰ نے اپنی جمالی صفت کو ظاہر کیا اور لیکھ رام سے جلالی صفت کو۔ وہ قادر ہے کم بھی کر سکتا ہے اور زیادہ بھی۔“ (۱)

(ب) ایک اور موقع پر فرمایا:

”چونکہ آتھم نے اپنی روش میں نرمی اختیار کی اور اس سخت گندہ زبانی کو اختیار نہ کیا جس کو لیکھ رام نے اختیار کیا تھا اس لئے خدا تعالیٰ نے بھی اس سے نرمی کا ہی برتاؤ کیا اور اس کو مہلت دینے اور آخر مارنے سے جمالی رنگ کا نشان دکھلایا لیکن لیکھ رام نہایت دریدہ دہن اور بد زبان تھا اس لئے خدا نے جلالی رنگ کا نشان اس میں دکھلایا اور جب نادانوں اور اندھوں نے اس جمالی نشان کا قدر نہ کیا جو بذریعہ آتھم ظاہر ہوا تو خدا نے اس کے بعد لیکھ رام کی موت کا نشان جو ہیبت ناک اور جلالی تھا ظاہر کر دیا۔“ (۲)

(ج) ”آتھم کی نسبت خدا نے نرمی سے معاملہ کیا کیونکہ وہ نرم رہا اور لیکھ رام سے سختی سے کیونکہ اس نے سختی دکھلانی اور یہی وجہ ہے کہ آتھم کی نسبت صرف ایک دفعہ الہام ہوا اور وہ بھی شرط کے ساتھ اور لیکھ رام کے عذاب کے بارے میں بار بار قہری الہام ہوئے۔“ (۳)

(د) ”آتھم نے نرمی اور خوف اور ہراسان اور ترساں ہونے سے کام لیا اس لئے خدا نے بھی اس سے نرمی کی۔ مگر لیکھ رام نے پیسگوئی کے بعد زبان کی چھری حد سے زیادہ تیز کر دی اور ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر ایک مجلس میں گالیاں دینا شروع کیا۔ اس نے اس خدا

(۱) حقیقتہ الوحی از روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۹۳ حاشیہ

(۲) نزول المسیح از روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۵۳۶

(۳) حجۃ اللہ از روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۱۵۱

کے تیز حربہ سے اپنی تیزی کا پھل پایا۔ یہ دونوں ہی سگھوئیاں اپنی اپنی جگہ  
جمالی اور جلالی رنگ میں ہیں۔“ (۱)

لیکھ رام کے رجوع کرنے اور خدا تعالیٰ سے معافی کے بارہ میں حضرت مسیح  
موعود علیہ السلام نے فرمایا۔

اگر لیکھ رام رجوع کرتا زیادہ نہیں تو اتنا ہی کرتا کہ وہ بد زبانوں سے باز  
آجاتا۔ تو مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں اس کے لئے دعا کرتا اور میں امید رکھتا تھا کہ  
اگر وہ ٹکڑے ٹکڑے بھی کیا جاتا تب بھی زندہ ہو جاتا۔ وہ خدا جس کو میں جانتا ہوں اس  
سے کوئی بات انہونی نہیں۔“ (۲)

### ابو جہل اور لیکھ رام

۳

ابو جہل اور لیکھ رام کی ہلاکت میں بھی ایک قدر مشترک ہے اور وہ یہ کہ ہر  
دو نے مباہلہ کر کے اسلام کے نمائندہ کو لکارا تھا چنانچہ ابو جہل جو شدید مخالف اسلام تھا  
اور اسلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں اس نے اپنا سب کچھ لٹا دیا تھا نہ  
جنگ بدر کو جاتے ہوئے کعبہ میں جا کر ان الفاظ میں بد دعا کی تھی۔

اللهم من كان منا الفسد في القوم واقطع للرحم فاحبه اليوم“

یعنی اے خدا جو شخص ہم دونوں میں سے (اس سے مراد اپنے نفس اور  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لیا تھا) تیری نگاہ میں مفسد آدمی ہے اور قوم میں پھوٹ  
ڈال رہا ہے اور باہمی تعلقات اور حقوق قومی کو کاٹ کر قطع رحم کا مرتکب ہو رہا ہے

(۱) تریاق القلوب از روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۱۵۰

(۲) سراج منیر از روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۲۸

آج تو اس کو ہلاک کر دے۔

معلوم ہوتا ہے کہ ابو جہل کو یقین تھا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (نعوذ باللہ) جھوٹے ہیں اس لئے اس نے درودِ دل سے دعا کی اور پھر خدا کے قہر نے اسی مقام پر اس کا سر کاٹ کر پھینک دیا۔

بعینہ لیکھ رام نے مقابلہ کیا اور خدا کی قہری تجلی کا نشان بنا۔

## فرعون کے ساتھ مماثلت

۴

یہ امر مسلم ہے کہ ہر دور میں قوت کے نشہ میں سرشار قوم حد سے زیادہ شوخ اور گستاخ ہو کر خدا تعالیٰ کے فرستادوں سے مقابلہ کرتی ہے۔ تو اس کا نتیجہ خود اس کے حق میں بربادی کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔ جیسا کہ آج سے قریباً چار ہزار سال قبل خدا کے برگزیدہ نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابل پر فرعون مصر تہر اور حد سے بڑھتا ہوا آیا۔ تب اسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کے عذاب کی خبر سنائی۔ چاہیے تو یہ تھا کہ وہ ایک ایسے شخص کی بات سے ڈر جاتا جس نے بظاہر بے سرو سامان اور تنہا اس کے لاؤ لشکر اور جاہ و حشمت کو برباد کرنے کا بڑے وثوق سے دعویٰ کیا۔ مگر اس کے برعکس وہ زیادہ مشتعل ہوا اور اللہ تعالیٰ سے بغاوت میں اس حد تک آگے بڑھ گیا کہ فرعون یا فرعونیت کے الفاظ ضرب المثل بلکہ گالی بن گئے۔

آج کے دور میں فرعون مصر کا یہ واقعہ ہندوستان کی آریہ قوم سے مناسبت رکھتا ہے اور لیکھ رام کو اپنے دور کا فرعون کہا جاسکتا ہے۔ یہ شخص تمام فرعونی صفات کا حامل تھا۔ فرعون کے معنی ضدی، ہٹ دھرم، سرکش اور متمرد ہونے کے ہیں جبکہ لیکھ رام کی شخصیت میں بھی ہٹ دھرمی، ضدی اور کسی کی بات نہ ماننے کی صفات پائی جاتی تھیں۔

فرعون کی طرح لیکھ رام بھی خدا تعالیٰ کے ایک فرستادہ کے مقابل پر آیا اور

خدا تعالیٰ کا پیغام سننے کے لئے بہت مشتاق رہا اور فرعون کی طرح نشان طلب کرتا ہوا  
وعید کے ماتحت ہلاک ہو گیا۔ اور آج لیکھ رامی مزاج رکھنے کا محاورہ بطور ضرب المثل  
استعمال ہونے لگا۔

یہ دونوں گائے کے پرستار تھے اور جس طرح فرعون مصر کی مغرور ہستی کو  
معد اس کے شان و شوکت کے دریائے نیل میں ڈبو کر مصر کی سرزمین کو اس کے ناپاک  
وجود سے پاک کیا تھا۔ اسی طرح اس دور کے فرعون مغرور ہستی لیکھ رام کو ہلاک  
کر کے اور اس کی راکھ کو دریائے راوی میں بکھیر کر اپنے دین کو اس بد زبان سے نجات  
دلائی۔ اس طرح یہ واقعہ آج کے مسیح زماں کے لئے زبردست قوت کے ثبوت کے طور  
پر ایک دلیل بن گیا۔

ہردو فرامین کی ہلاکت ان کے اپنے مد مقابل بے یار و مددگار فریق کی سازش  
کا نتیجہ نہ تھی بلکہ یہ خدائے عزوجل کی قہری تجلی کے نشان تھے۔ فرعون مصر نے اپنی  
حفاظت کے لئے بہت سے لوگ متعین کر رکھے تھے۔ لیکھ رام نے بھی پیشگوئی کے بعد  
اپنے لئے حفاظتی اقدامات کچھ کم نہ کئے تھے۔ لیکھ رام خدا تعالیٰ کی وحی کے پرہیز اور  
جبروت الفاظ سے ہمیشہ خائف رہنے لگا اور سخت حفاظتی انتظامات میں مکان کی تیسری  
منزل میں سکونت اختیار کر لی۔ جہاں قتل کا واقعہ پیش آیا۔

ان حالات میں ایک گمنام بستی میں رہنے والے بے یار و مددگار انسان کی  
سازش کیسے قرار دی جاسکتی ہے۔ گو آریہ سماجی اسے حضرت مرزا غلام احمد کی سازش  
ہی قرار دیتے رہے جیسا کہ اخبار آریہ گزٹ لاہور نے آپ کے ایک شعر میں تحریف  
کر کے لکھا۔

سازش سے جس کی آخر پنڈت مرا تھا کٹ کر  
ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے

جگہ اصل شعر یہ ہے۔  
 جسکی دعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر  
 ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے

لیکھ رام کی فرعون مصر سے کئی اور بھی مماثلتیں ہیں۔ فرعون کے اعلان ”انارہکم  
 الباعلی“ کہ میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں کے مقابل پر لیکھ رام کی پیشگوئیوں میں  
 اپنے رب ہونے کے اعلان کی بو آتی ہے۔

i۔ فرعون بہت بڑا مذہبی آمر تھا۔ خود کو مذہب کا سب سے بڑا محافظ قرار دیتا تھا  
 اور اس کے دور میں کسی کو اپنے مذہب سے منحرف ہونے کی اجازت نہ تھی۔ بعینہ لیکھ  
 رام کی اپنے مذہب سے محبت عیاں ہے۔ جس کا ذکر گذشتہ ابواب میں تفصیل سے  
 ہو چکا ہے۔ شدھ کرنے کی تحریک کا آغاز بھی اس نے کیا تھا اور مذہب سے محبت کی وجہ  
 سے دھرم ویر کھلایا۔

ii۔ فرعون کی ہلاکت پر اس کے سب نوکر اور سب مصری رات کو اٹھ بیٹھے اور  
 مصر میں بڑا کھرام مچا۔ (1) اسی طرح لیکھ رام کے قتل کی خبر سارے لاہور میں پھیل  
 گئی۔ گھر گھر ماتم پڑا۔ جس کا اظہار خود آریہ گزٹ نے اپنے اس شعر میں کیا ہے جو اوپر  
 اسی باب میں درج کیا گیا ہے۔

iii۔ فرعون کا غصہ صرف اس بناء پر تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے رب پر  
 ایمان کیوں لایا ہے۔ الہی نشانات کا حوالہ دیتا ہے وگرنہ کوئی سیاسی، اخلاقی یا تمدنی جرم  
 حضرت موسیٰ پر نہ تھا۔ بعینہ لیکھ رام کے مقابل پر آنے کی وجہ بھی دو خداؤں کا  
 اختلاف تھا۔ اور الہی نشانات ہی مخالفت کا باعث بنے تھے۔

iv۔ فرعون (منفتح) کا دور حکومت (۱۲۳۷ قبل مسیح تا ۱۲۲۵ ق م) ۱۲ سال کے

لگ بھگ بنتا ہے۔ ۱۱ سال مکمل کر چکا تھا اور بارہویں سال میں داخل ہو کر حکومت کر رہا تھا۔ بعینہ لیکھ رام ۱۸۸۵ء سے پہلے آریہ سماجی لیڈر کے طور پر سامنے نہ آیا تھا۔ ایک رنگروٹ کے طور پر پولیس میں بھرتی ہوا۔ گوپشاور میں آریہ سماج قائم کر لی اور صدر بھی بن گیا مگر لیڈر اور پنڈت کے طور پر ۱۸۸۵ء سے جانا اور پہچانا جانے لگا۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت قبول کی اور وفات تک کا عرصہ ۱۱ سال اور کچھ ماہ ہی بنتا ہے جو فرعون مصر (سنفتاح) کے دور حکومت کے برابر ہے۔

## دو سرا شخص

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک کشف میں قوی ہیکل اور مہیب شکل آدمی دیکھا تھا جو لیکھ رام اور ایک دوسرے شخص کے بارہ میں پوچھتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ”مجھے معلوم نہیں رہا کہ وہ دو سرا شخص کون ہے“ اگر مجھے یاد ہوتا تو اسے میں متنبہ کرتا اگر ہو سکتا تو میں اسے وعظ و نصیحت سے توبہ کی طرف مائل کرتا لیکن قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص بھی لیکھ رام کاروپ یا یوں کہو اس کا بروز ہے اور توہین اور گالیاں دینے میں اس کا مشیل ہے۔“ (۱)

واقعات کے مطابق اس دوسرے شخص کے روپ میں سوامی شردهانند ظاہر ہوا جو ۲۳ دسمبر ۱۹۲۶ء کو عبدالرشید کاتب دہلوی کے ہاتھ سے مارا گیا۔

حالات، واقعات اور قرآن نے یہ ثابت کر دیا کہ دوسرے شخص سے مراد سوامی شردهانند ہے۔ جو اس معروف کشف کے ۳۴ سال بعد قتل ہوا۔ کشف کے وقت سوامی شردهانند منشی رام کے نام سے موسوم تھا اور جالندھر میں ایک معمولی وکیل۔ ان کے نام سے کوئی شخص واقف تھا اور نہ انہیں وہ شہرت و عزت حاصل ہوئی

(۱) حقیقتہ الوحی از روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۹۷ حاشیہ

تھی جو بعد کے زمانہ میں حاصل ہوئی۔ واقعہ قتل کے وقت سوامی جی شہرت کے آسمان پر پہنچ چکے تھے اور ایک عالم ان سے واقف تھا۔ یہی گمنامی اس امر کا باعث بنی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس کا نام بھلا دیا گیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا واشگاف الفاظ میں یہ لکھ دینا کہ ”مجھے معلوم نہیں رہا کہ وہ دو سرا شخص کون ہے“ خود اپنی ذات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رام متباز اور سچے ہونے کی تصدیق کر رہا ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے (معاذ اللہ) اگر یہ ہیٹھکوئی اپنی طرف سے گھڑی ہوتی تو آپ ہرگز یہ بات نہ کہتے بلکہ کسی نہ کسی شخص کا نام ضرور لیتے یا پھر ”دوسرے شخص“ کے ذکر ہی کو اڑا دیتے۔ مگر ایسا نہیں کیا۔ اس خدا کے سچے فرستادہ نے جو نظارہ میں دیکھا بلا کم و کاست بیان کر دیا۔

حقیقتہً الوحی کے الفاظ کہ وہ لیکھ ام کاروپ یا اس کا بروز ہے اور توہین و گالیاں دینے میں اس کا مشیل ہے کو سوامی شردھانند کے متعلق حقیقت کے آئینہ میں اگر دیکھیں تو سوامی شردھانند کو لیکھ رام کا مشیل ہی پاتے ہیں۔ اس کو لیکھ رام کے بعد آریوں میں ایک خاص مقام ملا۔ بلکہ لیکھ رام کے کام کو اس کے قتل کے بعد سوامی جی نے ہی سنبھالا اور اس نے آریہ حلقے میں معزز خطابات و القابات پائے جیسے ہندو جاتی کا زیور، سرکردہ لیڈر، قابل تعظیم لیڈر، سپہ سالار قوم، ہندوؤں کا سرتاج وغیرہ (۱) اور ہندوؤں کا بے تاج بادشاہ (۲)

ان مہتمم بالشان خطابات سے یہ بات عیاں ہے کہ آریوں کے دلوں میں سوامی جی کا درجہ اور ان کی قدر و منزلت کسی طرح لیکھ رام سے کم نہ تھی بلکہ وہ پنڈت لیکھ رام کے کامل اور پورے بروز تھے۔

حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب آف پانی پت ایڈیٹر رسالہ کائنات نے ایک

(۱) روزنامہ تیج ۲۵ اور ۲۶ دسمبر ۱۹۲۶ء بحوالہ فاروق قادیان ۲۰-۲۷ جنوری ۱۹۲۷ء جلد ۱۱ شمارہ نمبر ۳۹-۳۰  
(۲) الامان ۳۰ دسمبر ۱۹۲۶ء بحوالہ فاروق قادیان ۲۰-۲۷ جنوری ۱۹۲۷ء جلد ۱۱ شمارہ نمبر ۳۹-۳۰

ٹریکٹ الموسوم ”سوامی شردہانند کا حسرت ناک قتل“ شائع فرمایا۔ جس میں پنڈت لیکھ رام اور سوامی شردہانند میں پائی جانے والی درج ذیل بعض مشابہتوں کا ذکر کیا ہے۔

### مشابہت مابین پنڈت لیکھ رام و سوامی شردہانند

(۱) ابتداء میں لیکھ رام اس قدر دریدہ دہن اور متعصب نہ تھا جس قدر آخر عمر میں اس نے اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بدکلامی کی۔ اس کی ابتدائی حالت کے متعلق خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شہادت ہے کہ ”پہلے اس کی ایسی طبیعت نہیں تھی مگر شریر لوگوں نے اس کی طبیعت کو خراب کر دیا۔“

(حقیقتا الوحی صفحہ ۲۸۸)

(۲) لیکھ رام کی آخری زندگی اسلام پر لغو اور بے ہودہ اعتراضات کرنے۔ مسلمانوں کو برا بھلا کہنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات قدسی صفات کے متعلق بد زبانی اور دریدہ دہنی میں گذری۔

(۲) سوامی شردہانند کی بھی آخری عمر ہندو مسلمانوں میں نفاق و شقاق ڈلوانے اور دونوں قوموں کو لڑوانے میں بسر ہوئی۔ انہوں نے شدھی کو اس کا ذریعہ بنایا جس کی وجہ سے ملک میں ہر طرف فتنہ و فساد کی آگ بھڑک اٹھی۔

(۳) شوامی شردہانند کا قاتل بھی بیان کیا جاتا ہے کہ مسلمان ہے اور اس نے بھی جس وقت زینے پر چڑھ کر سوامی صاحب کے کمرے میں جانا چاہا تو باوجود ملازم کے روکنے اور ڈاکٹروں کی ممانعت کے کہ ان کے پاس کوئی شخص نہ آئے سوامی صاحب نے خود آواز دے کر نووارد کو اپنے پاس بلا لیا۔ (تج ۲۵، دسمبر ۱۹۶۶ء)

(۴) سوامی جی کے قتل کا بھی ٹھیک یہی وقت تھا۔

(۵) سوامی جی بھی جمعہ کے متصل دن (جمعرات کو) مارے گئے۔

(۶) شردہانند کے قتل کی بھی آریہ اخبارات خود بے حد شہرت کر رہے ہیں اور اسے طرح طرح کے عنوانات سے شائع کر کے پیشگوئی کی صداقت پر مرلگار ہے ہیں۔

(۳) لیکھ رام کا قاتل ایک مسلمان بتایا جاتا تھا جس نے اس سے آکر کہا کہ وہ شدھ ہونا چاہتا ہے لیکھ رام نے باوجود لوگوں کے سمجھانے کے کہ اس شخص کو اپنے پاس رکھنا ٹھیک نہیں اس کو اپنے پاس رکھ لیا۔

(۴) لیکھ رام پر حملہ شام کے وقت ہوا۔

(۵) لیکھ رام جمعہ کے متصل دن (ہفتہ کو) قتل ہوا۔

(۶) لیکھ رام کے قتل کی شہرت آریوں نے خود بے انتہاء کر کے پیشگوئی کی صداقت کو تمام دنیا میں پھیلا دیا اور دشمنوں کے ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ نے وہ کام لیا کہ دوست اتنا کام نہ کر سکتے۔

(۷) لیکھ رام کے قتل کے وقت آریہ پبلک اور آریہ اخبارات میں نہایت جوش پھیلا اور بہت سی ناواجب اور خلاف اخلاق حرکات ان سے سرزد ہوئیں۔

(۷) سوامی شردہانند کے قتل ہونے پر بھی آریہ اخبارات اور آریہ پبلک کے غیظ و غضب کی انتہاء نہیں۔ وہ اسلام اور مسلمانوں کے متعلق نہایت غیر ذمہ دارانہ طور پر سخت دل آزار اور ناملائم الفاظ استعمال کر رہے ہیں۔ ۲۵ دسمبر کو سوامی جی کی ارتھی کے جلوس کے موقعہ پر آریوں نے نہایت زہر آلود اور اشتعال انگیز اشعار پڑھے۔

(الامان ۲۷ دسمبر ۱۹۲۶ء)۔  
الفاظ سے گذر کر آریوں نے عملی طور پر اپنے جوش کا ناواجب اظہار کیا اور دہلی میں ۲۳ دسمبر کی شام کو بے گناہ مسلمان راہ گیروں کو مارنا شروع کیا اور ان کے سروں کو کچلنے کی سعی کی گئی اور پانچ مسلمان محمد نبی، اسلام الدین، محمد اسحاق، عبدالعزیز اور محبوب علی کو سخت زخمی کیا گیا جن میں سے آخر الذکر ہسپتال پہنچ کر مر گیا۔

(الامان دہلی مورخہ ۲۷ دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۳)

(۸) سوامی شردہاند کے قتل ہونے پر بھی تحریک شدھی کو نہایت پر زور اور مستقل طور پر جاری رکھنے کے لئے تمام آریہ اخبارات متفق اللفظ ہو کر بکثرت مضامین لکھ رہے ہیں اور اس کام کے لئے ہندوؤں کے متفقہ لیڈروں نے قوم سے دس لاکھ روپیہ کی اپیل کی ہے۔

(تیج ۸، جنوری ۱۹۲۷ء)

(۹) بالکل اسی طرح دس ہزار روپیہ آریوں نے اس شخص کو بطور انعام دینے کا فیصلہ کیا ہے جو سوامی جی کے قتل کی سازش کا پتہ لگائے۔

(الامان ۳، جنوری ۱۹۲۷ء)

(۱۰) سب سے بڑی اور صاف مشابہت دونوں میں یہ ہے کہ آج سوامی شردہاند کو خود آریہ لوگ لیکھ رام ثانی لکھ رہے ہیں۔ (ملاحظہ ہو روزنامہ تیج ۷، ۲ دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۷) اور یوں خود اپنے ہاتھ سے دونوں میں اس کامل مشابہت کا ثبوت بہم پہنچا رہے ہیں جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی پیشگوئی میں فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں سوامی جی نے لیکھ رام کے قتل کے بعد آریہ سماج کے پرچار کا کام اپنے ہاتھ میں لینے اور اس طرح اپنے آپ کو لیکھ رام کا قائم مقام اور اس کا بروز ثابت کرنے کی خود بھی عملی کوشش کی اور اس میں وہ پورے طور پر کامیاب ہوئے۔ چنانچہ تیج لکھتا ہے:

”ہمیں ۱۸۹۷ء کا وہ نظارہ نہیں بھولتا جب پنڈت لیکھ رام کے بلیدان کے

(۸) لیکھ رام کے قتل کے بعد اس کے کام کو جاری رکھنے اور اس کی یاد کو تازہ رکھنے کے لئے نہایت مستعدی کا اظہار کیا گیا اور بہت معقول سرمایہ سے اس کے کام کو جاری رکھنے کی اپیل کی گئی۔

(۹) لیکھ رام کے قاتل کا پتہ لگانے والے شخص کے لئے آریوں نے دس ہزار روپیہ انعام دینے کا اعلان کیا تھا۔ (ایک ہزار روپیہ مراد ہے۔ ناقل)

ساچار سنتے ہی شریمان مہاتمانشی رام جی جالندھر سے لاہور آئے اور  
پینڈت لیکھ رام جی کی شہادت کے متعلق سب کام اپنے ہاتھ میں لے کر  
آریہ جٹا کو دہرم پر درڑہ رہنے کا پدیش دیا۔

(تیج مورخہ ۲۵، دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۳)

جبکہ دوست خود اقراری ہیں کہ سوامی جی پینڈت لیکھ رام کاروپ اور  
اس کے قائم مقام تھے تو پھر اس میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے کہ وہی حقیقی  
طور پر اس پیشگوئی کے بھی مصداق تھے! (۱)  
حضرت مصلح موعود اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”یہ واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے مطابق ہے  
..... حضرت (صاحب) نے دو شخصوں کے قتل کی پیشگوئی کی تھی۔ ان  
میں سے ایک لیکھ رام صاحب تھے اور دوسرے کانام آپ کو اس وقت یاد  
نہ تھا۔ عجیب حکمت ہے کہ پہلے شردہانند صاحب کا نام منشی رام تھا اور  
مارے جانے کے وقت ان کا نام شردہانند تھا۔ اسی وجہ سے حضرت  
صاحب کو ان کا نام یاد نہ رہا۔ پھر وہ لیکھ رام کے بھی قائم مقام ہیں چنانچہ تیج  
نے لکھا ہے کہ جب لیکھ رام کے قتل کی خبر جالندھر پہنچی تو سوامی شردہانند  
صاحب اپنا کام چھوڑ کر لاہور آگئے اور سوامی لیکھ رام صاحب کا کام  
انہوں نے سنبھال لیا۔ بہر حال آریوں میں سے بڑے پایہ کے لیڈر تھے۔  
بہت سی باتیں ان کے قتل کی لیکھ رام صاحب کے قتل سے ملتی ہیں۔ لیکھ  
رام صاحب ہفتہ کے دن جمعہ و عید کے اگلے روز مارے گئے اور یہ  
جمعرات کو مارے گئے جو جمعہ کے ساتھ کا دن ہے وہاں بھی قاتل کبیل پوش  
تھا اور یہاں بھی کبیل پوش ہی ہے۔ وہاں بھی قاتل کو پہلے روکا گیا لیکن

اس کو اندر جانے کی اجازت دی گئی یہاں بھی اسی طرح ہوا۔“ (۱)

کل چلی تھی جو لیکھو پہ تیغ دعا  
آج بھی اذن ہو گا تو چل جائے گی

اس دور میں بھی اللہ تعالیٰ نے ”دوسرے شخص“ کی ہلاکت کی پیشگوئی ایک دفعہ پھر جماعت احمدیہ کے حق میں پوری کی۔ جب ایک آمر مطلق ۱۷ اگست ۱۹۸۸ء کو قہری تجلی کا نشان بنا کر مارا گیا۔

اس شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو نقصان پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کی اور جماعت احمدیہ اور اس کے خلیفہ کے ساتھ نہایت ہتک آمیز سلوک کیا۔ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے عصر حاضر کے اس فرعون کو لیکھو کہہ کر پکارا اور اس کو مخاطب ہو کر فرمایا ۔

ہے تیرے پاس کیا گالیوں کے سوا  
ساتھ میرے ہے تائید رب الوری  
کل چلی تھی جو لیکھو پہ تیغ دعا  
آج بھی اذن ہو گا تو چل جائے گی

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے متعدد بار اسے سمجھایا مگر یہ اپنی شرارتوں میں بڑھتا گیا۔ آخر مباہلہ کے نتیجہ میں جب اس شخص کا معاملہ خدا تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اپنا فیصلہ ۱۷ اگست ۱۹۸۸ء کی سہ پہر کو صادر فرمایا اور وہ ایسے طریق سے خدائے قادر مطلق کی گرفت میں آیا کہ کوئی اسے پہچانہ سکا۔ وہ اپنے ارمانوں کو

(۱) الفضل جلد ۱۳ نمبر ۵۵ مورخہ ۱۱ جنوری ۱۹۲۷ء بحوالہ تذکرہ صفحہ ۲۳۷-۲۳۸ ماہی

دل میں لے کر حسرت و یاس لئے آگ کے شعلوں کی نذر ہو کر اس دنیا سے رخصت  
ہوا۔

اس کے قتل کے واقعہ کو لیکھ رام کے واقعہ سے ملا کر اگر دیکھا جائے تو روح  
خدا کے حضور سجدہ ریز ہو جاتی ہے کہ کس شان کے ساتھ خدا تعالیٰ نے اسے لیکھ رام  
سے ملایا ہے اور پیارے امام کے یہ الفاظ پورے کیے ہیں۔ -  
کل چلی تھی جو لیکھو پہ تیغ دعا  
آج بھی اذن ہو گا تو چل جائے گی

اتفاقات میں سے یہ عجیب اتفاق ہے کہ ضیاء الحق کا دور حکومت بھی فرعون مصر اور لیکھ  
رام کی طرح ۱۱ سال سے کچھ اوپر ہے۔

لیکھ رام کی طرح ضیاء الحق کو بھی موت کا ڈر لاحق تھا۔ ان دنوں گھر سے بہت  
کم نکلتے تھے۔ بہاولپور کا سفر بھی اختیار کرنے سے قبل کئی دفعہ فیصلہ بدلا اور ضیاء الحق کی  
ہلاکت کے وقت اس کی حفاظت کے لئے تمام تر تدابیر بروئے کار لائی گئیں تھیں۔ محفوظ  
ترین ایئر کرافٹ میں سفر کر رہا تھا اور پھر ایک کیپول میں بیٹھا تھا جس کے بارے میں  
کہا جاتا ہے کہ ایئر کرافٹ تباہ ہونے کی صورت میں وہ الگ زمین پر بحفاظت Land  
کر جاتا ہے مگر خدائی قدرت دیکھیں کہ وہ Eject ہی نہیں ہو سکا۔

ایئر کرافٹ جہاں گرا وہ جگہ بستی لال کمال (بہاولپور) کے قریب ہے۔ یہ جگہ  
سرکاری کاغذات میں شمشان گھاٹ (مرگھٹ) کے طور پر الاٹ ہے جہاں کسی وقت  
ہندو اپنے مردوں کو جلایا کرتے تھے۔ پاکستان بننے سے قبل اس علاقہ میں زیادہ تر ہندو  
آباد تھے۔

آگ میں جلنے کے بعد اس کا اور دو سرے ساتھیوں کا نام و نشان مٹ گیا اور  
ایک Danture بچا۔ کچھ راکھ تو اٹھنی کر کے اسلام آباد میں دفنادی گئی اور باقی

راکھ کو سیلاب کے پانی نے دریائے ستلج میں بہا دیا۔ اور اس طرح کئی لحاظ سے لیکھ رام سے مشابہ ٹھہرا۔ ایک دفعہ پھر ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس شعر کو سچا پایا

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں  
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے رو بہ زار و زار

بھارت کے مشہور مقالہ نگار جمناداس نے کراچی کے اخبار ڈیلی نیوز کے حوالہ سے لکھا۔

”جس امریکی ہوائی جہاز کی تباہی ہوئی ہے اسے تمام دنیا میں سب سے زیادہ محفوظ قرار دیا جاتا تھا۔ اس سے پہلے اس طرح کے کسی ہوائی جہاز کو کسی حادثہ کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ اس کی مشینری ایسی ہے کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ چار انجنوں والا یہ ہوائی جہاز پرواز کرنے کے چار منٹ بعد ہی تباہ ہو جائے..... معتبر ذرائع کے مطابق یہ ہوائی جہاز اس طرح تباہ ہوا کہ مسافروں کے جسم بری طرح جل گئے انہیں پہچانا نہیں جاسکتا تھا..... جنرل ضیاء نے وصیت کر رکھی تھی کہ مرنے کے بعد اس کی آنکھیں خیرات کر دی جائیں لیکن آنکھیں تک جل گئیں.... آگے اخبار لکھتا ہے۔

اسلام کی روایات کے مطابق دفن کرنے سے پہلے رشتہ داروں کو لاش کا دیدار کرنے کا موقع دیا جاتا ہے لیکن جنرل ضیاء الحق کا تابوت رسم پوری کرنے کے لئے ان کے نزدیکی رشتہ داروں کے سامنا کھولا نہیں گیا بلکہ اسی طرح دفن کر دیا گیا.... اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ دفنایا گیا وہ ایسا نہیں تھا کہ اسے دیکھا جائے۔

یہ بات لاش کے ٹکڑے ٹکڑے ہو چکے تھے اور وہ بری طرح جل گئے تھے

اس کا ثبوت ہے کہ دھماکہ اتنا تیز تھا کہ انسان اور مشین دونوں ٹکڑے  
ٹکڑے ہو گئے۔“ (۱)

آج بھی جماعت کو بے شمار لکھ راموں سے واسطہ ہے جو ہر وقت مامور زمانہ  
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو نقصان پہنچانے کی فکر میں رہتے ہیں۔ ہم اپنے  
پیارے خدا کے دربار میں امید رکھتے ہیں کہ وہ ان کو نیست و نابود کرے گا اور جماعت  
احمدیہ کی شان کو ہمیشہ بڑھاتا رہے گا۔ اس کا علم ہمیشہ بلند رکھے گا۔ اور ہمارے ازدیاد  
ایمان کی خاطر ہمارے حق میں نشان دکھلاتا رہے گا۔ جس کا اعتراف غیروں کو بھی ہے  
اور وہ یہ لکھنے پر مجبور ہیں کہ:

”مرزائیوں کی حفاظت کے سامان غیب سے پیدا ہو جاتے ہیں.....  
دوسری طرف مرزائیوں کے مخالفین کی تباہی کے سامان بھی غیب سے  
ظہور میں آجاتے ہیں۔“ (۲)

ایک اور نامہ نگار جناب سخاوت حسین آف اوکاڑہ نے پاکستان میں جماعت  
احمدیہ کے خلاف سازش کرنے والوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے اس حقیقت کا  
اعتراف کیا ہے کہ ہر حکمران کا انجام برا ثابت ہوا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

”پاکستان میں پہلی مرتبہ جناب دولت نامہ نے قادیانی مسئلہ کو اٹھایا جس کا نتیجہ  
یہ نکلا کہ اس کے بعد وہ آج تک اقتدار کی کرسی سے محروم رہے۔ پھر  
جناب ایوب خان نے اپنے اقتدار کے ڈوبتے ہوئے دور میں اس مسئلہ کا  
سہارا لینا چاہا۔ انہوں نے اپنے سہارے میں مرزائیت سے بریت کے  
بیانات اخبارات اور ریڈیو پر نشر کئے۔ صدر کی ایماء پر اس وقت کے

(۱) روزنامہ ہند سماچار ۸ نومبر ۱۹۸۸ء  
(۲) ترجمان القرآن اگست ۱۹۳۳ء صفحہ ۵۷-۵۸

گورنر مغربی پاکستان جناب امیر محمد خان نے مرزا غلام احمد قادیانی کی اہم کتب کو ضبط کیا مگر یہ ان کے متزلزل اقتدار کو طول نہ دے سکا بلکہ رسوا ہو کر اقتدار سے علیحدہ ہوئے۔ پھر بھٹو جن کی پارٹی اور حکومت بذات خود مرزائیوں کی امداد و اعانت سے برسر اقتدار آئی تھی نے اپنی گرتی ہوئی ساکھ اور ڈولتے ہوئے اقتدار کو سنبھالا اور طول دینے کے لئے اپنے محسن مرزا کی جماعت کی گردن پر وار کیا اور ایسا وار کہ ۹۰ سالہ مسئلہ حل کر ڈالا بھٹو کا خیال تھا کہ اس مسئلہ کو حل کرنے کے بعد اب انہوں نے پاکستانی عوام کے دل جیت لئے ہیں اور اب وہ تازیت وزیر اعظم پاکستان رہیں گے۔ لیکن ان کا یہ خیال شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکا۔ اب صدر ضیاء الحق نے مرزائیوں سے بریت کا اعلان و اشکاف الفاظ میں کیا ہے اور مرزائیوں کو کلیدی آسامیوں سے علیحدہ کرنے کا عہد کیا ہے لیکن ماضی کو سامنے رکھتے ہوئے دل کانپ جاتا ہے کیونکہ ماضی میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ جنہوں نے بھی قادیانی مسئلہ کو اٹھایا یا چھیڑا وہ اقتدار سے ہاتھ دھو بیٹھے ایسا کیوں ہوتا ہے۔ اس کے پس پردہ کون سے عوامل یا غیبی طاقت کار فرما ہے؟ وہ پوری قوم کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔“ (۱)

جی ہاں! ان کا یہ خدشہ صدنی صد سچا ثابت ہوا۔ ضیاء الحق کو اقتدار سے ہی نہیں اپنی جان سے بھی ہاتھ دھونا پڑا۔ ان کی ہلاکت کا نشان احمدیت اور خلافت کی صداقت پر ایک روشن مینار کی طرح زندہ رہے گا۔ کیونکہ ان کی ہلاکت سے کچھ عرصہ قبل حضرت امام جماعت احمدیہ نے نہایت واضح الفاظ میں فرما دیا تھا:

”جہاں تک صدر صاحب پاکستان کا تعلق ہے وہ چیلنج قبول کریں یا نہ کریں۔ چونکہ وہ تمام آئینہ المکفرین کے امام ہیں..... انہوں نے

معصوم احمدیوں پر ظلم کئے ہیں۔ ایسے شخص کا زبان سے چیلیج قبول کرنا ضروری نہیں ہوا کرتا۔ اس کا اپنے ظلم و ستم میں جاری رہنا اس بات کا نشان ہوتا ہے کہ اس نے چیلیج قبول کر لیا ہے۔“

اس کے بعد ۱۲ اگست ۱۹۸۸ء یعنی اس کی ہلاکت سے صرف ۵ دن قبل واضح رنگ میں فرمایا:

”یہ شخص خدا کی پکڑ اور سزا سے بچ نہیں سکے گا۔ اسے اس کی ہلاکت سے دنیا کی کوئی طاقت بچا نہیں سکتی۔ اس کا نام و نشان مٹ جائے گا۔“

آخر شیر خدا نے بپھر کر ہر بن باسی کو لٹکرا کوئی مبارز ہو تو نکلے، سامنے کوئی مہابیل آئے  
ہمت کس کو تھی کہ اٹھتا کس کا دل گردہ تھا نکلتا کس کا پتہ تھا کہ اٹھ کر، مرد حق کے مقابل آئے  
آخر طاہر سچا نکلا، آخر ملا نکلا جھوٹا جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

پیارے آقا حضرت امام جماعت احمدیہ انہی واقعات کا ذکر کرتے ہوئے پاکستان کے مظلوم احمدیوں کو مخاطب ہو کر یوں فرماتے ہیں:

”اے پاکستان کے معصوم احمدیو! تمہیں مبارک ہو کہ بلند ہمت اور شجاعت اور اولوالعزمی کی یہ صفات تم سے ظاہر ہو رہی ہیں۔ وہ دن دور نہیں جب اول درجہ کے پاک یافتہ ہو کر تم ان ابتلاؤں سے نکلو گے اور عزت اور حرمت کا تاج تمہارے سروں پر رکھا جائے گا وہ دن لازماً آئیں گے کہ مسیح دور ان کو کانٹوں کا تاج پہنانے والے خود کانٹوں میں گھسیٹے جائیں گے اور ذلت اور رسوائی کا تاج ان کے سروں پر رکھا جائے گا۔“

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے  
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے

## منظومات

لکھ رام کی خارق عادت موت پر بہت سی نظمیں لکھی گئیں۔ جنہوں نے اس کی موت کو ایک خدائی نشان سمجھا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ثناء اور حمد میں گیت گائے اور نظموں میں پورے کا پورا واقعہ بڑے حسین پیرائے میں بیان کیا۔ اور اسکی یاد میں ہونے والے جلسوں میں یہ کلام پڑھا۔ اور اس کے معتقدین نے اس کی المناک موت پر مرنیسے، نوے لکھے اور اپنے غبار کو اس طرح ہلکا کیا۔ ہردو جماعت احمدیہ کی تاریخ کا سنہری باب ہیں۔ نظم لکھنے والے یا نظم میں دلچسپی رکھنے والوں کے لئے اس باب میں بعض نظمیں پیش کی جا رہی ہیں۔

## کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

عجب نورے ست در جان محمدؐ      عجب لعلی ست در کان محمدؐ  
 ز ظلمت ہا دلے آنگہ شود صاف      کہ گردد از مہبان محمدؐ  
 عجب دارم دل آن ناکساں را      کہ روتا بنداز خون محمدؐ  
 ندانم ہیچ نفسے در دو عالم      کہ دارد شوکت و شان محمدؐ  
 خدا زان سینہ بیزار است صد بار      کہ ہست از کینہ داران محمدؐ  
 خدا خود سوزد آل کرم دنی را      کہ باشد از عدوان محمدؐ  
 اگر خواہی نجات از مستی نفس      بیارو ذیل مستان محمدؐ  
 اگر خواہی کہ حق گوید ثنایت      بشواز دل ثنا خون محمدؐ  
 اگر خواہی دلیلے عاشقش باش      محمدؐ ہست برہان محمدؐ  
 سرے دارم فدائے خاک احمدؐ      دلم ہر وقت قربان محمدؐ  
 بگیسوی رسول اللہ کہ بسنم      ثار روئے تابان محمدؐ  
 دریں رہ گر کشندم در بسوزند      فتاہم رو زایوان محمدؐ  
 بکار دین نترسم از جہانے      کہ دارم رنگ ایمان محمدؐ  
 بے سہل است از دنیا بریدن      بیاد حسن و احسان محمدؐ  
 فدا شد در ریش ہر ذرہ من      کہ دیدم حسن پنہاں محمدؐ  
 دگر استاد را نامے ندانم      کہ خواندم در داستان محمدؐ  
 بدیگر دلبرے کارے ندارم      کہ بسنم کشتہ آن محمدؐ  
 مرا آن گوشہ چشمے نباید      نخواہم جز گلستان محمدؐ  
 دل زارم بہ پہلوئم مجوید      کہ بستیمش بد امان محمدؐ  
 من آن خوش مرغ از مرغان قدسم      کہ دارد جابہ بستان محمدؐ

تو جان ما منور کردی از عشق  
 فدایت جانم اے جان محمدؐ  
 درینا گردہم صد جان دریں راہ  
 نباشد نیز شایان محمدؐ  
 چہ ہیبت ہا بدانند این جواں را  
 کہ ناید کس . میدان محمدؐ  
 الا اے دشمن نادان و بے راہ  
 بترس از تیغ بران محمدؐ  
 رہ مولی کہ گم کردند مردم  
 بجز در آل و اعوان محمدؐ  
 الا اے منکر از شان محمدؐ  
 ہم از نور نمایان محمدؐ

کرامت گرچہ بے نام و نشان است  
 بیابنگرز غلمان محمدؐ

(استفتاء از روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۲۳)

(ب)

آریوں پر ہے صد ہزار افسوس  
 دل میں آتا ہے بار بار افسوس  
 ہو گئے حق کے سخت نافرمان  
 کردیا دیں کو قوم پر قربان  
 وہ نشان جس کی روشنی سے جہاں  
 ہو کے بیدار ہو گیا لرزاں  
 ان نشانوں سے ہیں یہ انکاری  
 پر کہاں تک چلے گی طراری  
 ان کے باطن میں اک اندھیرا ہے  
 کین و نخوت نے آکے گھیرا ہے  
 لڑ رہے ہیں خدائے یکتا سے  
 باز آتے نہیں ہیں غوغا سے  
 قوم کے خوف سے وہ مرتے ہیں  
 سو نشان دیکھیں کب وہ ڈرتے ہیں  
 موت لیکھو بڑی کرامت ہے  
 پر سمجھتے نہیں یہ شامت ہے

میرے مالک تو ان کو خود سمجھا  
 آسمان سے پھر اک نشان دکھلا

(درمبین)

جب کھل گئی سچائی پھر اس کو مان لینا  
 کس کام کا وہ دیں ہے جس میں نشان نہیں ہے  
 اک ہیں جو پاک بندے اک ہیں دلوں کے گندے  
 پاکوں کو پاک فطرت دیتے نہیں ہیں گالی  
 لیکھو کی بد زبانی کا رد ہوئی تھی اس پر  
 اپنے کئے کا ثمرہ لیکھو نے کیسا پایا  
 نبیوں کی ہتک کرنا اور گالیاں بھی دینا  
 مجھ کو ہو کیوں ستاتے سو افترا بناتے  
 جس کی دعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر  
 نیکوں کی ہے یہ خصلت راہ حیا یہی ہے  
 دیں کی مرے پیارو! زریں قبایہی ہے  
 جیتیں گے صادق آخر حق کا مزایہی ہے  
 پر ان سیہ دلوں کا شیوہ سدا یہی ہے  
 پھر بھی نہیں سمجھتے حتم و خطایہی ہے  
 آخر خدا کے گھر میں بد کی سزایہی ہے  
 کتوں سا کھولنا منہ ختم فنا یہی ہے  
 بہتر تھا باز آتے دور از بلا یہی ہے  
 ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے

اس دیں کی شان و شوکت یارب مجھے دکھاوے  
 سب جھوٹے دیں مٹا دے میری دعا یہی ہے  
 (در شین)

## مرد حق کی دعا

دو گھڑی صبر سے کام لو ساتھیو!  
 آہ مومن سے نکرا کے طوفان کا  
 تم دعائیں کرو یہ دعا ہی تو تھی  
 ہے ازل سے یہ تقدیر نمودیت  
 یہ دعا ہی کا تھا معجزہ کہ عصا  
 آفت ظلمت و جور ٹل جائے گی  
 رخ پلٹ جائے گارت بدل جائے گی  
 جس نے توڑا تھا سر کبر نمود کا  
 آپ ہی آگ میں اپنی جل جائے گی  
 ساحروں کے مقابل بنا اڑدھا

آج بھی دیکھنا مرد حق کی دعا  
خون شہیدان امت کا اے کم نظر  
ہر شہادت ترے دیکھتے دیکھتے  
ہے ترے پاس کیا گالیوں کے سوا  
کل چلی تھی جو لیکھو پہ تیج دعا  
دیر اگر ہو تو اندھیر ہرگز نہیں  
سنت اللہ ہے لاجرم بالیقین  
یہ صدائے فقیرانہ حق آشنا  
تیری آواز اے دشمن بد نوا  
عصر بیمار کا ہے مرض لادوا  
اے غلام مسیح الزماں ہاتھ اٹھا

سحر کی ناغٹوں کو نکل جائے گی  
رائیگاں کب گیا تھا جو اب جائے گا  
پھول پھل لائے گی پھول پھل جائے گی  
ساتھ میرے ہے تائید رب الوری  
آج بھی اذن ہوگا تو چل جائے گی  
قول املی لہم ان کیسی متین  
بات ایسی نہیں جو بدل جائے گی  
پھیلتی جائے گی شش جہت میں سدا  
دو قدم دور دو تین پل جائے گی  
کوئی چارہ نہیں اب دعا کے سوا  
موت آ بھی گئی تو ٹل جائے گی

(کلام حضرت مرزا طاہر احمد - مصباح مارچ ۱۹۹۷ء)

## اسکا منہ مانگا نشان ہے یہ نشان لیکھ رام

(مولوی محمد علی اظہر سابق ٹیچر تعلیم اسلامی ہائی سکول قادیان)

کس قدر روشن ہے یہ نشان لیکھ رام  
شامت اعمال سے لبریز پیانہ ہوا  
انبیاء کی شان میں توہین دین اسلام میں  
گرچہ سمجھایا بہت لیکن نہ ہوش آیا اسے  
شوخی دشہ میں جو اس کے سخت طغیانی ہوئی  
اس نے مانگی تھی دعا پیش خدائے ذوالجلال

ہو رہے ہیں آریہ سب نوحہ خوان لیکھ رام  
تب مسیح وقت سے الجھی روان لیکھ رام  
چل رہی تھی تیز آری سی زبان لیکھ رام  
تھی طلبگار نشان روح روان لیکھ رام  
تب نظر آیا نشان خون نشان لیکھ رام  
وا ہوئی تھی اک ادا سے واں زبان لیکھ رام

اک تسخیرِ زادا سے تھا بیان لیکھ رام  
 کر دیا آخر عیاں کذب نہان لیکھ رام  
 بن گئی خود تیغ بران وہ زبان لیکھ رام  
 اوسکا منہ مانگا نشان ہے یہ نشان لیکھ رام  
 جائے عبرت ہے برائے پیروان لیکھ رام  
 تا عیاں ہو خلق پر راز نہان لیکھ رام  
 حضرت مرزا کو تھا وہ رازدان لیکھ رام  
 تیغ خون آشام ہو تیغ زبان لیکھ رام  
 ہے اگر طاقت بچا لو اے یلان لیکھ رام  
 ہے یہ میرے صدق دعویٰ پر نشان لیکھ رام  
 جان تک حاضر ہے اپنی پھر بسان لیکھ رام  
 اور ثبوت کذب و بطل حامیان لیکھ رام  
 تم بچا سکتے نہیں اے ہمدان لیکھ رام  
 تھی عقیدے کے خلاف اپنے یہ آن لیکھ رام  
 کہہ گئی جو کچھ کہہ کہنا تھا زبان لیکھ رام  
 یعنی مرزا اور سارے دشمنان لیکھ رام  
 ہو گیا ثابت یہ ہے کذب بیان لیکھ رام  
 بن گئی جرم مجسم جب کہ جان لیکھ رام  
 کار پرداز قضا و قدر دان لیکھ رام  
 خوش تھا اپنے گھر میں سارا خاندان لیکھ رام  
 سامنے سب کے ہوئی وہ جان ستان لیکھ رام  
 پھر گئی پیٹ میں تیغ زبان لیکھ رام

کذب و صدق و بیدک و اسلام کے اظہار پر  
 ایسی گستاخی نہ بھائی قادر و غیور کو  
 تیغ بران زبان سے تھا دلوں کو چیرتا  
 امتیاز کذب و بیدک ست میں صدق اسلام میں  
 ہاں بڑے اصرار سے اس نے یہ مانگا تھا نشان  
 کی دعا حق سے مسیح وقت نے اس کے لئے  
 اس علیم و قادر و غیور نے بتلا دیا  
 چھ برس میں عید سے اقرب چھٹی تاریخ میں  
 ہے یہ عمل سامری کٹ جائے گا جل جائے گا  
 یہ کہا لکار کر شیر خدا نے بر ملا  
 مگر نہ ہو پورا تو چاہو جو کرو حاضر ہوں میں  
 شوکت اسلام کا ہے یہ بڑا بھاری نشان  
 یہ خدا کا قول ہے ہو کر رہے گا بے خطا  
 بالقابل افترا سے وہ بھی ملہم بن گیا  
 پر اسے تو شوخی و شرکی ادا منظور تھی  
 تین سالوں میں کہا الیثور نے ہو جائیں فنا  
 بال بیکا فضل ایزد سے نہ مرزا کا ہوا  
 آخرش جب آگیا وقت سرائے پر خطا  
 ہر طرف سے گھیر کر لایا اوسے لاہور میں  
 تھی چھٹی مارچ کی اور دن عید سے تھا متصل  
 تیغ بران محمدؐ تب ہوئی جلوہ نما  
 کی بہت کوشش مگر تیر قضا کب ٹل سکے

مہر خاموشی لگادی بر زبان لیکھ رام  
 جانتا تھا پر نہ بولا خاندان لیکھ رام  
 کانپ اٹھتی نام مرزا پر بھی جان لیکھ رام  
 نام مرزا بن گیا سوہان جان لیکھ رام  
 جس سے عاجز آج تک ہیں پیروان لیکھ رام  
 تا عیاں ہو صدق مرزا و کذب آن لیکھ رام  
 اور ہے تکذیب ویدک مت نشان لیکھ رام  
 سرکشی سے باز آتے سرکشان لیکھ رام  
 دمدم وہ ہو رہے ہیں ہم زبان لیکھ رام  
 ہیچ ہے ان کی نظر میں یہ نشان لیکھ رام  
 بھٹش کے خواہان ہیں یہ سب گمراہ لیکھ رام  
 جس پہ ظاہر ہے درون حامیان لیکھ رام  
 بے نشان ہو جائیں گے سب خود سران لیکھ رام  
 آریہ مت بھی فنا ہوگا بسان لیکھ رام  
 دیکھ لو گے انتہائے خادمان لیکھ رام  
 آریہ مت پر بھی وارد ہو نشان لیکھ رام

(فاروق قادیان ۶ مارچ ۱۹۲۶ء جلد ۱۰ نمبر ۲۳، صفحہ ۲۲)

تھا غضب بھڑکا ہوا اللہ کا اک جوش پر  
 اپنے قاتل کا پتہ بتلا سکا ہرگز نہ وہ  
 رعب حق چھایا نہ ہرگز کر سکی اظہار کچھ  
 سب ادھرڑ جاتی سلائی کانپ کر سارا بدن  
 علم غیب اور اپنی قدرت کا دیا حق نے ثبوت  
 کرتے ہیں تشیرتب سے ہر چھٹی مارچ کو وہ  
 ہے صداقت کا یہ دین اسلام کا بین نشان  
 اس نشان کو دیکھ کر واجب تھا ان کے واسطے  
 دم بدم طغیان و بغض و کیں مگر ہے جوش پر  
 کرتے ہیں اللہ کی آیات کی تحقیر وہ  
 لات کے یہ بھوت ہیں باتوں سے کب مانیں بھلا  
 قادر و غیور نے جو ہے علیم اندرون  
 اپنے پیارے میرزا پر یہ بھی ظاہر کر دیا  
 ہیں حقیقت سے تھی مرجائیں گے کھپ جائیں گے  
 تم سے لاکھوں اور کروڑوں زندہ ہی ہوں گے ابھی  
 آرہے ہیں اب نظر آثار اظہر بے گماں

## چھ مارچ

(رحمت اللہ شاکر سابق سب ایڈیٹر الفضل)

خدا کے فضل سے چھ مارچ ہے پھر ایک بار آیا  
دک اٹھے ہیں چہرے آج جوش کامرانی سے  
بڑھی جب بد زبانی حد سے لیکھورام پنڈت کی  
حکست ایسی ہوئی ویدک دھرم کو پھر نہیں اٹھا  
ہوا ٹکڑے وہ آخر کار اس کی تیغ براں سے  
نہیں یہ مرگ لیکھو موت ہے یہ آریہ مت کی  
وہ یک شنبہ کا دن اور وقت صبح یاد ہے سب کو  
قوی بیکل بھی تھا اور شکل ہیبت ناک تھی اسکی  
یہ تھا کشف حس کھصاف لفظوں میں یہ مطلب ہے  
رہا کرتا ہے سارا سال جس کا انتظار آیا  
رہا کرتے ہیں جس دن آریہ سب اشکبار آیا  
تو اس تاریخ کو قہری نشان کردگار آیا  
جری اسلام کا اس جنگ میں بھی کامگار آیا  
خدا کے پہلوؤں کے سامنے جو نابکار آیا  
کہ جس کا پہلوؤں میدان میں سر اپنا ہار آیا  
خبر دینے کو جب اک قاصد پروردگار آیا  
سزا کے بعد فارغ ہو کے تھا وہ نامدار آیا  
فرشتہ پیٹ میں لیکھو کے ہے خجراتار آیا

پڑے رویا کریں اب آریہ ہر سال لا حاصل

ہو انی النار جو واپس نہیں پھر بار بار آیا

(فاروق قادیان ۷ مارچ ۱۹۳۱ء جلد ۱۵ نمبر ۴۴)

## پیشگوئی لیکھ رام

(حسن رہتاسی)

حسن رہتاسی نے ۶ مارچ ۱۹۳۲ء کو ہونے والے مشاعرہ میں درج ذیل نظم بعنوان  
”پیشگوئی لیکھ رام اور یوم العجل“ پڑھیں۔ یوم العجل نظم فارسی میں ہے۔  
سید کونین کے حق میں تھا بدگو اس قدر سننے والا بول اٹھا الحفیظ و الامان

چل گئی اس کے شکم میں اپنی ہی تیغ زباں  
 اور چڑھ دوڑی بڑے غصہ میں سوئے قادیان  
 دیکھ کر یہ ماجرا بولا خدا کا پہلوان  
 تو ہوئے جاتی ہے ناحق ناخدا پر بدگماں  
 اتفاق اچھا ہوا اب کے قیام قادیان  
 (فاروق قادیان ۱۳ مارچ ۱۹۳۲ء نمبر ۲۵ جلد ۱۶)

آج وہ دن ہے کہ اس نے پائی پاداش عمل  
 قتل پر اس کے مچلایا شور اس کی قوم نے  
 شور شیون چیخنا چلانا جب حد سے بڑھا  
 غرق کی کشتی خدا نے تیری اے حق ناشناس  
 کچھ سنائی کچھ سنی یاران محفل کی حسن

## (ب) یوم العجل

بد ستنش مایہ سود و زیان است  
 برائے عاشق صادق حیات است  
 بگوئی کارواں در کارواں است  
 نشان اندر نشان اندر نشان است  
 گمے تمہ زناں برق جہان است  
 زمین شاہد گواہش آسمان است  
 دلے صید دیانندی جوان است  
 میان اس و آل فرقے عیاں است  
 نہ اس بزم بتان مہوشاں است  
 کہ ذات او خبیر و غیب دان است  
 چرا پرخاش تو با آسمان است  
 چرا انگشت سوئے قادیان است  
 برائے قتل تو تیغ زبان است  
 خیال باطل دوہم و گمان است  
 نہ فلیطیدن بخاک و خون نشان است

بنام پاک آل کو حرز جان است  
 گرفتم ذات او از بس نہاں است  
 اگر برہستی اش جوئی دلیلے  
 مہ خورشید و انجم ہر یکے زان  
 گمے مشغول گریہ ابر نیساں  
 چہ روشن تر نشانے ہیں نشان است  
 غلام احمد مدنی ست پیرے  
 نہ پوشیدہ است نے مخفی نہ نہاں  
 میان کفر و ایمان است رزمے  
 نہ اند جز خدا کس غایت کار  
 قضا خندید و گفت اے گار بے مغز  
 تو خود درخواستی تازہ نشانے  
 کہ از روز ازل در قبضہ تو  
 قتیلاں را شہادت ندادون  
 شہادت ہست در رائش گذشتن

زا محمد آمد این اعجاز احمد غلام او فقط یک ترجمان است  
 بیابگرز غلمان محمد کرامت گرچہ بے نام و نشان است

۶ مارچ ۱۹۳۴ء کو ”یوم نشان لیکھ رام“ پر ایک جلسہ بیت نور قادیان میں ہوا۔ جس میں حسن رہتاسی نے ایک رباعی اور ایک نظم فی البدیہہ پڑھی۔ اس نظم کا ایک حصہ لیکھ رام کی پیشگوئی کے بارہ میں ہے جو درج ہے۔۔

### (ج) رباعی

ہو گڑھے میں یا کوئی بلائے بام  
 ایک ہی قانون کے نیچے ہیں سب  
 ہو کہیں بھی دشمن خیر الانام  
 ڈوئی ہو، آتھم ہو یا ہو لیکھ رام

### (د) ☆ ☆ ☆

گو نشان اس کو ملے درگاہ حق سے بے شمار  
 آریوں میں ایک پنڈت تھا مسافر لیکھ رام  
 جسد انسانی میں عجل خوار تھا وہ ناریہ  
 اپنی ہی تیغ زباں اس کے شکم میں پھر گئی  
 کٹ چکا جب تیغ بران محمد سے شکم  
 تھی نہ یہ سازش کسی کی بلکہ تھا قہری نشان  
 اک نشان قہر سے ہیبت میں ہے روح و بدن  
 موٹا تازہ۔ صاف ستھرا اور بڑا گندہ دہن  
 بھوت تھا سایہ تھا یا وہ غول تھا یا اہرمن  
 قوم نے پھر نذر آتش کر دیا مردہ بدن  
 تب مسافر کو پسند آیا جہنم میں وطن  
 نشہ پندار جس سے ہو گیا سارا ہرن

(فاروق قادیان ۱۴ مارچ ۱۹۳۴ء جلد ۱۸ نمبر ۳۸)

## نشان لیکھ رام

(مولوی محمد یعقوب طاہر)

فتنہ سلمان بن گئی تب دہر میں قوم ہنود  
 پھر رہے ہیں دندانے چار سوان کے جنود  
 چھیدتے تھے اس انی سے بارہا قلب و جلوہ  
 جس نے بھڑکایا جہاں میں فتنہ عاد و ثمود  
 چاہتا تھا قوم مسلم پر رہے دور جمود  
 عدل و انصاف و حیا کی توڑ دیں اس نے قیود  
 خوش رہی اس فتنہ پردازی پر یہ قوم حسود  
 اس کے گھر میں آگیا اک مرسل رب و دود  
 تن میں اٹھنے کی رکھی طاقت نہ کچھ تاب تعود  
 قتل سے تجھ کو بچا سکتی نہیں قوم ہنود  
 سچ تو یہ ہے صدق پر ہیں آپ کے لاکھوں شہود  
 اس کے قاتل کا نظر آتا بھلا کیونکر وجود  
 دیکھ لو وہ کٹ گیا سر اپنی ہی تلوار سے  
 (فاروق قادیان ۱۴ مارچ ۱۹۳۲ء نمبر ۲۵ جلد ۱۶)

درپے تخریب ملت جب ہوا چرخ کبود  
 چشم عبرت نے یہ دیکھا منظر حسرت فزاد  
 گالیاں دیتے یہ بد باطن رسول پاک کو  
 خوان بدگوئی کا ریزہ چیں ہوا پھر لیکھ رام  
 موجزن اس کی رگوں میں تھلوریاے عناد  
 بد زبانی میں یہاں تک بڑھ گیا یہ بد نصیب  
 دیدہ خونبار سے رویا کئے مسلم مگر  
 آخرش عرش الہ سے کھینچ کر اپنی کٹار  
 خنجر براں سے کاٹا اس نے یوں لیکھو کا پیٹ  
 کہہ دیا تھا احمد مرسل نے اس کو بر ملا  
 جو کہا پورا ہوا۔ جو کچھ بتایا سچ ہوا  
 بد زبانی صورت خنجر ہو جس پر چل گئی  
 دیکھ لو وہ مر گیا بد بخت اپنے وار سے

۱۹۳۳ء کو بھی قادیان میں مشاعرہ منعقد ہوا مصرعہ طرح - "ہاتھ شیروں پر نہ ڈال  
اے رو بہ زار و نزار" تھا اس مشاعرے سے دو نظمیں پیش ہیں۔

## I۔ مولوی محمد یعقوب طاہر اسٹنٹ ایڈیٹر الفضل

دم بخورد شمن ہوئے اعداء ہوئے سب سرگموں  
کس کو بھولا ہے بھلا لیکھو کا وہ یوم ممت  
بد زبانی، کینہ توڑی، دشمنی، بد طینتی  
باز جب آیا نہ طعن سید لولاک سے  
"جو خدا کا ہے اسے لکارنا اچھا نہیں  
قدرت حق سے ملی آخر سزائے سامری  
دیکھ کر پھر اپنی آنکھوں سے مال شیطنت  
کھول کر چشم حقیقت دیکھ یہ عبرت کی جا  
شادمانی اہل حق پر عرش سے نازل ہوئی

حجت حق کی پڑی باطل کے سر پر ذوالفقار  
تیغ بران محمد کا ہوا جس دن شکار  
بس یہی اوصاف تھے جن سے ہوا رسوا و خوار  
احمد موعود نے اس سے کہا یہ بار بار  
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے رو بہ زار و نزار"  
یعنی آنتوں میں گئی اس کے اتر خنجر کی دھار  
حسرت و اندوہ و غم سے چل بسا وہ سوئے نار  
آج ڈھونڈے بھی نہیں ملتا کہیں اس کا مزار  
اور رسوا ہو گئے باطل پرستان د یار

## II۔ عبداللہ خاں اختر جتوئی

لیک بد باطن بھلا کب سنتے ہیں آواز حق  
چاہتے تھے منہ کی پھونکوں سے بھانا نور حق  
ان کے کاروبار کا سردار تھا وہ لیکھ رام  
الغرض حد سے بڑھا کرنے لگا مشق جفا  
تب غلام احمد مختار نے اس کو کہا  
ورنہ ہو گا عید کے دن قتل از دست خدا  
آگیا وہ وقت آخر کٹ گیا تب لیکھ رام

روک بن کر آگئے تب ہر طرف سے بد شعار  
اس لئے لڑنے لگے وہ اہل حق سے بار بار  
گالیوں پر جس نے سمجھا دین کا دار و مدار  
سرور ہر دوسرا کو گالیاں دیں بے شمار  
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے رو بہ زار و نزار  
اور تباہی میں پڑے گا تیرا سارا کاروبار  
شجر امید آریوں کا ہو گیا بے برگ و بار

کیا ہوا کیونکر ہوا یہ قتل بے قاتل شکار  
 ہو چکے تھد توں سے جن کدل تاریکو تار  
 عشق احمد میں جلیں وہ رات دن پروانہ وار  
 جو ہے جبار اور ستار اور غفار و قمار  
 عزت ملی کو پا اور قوم کا بن افتخار  
 (فاروق قادیان ۲۱ مارچ ۱۹۳۳ء جلد ۱۷ نمبر ۳۶)

شور تھا چرچا بھی تھا ہنگامہ تھا ہر بزم میں  
 تھی یہ عبرت دشمنان دین احمد کے لئے  
 آہ اب بھی وقت ہے وہ ہوش میں آئیں اگر  
 وہ خدا ان پر کرے گارحتیں نازل سدا  
 چھوڑ اختر کرد فر زندگی کے لطف کو

## اب بھلا چیخنے چلانے سے بنا کیا ہے؟

(ڈاکٹر منظور احمد منظور بھیروی از سلانوالی)

طالب حق ہو اگر کوئی تو جھگڑا کیا ہے؟  
 اہل انصاف سے تم پوچھو تو چرچا کیا ہے  
 سامنے آئے ابھی وقت ہے بگڑا کیا ہے  
 آپ سچے ہیں تو پھر آپ کو دھڑکا کیا ہے  
 جب خدا کچھ نہیں کر سکتا تو بندہ کیا ہے  
 وہ خدا کیسا ہے اور اس پہ بھروسہ کیا ہے  
 یہ تو بتلاؤ کہ اس نے تمہیں سمجھا کیا ہے  
 اس نے لیکھو کو بچایا نہ تماشایا کیا ہے  
 اور دیکھو گے ابھی آپ نے دیکھا کیا ہے  
 تم تو اب مورد الزام ہو پروا کیا ہے  
 اب بھلا چیخنے چلانے سے بنا کیا ہے  
 جانتے بھی ہو میرے مولا کا منشاء کیا ہے

بحث کیا کرتے ہو ان بحثوں میں رکھا کیا ہے  
 کہتے کس منہ سے ہو اعجاز یہ ایسا کیا ہے  
 موت لیکھو سے تسلی نہ ہوئی ہو جس کی  
 مرد میدان بنو اور کوئی آجاؤ؟!!  
 مانا وہ فعل ہے بندے کا خدا کا نہ سہی  
 جو کہ خود بندہ عاجز سے بھی عاجز نکلا  
 وہ تو جھوٹے کی حمایت نہیں کرتا ہرگز  
 آریو! تم بھی جسے قادر مطلق مانو  
 یہ تو تمہید تھی اک تہر خدا کی گویا!  
 کر چکی تم کو تو لیکھو کی گواہی ملزم  
 مل گیا تم کو جو ملنا تھا کئے کا ثمرہ  
 فیصلہ ہو بھی گیا اب تو سنبھل جانا تھا

کچھ تو بتلاؤ کہ اسلام سے اچھا کیا ہے  
مان لینے میں بھلا آپ کو گھانا کیا ہے؟  
اٹھ کر باندھ بھی منظور تو بیٹھا کیا ہے  
(فاروق قادیان ۶ مارچ ۱۹۳۶ء صفحہ ۳۷)

بد زبانی تو شریفوں کا نہیں ہے شیوہ  
روز روشن کی طرح جب ہے صداقت ظاہر  
خدمت دین کا ہے وقت خدا ناصر ہے

## کسی کو فتح کسی کو خدا کی مار آئے

(سید عبدالقادر شاہ بخاری عبیدی سلانوالی)

مقابلے میں جو احمد شامسوار آئے  
جو برہمن کو وہ دیکھے تو بندہ وار آئے  
وہ دیکھ بھال لے جس کو نہ اعتبار آئے  
دلیل کی جگہ گالی کہاں بکار آئے  
کیسے چپ کرے اور اس کو کیوں قرار آئے  
مقابلے میں نہ کیوں مدعی کو ہار آئے  
کسی کو فتح کسی کو خدا کی مار آئے  
ہمیں بھی کر کے دکھا دو تو اعتبار آئے  
کہ بد زبان کو جا کر چھرے سے مار آئے  
اک آریوں کی ساتھ ہی سنوار آئے  
ڈوٹی وغیرہ کئی ایسے بے شمار آئے  
لے کے رزم میں جو تیغ آبدار آئے  
ہیں آریوں کو سوامی یہی سدھار آئے  
یہ شعر عبیدی کے پڑھتے نہ تم کو عار آئے

(فاروق قادیان ۶ مارچ ۱۹۳۶ء صفحہ ۳۲)

سنبھل سنبھل کے قدم سوائے کارزار آئے  
صنم کدے میں جو جائے تو بت کریں سجدہ  
ہزاروں زندہ کرامات اس میں ہیں موجود  
وہ لیکھ رام کی لافیس کہاں گئیں یارو!  
شان یار تھا لیکھو کی موت میں پنہاں  
خدا کا شیر مقابل میں اور ادھر لیکھو  
خدا کا ایک نشان تھا جو پورا ہونا تھا  
اگر وہ کام خدا کا نہ تھا تمہیں شک ہے  
خدا کے ایک فرشتے کا تھا سماء سے نزول  
مارا جانا تھا مارا گیا بجکم خدا  
مخالف ایک نہ باقی بچا مقابل میں  
نے سیف جو لکھی تو خود مواکٹ کر  
خدا سے دور ہوئے اور بتوں کو بھی چھوڑا  
اسی لئے تو چلایا قلم ہے نرمی سے

## ماتم پڑا تھا گھر گھر

(قاسم علی احمدی)

گل ہائے معرفت کی پھیلائی جس نے خوشبو مومن بنائے ہیں جس نے بہت سے ہندو  
دھو میں مچی ہوئی ہیں عالم میں جس کی ہر سو جس کی دعا سے آخر کٹ کر مرا تھا لیکھو

ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے

اللہ نے دیا ہے جس کو دلوں پہ قابو کافر بھی کہہ رہے ہیں جس کے اثر کو جادو  
فضل و کرم خدا کے ہیں جس کے دست و بازو جس کی دعا سے آخر کٹ کر مرا تھا لیکھو

ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے

آئیں سعید رو میں جس کی طرف سمت کر جو تھیں شقی و ازلی وہ پھر گئیں پلٹ کر  
جس کے مخالفوں کا تختہ رہا اولٹ کر جس کی دعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر

ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے

اخبار آریوں کے چلتے ہیں جس سے ہٹ کر پکڑے کہیں نہ ان کو قہر خدا جھپٹ کر  
سن او سماجی پیارے اس سے نہ تو کپٹ کر جس کی دعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر

ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے

صدق و صفا کی راہیں جس سے ہوئی ہیں ظاہر محبوب جس سے فاجر مغلوب جس سے کافر  
مہسوت جس کے ڈر سے مغرور اور فاجر جس کی دعا سے لیکھو کٹ کر مرا تھا آخر

ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے

تائید ہو رہی ہے فضل خدا سے جس کی تصدیق ہو رہی ہے ارض و سما سے جس کی  
سو سو قضا معلق ہر اک ادا سے جسکی لیکھو مرا تھا کٹ کر آخر دعا سے جسکی

ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے

(فاروق قاریان ۶ مارچ ۱۹۲۶ء سرورق)

۲۲۴

اب ہم یہاں جمات احمدیہ کے دو عظیم اور معروف شعراء کی نظمیں بطور خلاصہ مضمون دے رہے ہیں۔ جن میں پیشگوئی اور واقعہ قتل کے تمام پہلوؤں کا بڑی عمدگی سے احاطہ کیا گیا ہے۔ اس طرح ان نظموں سے مضمون کی دہرائی ہو جائے گی۔ پہلی نظم محترم جناب عبدالمنان ٹاہید کی ہے جو انہوں نے زیر عنوان ”ماموریت اور نشان نمائی کا دعویٰ“ تحریر کی اور دوسری نظم شاعر لاہور محترم جناب طاقتب زیروی کی ہے۔ جو ”قتل لیکھ رام - آریہ جاتی کے لئے اسلام کی زندگی کا ایک روشن ثبوت“ کے عنوان پر لکھی۔

## ماموریت اور نشان نمائی کا دعویٰ

ملا اس کو ماموریت کا مقام  
 ”قل انی امرت“ کا فرمان تھا  
 بلاتا رہا روز شب تین سال  
 یہاں اور وہاں کچھ پذیرائی بھی  
 مسیحا نے دی قادیاں سے صدا  
 خدا کی نظر میں وہ منظور ہے  
 وہ اپنی صدی کا مجدد بھی ہے  
 بفیض کمالات خیر البشر  
 وہی اس کی مسکینی و عاجزی  
 خواص انبیاء و رسل کے ملے  
 کچھ عرصہ رہے میرے پاس آن کر  
 چمکتے نشان دین اسلام کے  
 تو حرجانہ دوں گا میں چوبیس سو  
 گئے ملک میں اور سمندر کے پار  
 علماء کو دانشوروں کو گئے  
 مہراجوں فرمانرواؤں کو بھی

بفیض افاضات خیر الانام  
 نشان اولیں اس کی پہچان کا  
 خدا کی طرف حسن شیریں مقال  
 ہوئی اس پہ ہنگامہ آرائی بھی  
 پھر اک دن بحکم خدا یوں ہوا  
 کہ وہ اس زمانہ کا مامور ہے  
 جھلک روح میں ابن مریم کی ہے  
 ملا ہے اسے یہ کمال ہنر  
 مسیحا میں موسوی ناصری  
 مقام ولایت سے بڑھ کر اسے  
 ہے اس میں کسی کو کوئی شک اگر  
 خدا کی طرف سے وہ خود دیکھ لے  
 وہ دیکھے نہ گر سال بھر میں یہ ضو  
 یہ مضمون جس کے چھپے اشتہار  
 سبھی مذہبی لیڈروں کو گئے  
 ہر اک شہر میں گاؤں گاؤں کو بھی

ہوئے آشنا اس سے اہل قلم  
اس آواز میں تھی اک ایسی کشش  
بہت زور میں تھے بہت پادری  
فقط ہندوؤں میں سے دو شخص تھے  
مگر عمد و پیاں کے دونو تھے خام  
یہ پہلا تھا اک بندہ بے وقار  
یہ شرط اس نے اپنی بھی اک پیش کی  
یہ بات آپ نے اس کی منظور کی  
ہوا اس پہ عزم آپ کا آشکار  
مگر وقت اس کے تعاقب میں رہا  
الہی تصرف کی ساعت سعد  
نواسہ تھا ایک اس کا بھگوتی نام

سبھی نامور صاحبان چشم  
مذہب کا عالم ہوا مرتعش  
مقابل پہ آنے کی جرات نہ تھی  
جو آمادہ آزمائش ہوئے  
تھا اندر من اک، دوسرا لیکھرام  
مہاراجہ ناہبھہ کا آلہ کار  
رقم بک میں آپ دیں پیشگی  
جو روک اس کے آنے میں تھی دور کی  
تو کی اس نے راہ فرار اختیار  
وہ تقدیر سے بھاگ سکتا تھا کیا  
گئی اس کے گھر پندرہ سال بعد  
لگا پینے وہ حوض کوثر کے جام

کیا اس نے دین محمد قبول

ہوا جا کے حلقہ بگوش رسول

ادھر دوسرا شخص تھا لیکھرام  
یہ آیا تو تھا قادیاں میں مگر  
یہاں آپ کے گاؤں میں آپ کا  
بنا تھا وہ چوڑھوں چہاروں کا پیر  
نہ عقبے کی فکر اور نہ دنیا کا ہوش  
تمسخر عمل، سوتیانہ مقال  
کبھی بد زبانی کو دیتا وہ طول  
اسے آپ سے بغض تھا بر ملا  
وہ اس شخص کا ہمنوا بن گیا  
جتلیا اسے اس طرح اپنا پیار

دریدہ دہن اور زباں بے لگام  
رہا دشمنوں کے ہی زیر اثر  
بڑا دشمن اک جدی بھائی بھی تھا  
بہت سخت بیہودہ گو بے ضمیر  
شب و روز عیش و طرب ناؤ و نوش  
زباں ہرزہ گو ملحدانہ خیال  
نہ بچتا خدا نہ خدا کا رسول  
خدا واسطے کا اسے بیر تھا  
گیا اور خود آریہ بن گیا  
بنا لیکھرام اس کا آلہ کار

بدرگاہ مہدی خیر اللہام  
 اگرچہ رہا دو مہینے وہاں  
 کیا تیز دشنہ بھی دشنام کا  
 تسخر سب احکام اسلام کا  
 حقارت سے کرتا تھا قرآن کا ذکر  
 وہ گستاخ خیر الرسل ہو گیا  
 اگر بحث کرنا نہیں چاہتے  
 کہ وہ بھی ہے منجملہ ماکرین  
 نشان آسمانی تو مانگیں کوئی  
 خبر کوئی دونو کے بارے میں دی  
 اگر وہ کہیں تو کہوں صاف صاف  
 مگر سامنے لیکھرام آیا  
 لکھی اس نے رد براہین میں  
 کیا عہد ساکھی اسے جان کر  
 بجز اس کے وہ دیں نہیں جانتا  
 یہ پرمانہ کا سب الہام تھا  
 نہ تھا اور بھی کوئی ”چٹھی رساں“  
 سمجھتا ہوں جعلی یہ پستک تمام  
 نہیں مانتا میں پیغمبر انہیں  
 کہ باہر تھے یہ آریہ ورت سے  
 فریق مخالف ہے میرا یہاں  
 خدا کا کلام اس کے فرمان کو

نسیجنتہ آنہ سکا لیکھرام  
 تھی دل گیا چھوڑ کر قادیاں  
 مگر اب وہ شوخی میں بڑھتا گیا  
 وہ دین کا مذاق اب اڑانے لگا  
 غلاظت سے آلودہ تھی اس کی فکر  
 رسولوں کی توہین کرنے لگا  
 پھر اک خط میں یہ بھی کہا آپ سے  
 بلا لیں جو رب عرش پر ہے مکین  
 کریں عرض کچھ میرے بارے میں ہی  
 اس عرصہ میں حضرت کو اللہ نے بھی  
 تو ہر دو سے پوچھا کہ یہ انکشاف  
 گو اندر من اس پہ بھی چپ ہی رہا  
 کتاب ایک فلسفہ دین میں  
 تھا اس کا جگت پتا پر میثور  
 کہ وہ چار دیدوں کو ہے مانتا  
 یہ جو چار رشیوں پہ نازل ہوا  
 نہ جبریل آیا مگر درمیاں  
 یہ قرآن اور اس میں جنکے ہیں نام  
 نبی مانتے ہیں مسلمان جنہیں  
 یہ پیغامبر کس طرح ہو گئے  
 مگر اک غلام احمد قادیاں  
 وہ سچا سمجھتا ہے قرآن کو



ملک از غلاظ و شداد ایک تھا  
 کہ چہرہ سے گویا ٹپکتا تھا خون  
 بس اتنا کہا ہے کہاں لیکھرام  
 مگر محو وہ ذہن سے ہو گیا  
 کہ ٹل جائے یہ آنے والی بلا  
 وہ گو سالہ سامری کا نیشل  
 محمدؐ کہ پاکوں کا سردار ہے  
 مقدر ہوا ہے کہ اب کٹ دے

محمدؐ کی ہی تیغ براں اسے

رم روز و شب میں سمٹنے لگی  
 تجھے ایک نشان دوں گا پر  
 کہ مجھ سے ہوا ہے خدا ہمکلام  
 نہ ہوگی کبھی تیری بار آوری  
 مٹا دے گا وہ تیرا نام و نشان  
 فقط اب تیرے تین سال اور ہیں  
 مرا آریوں پہ ہی احسان ہے  
 جو باقی ہیں پتلے ہیں سب جھوٹ کے  
 کہ وہ شہرت میرزا دیکھ لے  
 وہ تصدیق مہدی کے صدے سے  
 ابھی پانچواں سال تھا جا رہا  
 نشانی تھی اس کی ہلاکت کی جو  
 کہ چھ مارچ کو یوم جمعہ بھی تھا

نبی اس کی خلقت شامل جدا  
 لرزتے تھے دل اس کی ہیبت سے یوں  
 زیادہ قیام اور نہ طول کلام  
 لیا نام اک اور بھی شخص کا  
 کریں مل کے سب آریہ اب دعا  
 ہلاکت سے بچ جائے ان کا وکیل  
 محمدؐ پہ کرتا سدا وار ہے  
 مقدر ہوا ہے کہ اب کٹ دے

یہ چھ سالہ میعاد کتنے لگی  
 خدا نے مسیحا کو جب دی خبر  
 ہوا اس پر ہرزہ سرا لیکھرام  
 مجھے تو خبر اس نے دی ہے یہی  
 نہ تو ہوگا اور نہ ترا خاندان  
 تباہی تری جلد دیکھوں گا میں  
 خدا کا مجھے یہ بھی فرمان ہے  
 انہی کو نوازا ہے الہام سے  
 غرض تین سال اس طرح کٹ گئے  
 مقدر تھا ان میں وہ زندہ رہے  
 مگر اس کی چھ سالہ میعاد کا  
 کہ عید آگنی مارچ کی پانچ کو  
 تھا اس عید کے ساتھ دن عید کا

کیا تھا حفاظت کا بھی انتظام رکھے دو سپاہی بھی تنخواہ دار تھا اس شخص کا اس کے گھر میں قیام ابھی مذہبا وہ مسلمان تھا اجل اس کے گھر میں تھی منڈلا رہی سوانح سوای دیانند کی کہ جب اس پہ لپکا وہی اجنبی کہ پیٹ اس کا ٹکڑے ہوا بے شمار ہو آواز جیسے کسی تیل کی کہ ماں اور جوڑو تھیں اس کی وہیں لو میں نہایا ہوا ہے تمام گیا اس میں جو کوٹھری ساتھ تھی لگا دی کواڑوں کو زنجیر در یہ جو دچھو والی تھا لاہور کا بہت جلد پولیس لائی گئی تھا قاتل ابھی کوٹھری میں ہی بند جب اندر گئے تو نہ تھا کچھ وہاں نہ تھا کوٹھری کا کوئی اور در تو گھر میں نہ آیا کسی کو نظر محلہ تو گنجان آباد تھا معمر ہے اک اب بھی وہ اجنبی نہ لیکن ہوا جانبر لیکھرام

تھا محتاط خود اندنوں لیکھرام کہیں کوئی چھپ کر نہ کرجائے وار تھا اک اجنبی ساتھ بالالترام وہ شدھی کی خاطر تھا آیا ہوا اگرچہ ہر اک احتیاط اس نے کی بہت اس نے اس دن قلبند کی اٹھا تھک کے بھرپور انگڑائی لی کیا اس پہ خنجر کا بھرپور وار اٹھی گھر میں بس اس کی اک چیخ سی اس آواز پر دوڑ کر آگئیں یہ دیکھا ہے زخمی پڑا لیکھرام یہ دیکھا کہ خنجر بکف اجنبی انہوں نے اسے اس طرح دیکھ کر محلہ میں کھرام سا مچ گیا رپٹ جا کے تھانے لکھائی گئی یہ پولیس کو بات آئی پسند مگر احتیاطا مسلح جواں تھے حیرت زدہ سب گیا وہ کدھر اگر بیڑھیوں سے گیا وہ اتر محلہ سے کیسے نکل کر گیا تھا انساں کہ مخلوق تھی اور ہی ہوا جاں بچانے کا سب اہتمام

چتا پر اسے پھر جلایا گیا ذرا دیر میں راکھ کا ڈھیر تھا  
یہی راکھ دریا میں پھینکی گئی ہوا ختم گوسالہ سامری  
نہ کام اس کے آیا کوئی افترا  
وہ پورا ہوا جو خدا نے کہا

وہ سالار تھا آریہ ورت کا  
اٹھا ایک طوفان بڑے زور کا  
حکومت کو دینے لگے مشورہ  
حکومت نے خانہ تلاشی بھی لی  
تو پھر انجمن اک بنائی گئی  
ہوا دن بدن تیز تر شور و شر  
سمجھتا ہے مجرم مجھے جو فریق  
بس اتنی سی ہمت سے وہ کام لے  
ہے علم اس کو اس بات کا ٹھیک ٹھیک  
غلط ہے تو پھر اک برس میں خدا  
عذاب اس کا ہو اس طرح جاں گسل  
مگر اس میں انسان کے ہاتھ کا  
یہ شخص اک برس تک اگر بچ گیا  
بہادر جگر کا کوئی آریہ

مجھے آزما لے اس اک بات سے  
بچالے زمانہ کو شبہات سے

اس اعلان پر دم بخود رہ گئے  
 لیا مان اور آگیا سامنے  
 کہ انعام بھی دو مجھے اوس ہزار  
 حفاظت کا ہو آپ کا انتظام  
 سزا آپ کی تختہ دار ہو  
 یہ شرطیں سبھی مجھ کو منظور ہیں  
 سکوں کو جو کرتا ہے جنبش عطا  
 جو دے گا سبھی گردنوں کو جھکا  
 لگا ڈھونڈنے کوئی راہ فرار  
 میں فوراً کیا جاؤں غرق زمیں  
 مجھے موت کا وقت بتلائیے  
 کم و بیش کرنے سے معذور ہوں  
 تو کردوں گا اس کو بھی میں مشتری  
 تو لایا نئی شرط گنگا بٹن  
 ہو موت آپ کی تختہ دار پر  
 پس از مرگ لاش آپ کی بھی مجھے  
 میں جو بھی سلوک اس سے چاہوں کروں  
 کہ گنگا بٹن آپ کا شکر یہ  
 کہ جھوٹا بہر حال معتوب ہے  
 ولادی جو یاد آپ نے وقت پر

بہت اس پہ دشمن پریشاں ہوئے  
 مگر ایک گنگا بٹن نام نے  
 اک اخبار میں یہ دیا اشتہار  
 جو ہوگا مرا قادیاں میں قیام  
 جو میں امن سے کٹ لوں سال کو  
 کہا آپ نے اس سے حاضر ہوں میں  
 مگر یاد رکھو کہ میرا خدا  
 چمکتا نشان کوئی دکھلائے گا  
 تو گنگا بٹن پڑھ کے یہ اشتہار  
 کہا اک برس تو مناسب نہیں  
 معین مہینہ بھی فرمائیے  
 کہا آپ نے میں تو مامور ہوں  
 معین بتایا خدا نے اگر  
 ہوئے اس کے ناکام سارے جتن  
 کہا ہو گئے آپ جھوٹے اگر  
 ہے اک شرط یہ بھی مری کہ طے  
 جلاؤں اسے 'مورج دریا کو دوں  
 جو ابابا یہ حضرت نے اس سے کہا  
 جو شرط آپ نے پیش کی خوب ہے  
 مجھے شرط منظور ہے سربر

مقابل پہ ہوتا ہے قائم مگر ہمارا بھی حق آپ کی لاش پر  
 اسے خوب محفوظ کر لیں گے ہم کہ دیکھیں اسے آنے والی ام  
 دیا اس کا گنگا بٹن نے جواب کہ میں تو نہ لاش اپنی دوں گا جناب  
 مگر ساتھ ہی اس نے چپ سادھ لی  
 سکت حیلہ جو میں نہ باقی رہی

### مولوی محمد حسین بٹالوی

سکوں پا گیا دشمنوں کا مزاج اٹھا بن کے تب آریوں کا وکیل  
 رسالہ میں اپنے مقالہ لکھا کما اس نے میں یہ قسم کھاؤں گا  
 طویل اک برس کی ہے مدت مگر برآمد ہو فوری نتیجہ کوئی  
 جب اس مولوی کا پڑھا یہ خطاب یہ الہام حق ہے نہ لاف و گزاف  
 ہے پابند تو اپنے اوہام کا ہماری طرف سے ہے اک سال ہی  
 سنا یہ تو چپ ہو گیا مولوی بنا دشمن دیں کا جو نور عین  
 بٹالہ کا تھا یہ محمد حسین

## قتل لیکھ رام

آریہ جاتی کے لئے اسلام کی زندگی کا ایک روشن ثبوت

آریوں کی بد زبانی جب گئی حد سے گزر  
پھر مسیح وقت نے کی اس طرف بھی اک نظر

یہ سمجھتے تھے کلام اللہ کو اک فرضی کتاب  
مذہب اسلام پر الزام ان کا کام تھا  
دین احمد کے ہر اک آئین سے تھا بغض سا  
اس نبی پاک کو مکار بھی کہتے رہے  
جس کی خاطر میرے مولیٰ نے جہاں پیدا کیا  
خشک ہو تعریف میں جس کی فرشتوں کی زباں  
ممدی موعود نے محکم دیا ان کو جواب  
ان سے فرمایا کہ تم میں صداقت ہو تو آؤ  
وید سے قرآن کے آؤ فضائل جانچ لیں  
چاہتے ہو مگر صداقت کا ہو تم پر انکشاف  
ہم خدائے پاک کی ہی بارگاہ میں کیوں نہ جائیں  
جو زمانے بھر کے خوب و زشت کا مختار ہے  
ساری دنیا جان لے گی ہم میں سچا کون ہے  
میں حقیقت پر ہوں اور ہے علم قرآن پائیدار  
اور محمد! اس پہ میرے باپ ماں قربان ہوں  
دونوں عالم کے لئے جو لایا رحمت کا پیغام  
تھا خدائے پاک کا افضل ترین سچا رسول

لفو باتوں کا پلندہ لائق صد اجتناب  
اک خیال خام ان کے واسطے اسلام تھا  
ان کی نظروں میں مسلمان کا خدا تک کب سچا  
رہزنیوں کا حامی و سردار بھی کہتے رہے  
یہ زمیں یہ دہر اور یہ آسمان پیدا کیا  
ہیں فضائل جس کے محبوب خدائے انس و جاں  
”سرمہ چشم آریہ“ سی بے بہا لکھی کتاب  
اپنے حق میں گر کوئی برہان رکھتے ہو تو لاؤ  
اک ذرا ان کے معارف کا تقابلی تو کریں  
سر جھکاؤ حق کے آگے چھوڑ دو لاف و گزاف  
فیصلہ اس گجنگ کا کیوں نہ خالق سے کرائیں  
جو ہر اک شے پر ہے حاوی اور واقف کار ہے  
کون اس پر افتراء کرتا ہے جھوٹا کون ہے  
اس کا ہر نقطہ حقیقت میں ہے در شاہوار  
میرے قلب و روح میرے جسم و جاں قربان ہوں  
جو تھا بدعت کے لئے ہر وقت سیف بے نیام  
اور خوش قسمت ہے وہ جس نے کیا اس کو قبول

ہے اسی محبوب کے فیض اطاعت کی عطا  
روح بغض و افتراء کی سمت مائل ہو گئے  
آریہ جس کو کہا کرتے تھے پنڈت لیکھ رام  
مہدی موعود پر الزام باندھے بے سبکے  
میری نسبت کیا تمہیں ملتا نہیں کوئی نشان  
مجھ کو بھی معلوم ہو جائے کہ کیا سچا ہے تو  
جس کو لایا ہے کوئی جبریل سا چٹھی رسال  
ہو گیا یکدم نظام عافیت زیر و زبر  
آسمان سے ایک خونِ فیصلہ صادر ہوا  
اے کہ اب ناقابل برداشت ہے تیری جفا  
تجھ سے اب مشکل ہے مولا کے جیبوں کا نباہ  
تجھ کو لے ڈوبیں گے تیرے جذبہ ہائے بغض و کین  
رنگ یہ پیشگوئی جلد ہی لے آئے گی  
اور تیری جان نکلے گی بہ تکلیف شدید  
بدکلامی میں وہ بڑھتا جا رہا تھا صبح و شام

دیکھتے ہو مجھ پہ جو نور نبوت کی ردا  
آریہ، آنسوس بے دینی کے قائل ہو گئے  
ان کا اک لیڈر مبلغ بد زباں و بے لگام  
وہ نکل آیا مقابل پر خدا کے شیر کے  
بلکہ یوں کہنے لگا وہ، اے مسیح قادیان  
میں بھی تیری شان کو دیکھوں کہ آیا کیا ہے تو  
تیرا قرآن ہے فقط تیرے محمدؐ کا گمان  
غیرت باری غضب میں آگئی تکذیب پر  
بزم تسلیم و رضا میں مچ گیا کھرام سا  
جس کو یوں موعود نے وحی خدا پا کر کہا  
تو فقط بے جان گوسالہ ہے اور ہو گا تباہ  
تیری قسمت میں سوارنج و الم کے کچھ نہیں  
آج سے چھ سال میں تجھ کو سزا مل جائے گی  
تیرے گھر میں ہو گا ماتم اور مسلمانوں کے عید  
راہ پر آیا نہ لیکن آہ! پنڈت لیکھ رام  
اس کی پیشگوئی:

حضرت اقدس کی نسبت پیشگوئی بھی لکھی  
بعد اس کے تیری ذریت بھی ہوگی پامال  
اور میں دیکھوں گا ان آنکھوں سے تیری بے بسی  
گالیاں نیکوں کے حق میں بک رہا تھا بے شمار  
ہو رہا تھا کبر کا بندہ زیادہ بے لگام

کلیات آریہ میں اس نے پھر تکذیب کی  
جس میں لکھا زندگی تیری ہے بس دو تین سال  
جلد بچھ جائے گا بس تیرا چراغ زندگی  
الغرض بے غیرتی پنڈت نے کرنی اختیار  
ظلمت عصیان ہوئی جاتی تھی افزوں صبح و شام

حق و باطل ہو گئے آپس میں دونوں دہو  
آریہ حضرت کی ہر اک بات جھٹلانے لگے

گھر کے آئے خوب ابر فحش گوئی چار سو  
پہتیوں کے پرچم شب رنگ لہرانے لگے

وقت آخر

اپنی قدرت کا کرشمہ حق نے دکھلا ہی دیا  
اس خدا کے شیر کے جتنے تھے دعویٰ جگمگائے  
جس پہ رکھتا تھا ہمیشہ مہر و الفت کی نظر  
اس کی آنکھوں سے ٹپکتا تھا عجب قہر و عتاب  
آریہ اس کو بنا لے جس طرح بھی ہو سکے  
بالا خانے میں جمائی لے رہا تھا شاد کام  
اور یوں اک بد زباں کا کر دیا قصہ ہی پاک

آخرش وقت مقرر رفتہ رفتہ آگیا  
خوب جوہر تیغ بران محمد نے دکھائے  
پنڈت موصوف کا تھا ایک خادم معتبر  
ہر گھڑی ہر وقت رہتا تھا وہ اس کے ہم رکاب  
عزم یہ پنڈت کے دل میں جاگزیں تھا دیر سے  
ہاں اسی خادم نے اک دن جبکہ پنڈت لیکھرام  
ایک ہی حملے سے خنجر کے کیا آنتوں کو چاک

جستجو:

اور اس خونی فرشتے کے تعاقب میں بڑھی  
ہے یہاں ماں کا کہ قاتل چھت پہ ہی گم ہو گیا  
کارکن سر کردہ جس کو مانتے تھے خاص و عام  
شہریوں پر موت کا اس کی اثر کچھ بھی نہ ہو  
شہر کی مشکوک جگہوں کی تلاشی لی گئی  
کامیابی ہو نہیں سکتی تھی ناکامی ہوئی  
وہ تو اک خونی فرشتہ تھا خدا کے قہر کا  
اور شرارت دیکھ کر بین صداقت کھو گئی  
خادماں احمد مرسل کی کچھ پرواہ نہ کی

سن کے چیخیں پنڈت مذکور کی ماں آگئیں  
دیکھتے ہی دیکھتے آنکھوں سے وہ او جھل ہوا  
بات معمولی نہ تھی ہرگز کہ پنڈت لیکھرام  
قتل ہو جائے تو قاتل کی خبر کچھ بھی نہ ہو  
جستجو قاتل کی ہر ممکن طریقے سے ہوئی  
پاس کے دیہات تک کی خاک بھی چھانی گئی  
جستجو سے ایسے قاتل کا پتہ چلتا بھی کیا  
مہدی دوراں کی پوری پیسگوئی ہو گئی  
تف ہے لیکن آریہ جاتی کہ تو نے اس پہ بھی

یہ تو تھا اس خادم احمد کا ادنیٰ معجزا

اس سے واضح کیا نشان تجھ کو وہ دکھلا تا خدا

عشق محمد ﷺ

عفو و رحمت میں بھی جو ثابت قدم آیا نظر  
وہ حبیب مصطفیٰ اس میں ہے سب سے کامیاب  
لمحہ و دجال سن پایا تو آقا کے لئے  
خدمت کامل کے سارے مرحلے سمجھا گیا  
وہ سرپا محرم اسرار احمد ہو گیا  
حضرت اقدس ذرا لاہور آکر رک گئے  
مہر عالم تاب کی بھی روح گھبرائی سی تھی  
میں بھی اسٹیشن پہ تھا کتے ہیں عرفانی کیر  
اس جگہ پر آگیا پھرتا پھرتا لیکھرام  
میں ہوں اپنے آقا و مولا کے ساتھ آیا ہوا  
اور نہ جانے دیکھ کر کن حیرتوں میں کھو گیا  
تھے حضور پاک لیکن محو باصد اہتمام  
اپنے آقا کے عہد کو دیکھ کر پھر جھک گئی  
میری آواز آپ کے کانوں سے ٹکرائی نہیں  
حضرت اقدس نے اس پر بھی نہ کوئی بات کی  
کیا ہوا، کیا ہو گیا، اس کی نہیں کچھ بھی خبر  
اے مرے ہادی و مولیٰ، اے حبیب کردگار  
وہ خدا کا شکر اس طرح گویا ہوا

مہر و الفت میں تھا جو عکس محمد سرسبز  
اب اسی کی زندگی کا دیکھئے اک اور باب  
وہ اگر کافر بھی کہلایا تو آقا کے لئے  
وہ فنا فی العشق ہو کر سب مراتب پا گیا  
اس کا دل گنجینہ انوار احمد ہو گیا  
ایک دن فیروز پور سے قاریاں آتے ہوئے  
ذہل چکی تھی دوپہر اور دھوپ سنولائی سی تھی  
کند ہوتے جا رہے تھے نور کی کرنوں کے تیر  
اور وضو فرما رہے تھے خادم خیر الانام  
اس کے استفسار پر میں نے اسے بتلا دیا  
وہ یہ سن کر حضرت اقدس کی جانب چل دیا  
دیکھتے ہی ہاتھ جوڑے اور گزارش کی "سلام"  
اک اچھتی سی نظر اٹھی مگر پھر رک گئی  
سمجھا شاید آپ نے آداب سن پائی نہیں  
لوٹ کر اس نے دوبارہ عرض تسلیمات کی  
اور کھوئی سی رہی محویتوں میں یوں نظر  
اس کے جانے پر کسی نے عرض کی بالاکسار  
لیکھ رام آیا تھا "تسلیمات" بھی کہتا رہا

جاننا ہوں ہے عدوئے دین احمد لیکھ رام

"گالیاں آقا کو اور خادم کو کرتا ہے سلام"

اتنی غداری کی مجھ میں تو صلاحیت نہیں

مجھ میں یہ ہمت نہیں یہ تاب، یہ طاقت نہیں

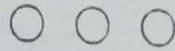
(ثاقب زبردی)

## معتقدین کی طرف سے نوے۔ مرثیے اور سیاپے

نوحہ تاریخی پنڈت لیکھ رام مقتول مصنفہ پنڈت مرچندوت

وہاں ملک عدم آپ تو آباد کریں گے  
 بے کنتھ کی جانب کو گئے آپ تو خنداں  
 لگ جائے گی اک آگ نہ کیوں سوزدروں سے  
 کیا حشر میں وہاں کوئی سنے گا نہ ہماری  
 پریم آتما جو راہ میں تیرے ہوئے مقتول  
 یوں ناگماں ان کو جو کیا تو نے شہید آہ  
 قاتل جو کیا دھوکے میں تو نے یہ ستم حیف  
 اس طرح سے جو مکر کے پردے میں کیا ظلم  
 جس طرح سے پیش آیا ہے تو قاتل سفاک  
 بھرجائیں گے افسوس و سرشکوں سے دل و چشم  
 دل رنج سے دم بھر کی بھی مہلت نہیں دیتا  
 اس حادثہ سے جن کے کہ دکھے ہیں کلیجے  
 یوں مر حزین نے لکھی تاریخ شہادت

اے لیکھ رام! آپ کو سب یاد کریں گے  
 رو کر یہاں سب جان کو برباد کریں گے  
 ہم سوختہ جاں آپ کو جب یاد کریں گے  
 بیداد کی جس وقت کہ فریاد کریں گے  
 بے کنتھ میں کیا کچھ نہ وہ دل شاد کریں گے  
 کیا یاد تھے بانی بیداد کریں گے  
 اسلامی بھی فتوے نہ یہ ارشاد کریں گے  
 محشر میں نہ کیا وہ تیری فریاد کریں گے  
 ایسا نہ کسی سے کبھی جلاد کریں گے  
 رہ رہ کے جب اس ظلم کو ہم یاد کریں گے  
 کس طرح رقم آہ یہ روداد کریں گے  
 کب بند تاتم سے دل آزار کریں گے  
 اس غم کو دل و جان بہت یاد کریں گے



دھرم کی خاطر شہید ہوا آریہ مسافر  
 اظہار افسوس کرتا ہے یہ داس شکر

بعض نوحوں اور مرثیوں کا ذکر باب ہفتم میں ہم پڑھ آئے ہیں

# باقیات

”تیغ دعا“ کی تحریر کے دوران خاکسار کی یہ کوشش رہی کہ ۱۸۹۷ء یا اس کے لگ بھگ کے عرصہ کے اخبارات اور رسائل مل جائیں تا ان کو شہادت کے طور پر پیش کیا جاسکے مگر کتاب کا مسودہ تیار ہونے بلکہ پروف ریڈنگ کے مراحل میں داخل ہونے تک ایسا کوئی اخبار یا آرگن نہیں مل سکا۔ اب جبکہ کتاب اشاعت کے مراحل میں تھی تو میرے ایک کرم فرما جناب ملک زبیر صاحب نے اخبار ”عام“ لاہور کی نشان دہی کی جن میں لیکھ رام کے بارہ میں ذکر ہے۔ چنانچہ خاکسار نے اس نشان دہی کے مطابق جناب ملک غلام نبی صاحب آف ملتان سے رابطہ کیا اور انہیں اپنی اس ضرورت سے آگاہ کیا۔ یہ جناب ملک غلام نبی صاحب کی انتہائی نوازش ہے کہ انہوں نے کمال شفقت سے مجھے اصل حالت میں ۱۸۹۷ء کے اخبار ”عام“ مہیا فرمائے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرہ۔

اخبار ”عام“ اس وقت لاہور کا ایک اہم اور مشہور اخبار تھا۔ گو اس اخبار کا تعلق نہ تو مسلمان طبقہ سے تھا اور نہ ہی ہندو ازم سے۔ مگر ہندوؤں کے اثر و رسوخ کی وجہ سے کبھی کبھار اس کا جھکاؤ ہندوؤں کی طرف نظر آتا ہے۔ اس جھکاؤ کے باوجود اگر لیکھ رام کے بارہ میں اس میں شائع ہونے والے کالم اور اس کے ادارے اور مضامین پڑھے جائیں تو ہماری کتاب کے تمام مضامین کی بہترین عکاسی ہوتی ہے۔

ان سے استفادہ کے بعد کچھ حصہ مع عکس قارئین کے افادہ کے لئے تترہ کے طور پر یہاں پیش کیا جا رہا ہے۔ تفصیل کے لئے خلافت لائبریری ربوہ سے رجوع کیا

جاسکتا ہے کیونکہ خاکسار ۱۸۹۷ء کے یہ پرچے استفادہ عام کے لئے خلافت لائبریری بھجوا رہا ہے۔

اخبار ”عام“ کے حوالے پیش کرنے سے قبل ایک امر کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اخبار ”عام“ کے بعض پرچوں میں لیکھ رام کے بجائے آریہ مسافر لیکھ راج کا ذکر ملتا ہے اس سے مراد آریہ مسافر لیکھ رام ہی ہے کیونکہ اس کے قتل کے بارہ میں خبریں ۱۸۹۷ء کے ماہ مارچ میں ہی شائع ہوئی ہیں جو لیکھ رام کے قتل کی تاریخیں ہیں۔

## تفصیل واقعات قتل

سب سے پہلے ہم ان حوالوں کو لیتے ہیں۔ جس میں لیکھ رام کے واقعہ قتل کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ اپنے ۱۰ مارچ کی اشاعت میں ”آریہ مسافر لیکھ راج کا قتل ہونا“ کے عنوان کے تحت لکھا:

”لاہور میں ایک واقعہ قتل ہوا جو افسوس کہ زن زریا زمین ان تینوں بناؤں فساد سے بالکل خارج تھا اور چونکہ قاتل نامعلوم ہے نہیں کہا جاسکتا کہ کوئی ”غازی“ پٹھان تھا یا کہ کوئی منچلا بد معاش تھا۔ صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ مسلمان تھا اور یہ کہ ہندو ہونے کی خواہش ظاہر کرتا تھا۔ اور اسی لئے آریہ مسافر صاحب کے ساتھ بازار میں ہو لیا تھا۔ لالہ جیون داس صاحب مشہور سرکردہ ایک فرقہ آریہ سماج کے مکان پر آریہ مسافر صاحب فروکش تھے۔ وہیں ان کے ساتھ ہندو ہونے کے خواہش مند



معلوم کیا ہے اور عام شہرت سے نتیجہ نکالا ہے۔ اگر انگریزی کے بغیر کوئی راج لاہور ہوتا لیکھ راج صاحب کی ہرگز خیر نہیں تھی۔ ٹھیک اسی طرح سے جیسے کہ مرزائے قادیانی صاحب کی۔ اور فرق اگر ہے تو یہ کہ ایک صاحب صرف کج بجشی اور فضولیات کے دلدادہ تھے لیکن دوسرے صاحب ذاتی کراماتوں کا بھی دم رکھتے ہیں اور اس میدان غیب میں بھی خم ٹھونکتے ہیں۔

لطف کی بات یہ ہے کہ بجائے ایک عیسائی ڈپٹی صاحب کے مرزا صاحب نے آریہ مسافر صاحب کے ساتھ ایک سال کے اندر مرجانے والی شرط بدھی ہوتی۔ خدا گواہ ہے کہ ہم مرزا صاحب کی بارگاہ میں بے ادبی کا خیال بھی دل میں لاویں۔ ان کے اعمال ان کے ہمراہ ہیں۔ وہ خود اپنے کردار کے جواب دہ ہوں گے۔ اپنے کردار کی طرف دیکھنا چاہیے۔ اور کون شخص جان بوجھ کر ایسے دعوے کر سکتا ہے اور اگر کوئی کرتا بھی ہے تو اس کو ماننا کون ہے۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ ایک عیسائی ڈپٹی صاحب کی نسبت پیشگوئی فوت ہونے کی در عرصہ یک سال مشترک گئی تھی اور اخباروں میں اس کی بہت چرچا تھی اور خدا نخواستہ ان ایام میں اگر ڈپٹی صاحب کے ساتھ ایسا واقعہ ہو جاتا جس کا خمیازہ لیکھ راج صاحب کو بھگتنا پڑا ہے تب اور صورت تھی۔“

(ب) ۱۵ مارچ کی اشاعت میں اخبار نے جہاں تفصیلات بیان کیں ہیں وہاں واضح طور پر لکھا ہے کہ یہ قتل مرزا صاحب کی پیشگوئی کے مطابق ہوا ہے۔ ”چنانچہ پنڈت لیکھ راج کا قتل اور روسائے اہل اسلام کا فرض“ کے زیر عنوان لکھا ہے:

”ہمیں سخت افسوس کے ساتھ اظہار کرنا پڑتا ہے کہ پنڈت لیکھ راج

کے قتل کے دردناک وقوعہ سے اہل اسلام کے گروہ پر قدرتی طور پر آج کل حکام کے دل میں بڑا بھاری شک پیدا ہو رہا ہے اور اس شک کی آفت میں خصوصاً اہل اسلام کے سربر آوردہ اصحاب گرفتار ہیں۔ پنڈت لیکھ راج کے قتل کے متعلق بد قسمتی سے کئی ایک ایسے معاملات ساتھ ملتے جلتے ہیں کہ جس سے حکام کے دل میں اس شک کو اور تقویت ہوتی ہے۔ اول ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے کہ دہلی میں بڑے زور و شور اور اجماعاً (Agitation) کے ساتھ ایک مقدمہ اہل اسلام کی طرف سے پنڈت لیکھ راج پر توہین مذہبی کا دائرہ کیا گیا تھا جس کے متعلق بذریعہ تار خبروں کے بڑا شور و غوغا انگریزی اخبارات میں مچایا گیا تھا کہ اہل اسلام نہایت برا نہ سمجھتے اور مشتعل ہیں ان تحریروں کے لئے جو پنڈت لیکھ راج نے اپنی تصانیف میں اہل اسلام کے خلاف درج کی ہیں۔ اگرچہ یہ صحیح ہے کہ یہ تحریروں نہایت سخت تھیں لیکن مجسٹریٹ صاحب دہلی نے یہ معلوم کر کے کہ جن تحریروں کے جواب میں یہ لکھا گیا ہے۔ وہ اس سے بدتر تھیں اور جب کتب اہل اسلام میں ایسے اشتعال طبع دینے والے حملہ ہندوؤں اور آریہ لوگوں پر کئے گئے ہیں تو ان کے جواب میں پنڈت لیکھ راج کا یہ لکھنا جرم کی حد میں نہیں آتا۔ لہذا عدالت نے مقدمہ خارج کر دیا۔ اس مقدمہ کے دائرہ ہوتے ہی چاروں طرف بذریعہ تاروں کے غوغا مچایا گیا تھا کہ اہل اسلام میں سخت اشتعال پھیلا ہوا ہے لیکن لیڈران اسلام اس کو روکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جب اتنے زور و شور سے یہ مقدمہ چلایا گیا تھا تو اس کا اس طرح جھٹ پٹ خارج کیا جانا بلاشبہ سخت ناامیدی کا باعث اہل اسلام کے لئے ہوا ہوگا۔ اس کے ساتھ ہی جناب

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی پیش گوئی یاد آئی ہے کہ  
 انہوں نے کہا تھا کہ لیکھ راج ایسی موت سے مرے گا جو  
 قدرتی نہ ہوگی۔ کوئی بخاریا بیماری سے نہیں مرے گا بلکہ  
 ایسی موت سے مرے گا جو نہایت خراب موت ہوگی۔  
 چنانچہ ایسی ہی ہوا اور مرزا صاحب پر جو الہام خداوند کی  
 طرف سے ہوا تھا وہ صحیح نکلا۔ اس کے ساتھ ہی یہ دیکھتے ہیں کہ  
 واقعی ایک ایسے شخص نے پنڈت صاحب کو اس بے رحمانہ طریق سے مار  
 ڈالا جو خود کو مسلمان ظاہر کرتا تھا اور کئی دن سے ان کے پاس آتا تھا اور انکا  
 اعتبار حاصل کر کے اس نے یہ پرلے درجہ کا بزدلانہ اور نالائق اور بے  
 ایمانی سے بھرا ہوا قتل کیا۔ علاوہ ازیں یہ بھی سنا گیا ہے کہ بمبئی میں بھی  
 کوئی نالٹ پنڈت لیکھ راج پر کرنے کی تیاری ہو رہی تھی۔ وغیرہ وغیرہ۔  
 ان حالات کو جب ایک سلسلہ میں جوڑتے ہیں تو حکام کو یہ خیال پیدا ہونا  
 قدرتی ہے کہ اہل اسلام کی سازش سے یہ قتل وقوع میں آیا۔ اور احکام کا  
 یہ فرض ہو گا کہ وہ اس امر کو فرض کر کے اس قتل کی تحقیقات میں کوشاں  
 ہوں۔ اسی خیال سے ہم دیکھتے ہیں کہ ۱۳ مارچ کو انجمن حمایت اسلام کے  
 مکان کالج وغیرہ کا محاصرہ پولیس نے کر کے پوری تلاشی لی۔ اور بھی کئی  
 ایک معززین اور روسا کے مکانات کی تلاشی لی گئی۔ (جیسے منشی شمس الدین  
 اور مولوی تاج الدین پلیڈر۔ ناقل اخبار عام ۱۹ مارچ) اور ابھی نہیں  
 معلوم کہ اور کتنے اس آفت میں گرفتار ہوں گے۔ حکام منتظم کو اس شبہ  
 کرنے سے کوئی باز نہیں رکھ سکتا کہ اس قتل میں کئی ایک سرغنہ لوگوں کی  
 سازش ہے کیونکہ بلا اس کے ناممکن ہے کہ اس طرح ایک مسلمان جرات



مسلمان اس کے پاس آکر کہنے لگا کہ وہ ہندو بننا چاہتا ہے کیونکہ وہ کہتا تھا کہ اس کے والدین ہندو تھے اور پہلے ہندو تھا لیکن بعد ازاں مسلمان ہو گیا۔ اس دن سے وہ اکثر پنڈت لیکھ رام کے پاس آیا کرتا تھا اور دیر تک بیٹھا رہتا اور اس کے افعال اور کلام سے محبت اور ادب نمایاں تھے کیونکہ پنڈت لیکھ رام اس کو ہر روز زیادہ محبت کرتے اور اس کو اپنا معتبر سمجھنے لگے تھے۔ ہر روز ان کا تعلق بڑھتا گیا یہاں تک کہ وہ تھوڑے عرصہ میں گہرے دوست بن گئے مگر بعد ازاں اتوار گذشتہ کو اس کے دغا باز دوست نے اس کو اس کے اپنے گھر واقع لاہور میں قتل کر ڈالا۔ پنڈت لیکھ رام کو دھوکہ باز مسلمان قاتل پر اس قدر اعتبار تھا کہ باوجود نصیحت کے وہ اس کا محافظ بنا رہتا تھا۔ چند روز کا ذکر ہے کہ لالہ دنی چند وکیل امرت سرنے پریزیڈنٹ آریہ سماج ویجی ٹیرن (Vegetarian) برانچ لاہور کو خط لکھا تھا کہ پنڈت لیکھ رام کو نصیحت کر دو کہ وہ خیرداز رہے کیونکہ اس کو شبہ ہے کہ مسلمان اس کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور بمبئی سے ایک مسلمان نے امرتسر کے ایک مسلمان سے بذریعہ تار دریافت کیا تھا کہ پنڈت لیکھ رام کا پتہ کیا ہے۔ بمبئی سے تار ۱۰ فروری گذشتہ کو روانہ ہوئی لیکن یہ قاتل ایسا پکا دھوکہ باز تھا کہ اپنی شیریں کلامی اور دغا بازی سے اس نے بالکل وہ شک پنڈت لیکھ رام کے دل سے مٹا دیا اس نے اپنی جھوٹی دوستی اس واسطے بنائی کہ قتل کے بعد بھاگ سکے اور اس کو قتل کرنے کا کوئی عمدہ موقع مل جائے اس کا منشا یہ تھا کہ عید کے دن یہ فخریہ کام کرے تاکہ مسلمان غازیوں کے دوزخی جنت میں داخل ہو لیکن خدا نے اس کا یہ پاک خیال پورا نہ کیا۔ چند یوم ہوئے پنڈت لیکھ رام ایک مشنری

ملتان چلے گئے اور چند دن لاہور نہ پہنچے۔ وہ دھوکہ باز کئی دفعہ پنڈت لیکھ رام کے مکان پر گیا لیکن معلوم ہوا کہ اس کا مقتول ابھی باہر تھا۔ بد قسمتی سے لیکھ رام کا مقدر لکھا جا چکا تھا اور وہ دوسرے دن لاہور میں واپس آیا۔ اس کا مسلمان دوست بھی جھٹ آ موجود ہوا۔ اس دن مسلمان غازی نے دیسی کبیل اوڑھا ہوا تھا اور جب پنڈت لیکھ رام نے وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ اس کا ہوش ٹھکانے نہیں تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ اس نے چھرا چھپانے کے واسطے ایسا کیا ہوا تھا۔ چھ بجے شام کے جبکہ دوستانہ گفتگو ہو رہی تھی پنڈت لیکھ رام نے کھڑے ہو کر ایک کتاب لینے کے واسطے ہاتھ اٹھایا اس موقع پر اس کے گہرے دوست مسلمان نے اس کے معدہ میں چھرا مار کر پھیر دیا۔ پنڈت لیکھ رام بڑا مضبوط آدمی تھا اور کہتے ہیں کہ اس نے اس آدمی کو پکڑا لیکن چونکہ اس کی انٹریاں باہر نکلی ہوئی تھیں اور وہ سخت زخمی تھا اس واسطے وہ اچھی طرح نہ پکڑ سکا اور اس کا قاتل چھرے کو فرش پر چھوڑ کر بھاگ گیا۔ پنڈت لیکھ رام شہر کے عین وسط میں ایک بہت بڑے مکان میں رہتے تھے۔ مرتے وقت انہوں نے چیخ ماری اور ان کی بیوی اور والدہ حالت نزع میں اس کے پاس موجود تھیں۔ وہ شہید ہو کر مرا۔ اس کے قتل کی وجہ صاف ظاہر ہے۔ مسلمانوں نے اپنی عادت کے مطابق ہندو مذہب اور اس کی کتب مقدسہ کے برخلاف چند رسالے لکھے جن کا جواب پنڈت لیکھ رام شہید نے بہت عمدہ دیا۔ وہ مسلمان واعظوں کے ساتھ بحث بھی کرتا رہتا تھا جو کبھی اس کو شکست نہیں دے سکتے تھے چونکہ وہ دور دور تک مشنری دورے کرتا تھا اور اسلام کے برخلاف اس کی کتابیں معقول دلائل سے پُرک رہی تھیں۔ اس واسطے



اس کا سربر آوردہ جنگجو اس بے رحمانہ بزدلی سے قتل کیا گیا کہ خود انگریزی راج پر دھبہ آتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ لاہور یا غستان ہو گیا ہے کہ قتل کے بعد قتل وقوع میں ہوتے ہیں اور انتظام خاک نہیں۔ اس کے بعد کون باشندہ لاہور اپنی زندگی کو محفوظ سمجھ سکتا ہے۔ آریہ مسافر کی زندگی کا یہ خوفناک خاتمہ عبرت ہے لیکن اس میں شبہ نہیں کہ آریہ سماج کی کم از کم ایک پارٹی اس کو قومی شہید کی نظروں سے دیکھے گی۔“

(ب) ۱۱ مارچ ۱۸۹۷ء کی اشاعت میں ”لوکل“ کے عنوان کے تحت لیکھ رام کے قتل پر ہندوؤں کی کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:

دھرم کی خاطر شہید ہوا آریہ مسافر  
اظہار افسوس کرتا ہے یہ داس شکر

”اس سانحہ ہوش ربا کو کہ جس کا ذکر کرتے ہوئے کلیجہ منہ کو آتا ہے اور قلم کا جگر شق ہوا جاتا ہے بے چارے پنڈت لیکھ رام جی کا قتل ہے۔ جو کہ ایک مسلمان کے ہاتھ سے شہید ہوئے ہیں۔ حقیقت رائے کے بعد یہ اسی قسم کا بعینہ دوسرا وقوعہ ہے جس طرح کہ حقیقت رائے نے اپنے دھرم کی خاطر جان قربان کی۔ اسی طرح پنڈت لیکھ رام جی نے دھرم کی خاطر اپنی عزیز عمر کو ایک مسلمان کے ہاتھ سے شہادت بخشی۔ حقیقت رائے کی مانند پنڈت لیکھ رام کی پران پیاری و والدہ ماری رنج و غم کی بلبلائی اور چلاتی رہ گئی۔ ہر طرف سے آہ و بکاگریہ و زاری کا شور بلند تھا۔ تمام لوگ سکتے کے عالم میں تھے کہ ہائے ایک آن کی آن میں کیا کیا ہو گیا۔ کون سا فرد بشر ہو گا جس کو کہ شہید قوم کے صدمہ سے آٹھ آٹھ آنسو نہ رونا تھا۔ بے

چاری ماں بار بار لیکھ رام لیکھ رام کا نام پکارتی تھی مگر لیکھ رام جی ہیں کہ  
 مست نیند میں ہاں ماں تک نہیں کہہ سکتے (کبھی وہ وقت بھی تھا جبکہ سٹیج پر  
 کھڑے ہو کر پنڈت لیکھ رام جی اپنی گوہر افشانی سے فصاحت کے دریا  
 بہاتے تھے۔ اور اب وہ وقت ہے کہ ہاں ماں تک نہیں کہہ سکتے) جو نہی یہ  
 آواز ہندو سماج کے کان تک پہنچی۔ برابر ایک حسرت، حیرانی و مایوسی کا  
 عالم چھا گیا اور سکتہ کا عالم طاری تھا۔ کوئی بولتا تھا کہ اگر ایسے ایک دو اور  
 وقوعہ ہوئے تو بس ہندو قوم کا خاتمہ ہے۔ کوئی یوں گویا تھا کہ یہ ایک نیک  
 فال ہے دھرم کی اتنی کی۔ کیونکہ دھرم شاستر کی مراد یہ ہے کہ جس قوم  
 کے لیڈر دھرم کی خاطر شہید ہوں اسی قوم کی بہت جلد انتی ہوتی ہے اور  
 قوم ترقی کے معراج پر بہت جلد پہنچتی ہے۔ جس کی ایک ادنی سی نظیر جو کہ  
 پنڈت لیکھ رام کی وفات سے ہوئی ہے پیش کی جاتی ہے۔ جبکہ وہاں شمشان  
 بھومی میں تھا کہ کوئی چھ سات ہزار ہندو مرگھٹ میں موجود تھا۔ ہر ایک  
 کے چہرہ سے حسرت نکلتی تھی اور مایوسی کا عالم طاری تھا۔ جس کو دیکھا ایسا  
 زار و نزار پایا جیسا کہ کوئی شیر خوار اپنی مادر مہربان کی مہد عاطفت سے کچھ  
 عرصہ الگ ہو کر ہو جاتا ہے۔ ہر فرد بشر کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرتے  
 تھے اور پنڈت لیکھ رام جی کے واقعات کو یاد کرتے ہوئے جو کچھ ان کی  
 حالت اس وقت تھی اس کا اظہار ناگفتہ بہ ہے اور بعینہ اس شعر کے  
 مصداق بنے ہوئے تھے۔

کلیجہ کوئی تھام کر رہ گیا ہے  
 ادھر جانے والے ادھر دیکھنا

اس حسرت ناک وقت میں تمام سماجیوں کے لیڈر جو کہ ایک دوسرے کی نسبت بدنام کرنے کی کوشش میں مغلظ سے مغلظ لفظ بھی کوئی ڈکشنریوں میں نہ ہو گا جو یہ باہم استعمال نہ کرتے ہوں گے۔ اور ایک دوسرے کی مذمت میں اپنی تمام لیاقت کو صرف نہ کر دیا ہو۔ باہم شیرو شکر ہو گئے اور ایک دوسرے سے یہ تمام محبت اور پیار سے ملے جیسے کہ بدتوں کے پچھڑے بھائی ملا کرتے ہیں۔ ہم آریہ سماجیوں سے ملتی ہیں کہ اس شہید قوم کی حقیقت رائے کی طرح ایک سادھ بنائیں اور سال بسال وہاں پر میلہ ہوتا کہ ہمیشہ کے لئے ایک یادگار قائم رہے اور پنڈت لیکھ رام جی کی پران پیاری اور والدہ کے لئے ایک عمدہ صورت گزارہ کی پیدا کریں۔“

(ج) ”ہندویا آریہ“ کے عنوان کے تحت ۱۳ مارچ کی اشاعت میں لکھا:

”آریہ مسافر لیکھ راج کے پرفریب قتل سے آریہ سماج کا دل جیسا پانی پانی ہو کر آنکھوں کی راہ بہہ رہا ہے۔ ظاہر ہے۔ جا بجا رنج و افسوس کے پر جوش جلسے ہو رہے ہیں۔ ریزولیوشنوں میں قرار دیا جاتا ہے کہ یاد گاریں قائم کی جاویں اور جس کام میں وہ شہید ہوا ہے اس کی جڑیں اور بھی پاتاں تک پہنچائی جاویں۔“

(د) ”پنجاب پریٹ“ کے حوالہ سے ’نیا قتل‘ کے زیر عنوان ۱۹ مارچ کی اشاعت میں لکھا:

”پنڈت لیکھ رام کے قتل نے سارے صوبے بھر میں نہایت شور برپا کر رکھا ہے وہ ایک مشہور ہندو واعظ اور شمالی ہند میں ایک نہایت سربر آوردہ پنڈت تھا اس کے جنازہ کے ساتھ کوئی بیس ہزار سے زیادہ آدمی تھے جس سے ہندو کمیونٹی کی ہمدردی کا اظہار ہو سکتا ہے۔ ایسے



”آریہ مسافر لیکھ رام کے کم بخت وقوعہ قتل نے ایک نہایت نامعقول قسم کا تہلکہ برپا کر دیا ہے۔ خدا کرے کہ جلد اس کا قاتل ہاتھ آجاوے۔ کہ تمام قضیہ رفع ہو اور کل و حال معلوم ہو جاوے۔ اس وقت مختلف قسم کی چہ میگوئیاں ہونے سے دونوں معزز قوموں کے درمیان فیصلہ (Feeling) تیز ہو رہا ہے۔ گو پنڈت لیکھ رام کیسا ہی کچھ تھا لیکن اس میں بالکل شبہ نہیں کہ آریہ سماج کا فریق اسے نہایت عزت اور محبت کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور اس کو اپنا ایک موثر اور سرگرم پرچہ (Preacher) سمجھتا تھا۔ اس کے قتل ہو جانے سے بے شک آریہ سماج کو بڑا بھاری صدمہ پہنچا ہے اور اس صدمہ سے بے زار ہو کر مختلف مقامات کے آریہ سماجی صاحبان میں جوش کا پیدا ہونا بالکل قدرتی امر ہے۔ اگر کسی مسلمان نے اسے اس وجہ سے مار دیا ہے کہ وہ اہل اسلام کے بزرگوں کو گالیاں دیتا تھا تو کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ اس قسم کے وحشیانہ جوش والے آدمی ہونے ممکن ہیں۔ یہ بھی ممکن ہو سکتا ہے کہ فقط یہ ایک ہی آدمی کا کام ہو اور اس نے کبھی لیکھ رام کے منہ سے کوئی ایسے توہینی کلمات اپنے مذہب کے خلاف نہ یا اس کی کسی کتاب میں پڑھے ہوں کہ اس کا پتا جوش میں آیا ہو اور اس نے قسم اٹھائی ہو کہ جیسے ہو سکے گا وہ ضرور اسے قتل کر ڈالے گا۔ تب ہی اس کا جوش ٹھنڈا ہو گا۔

جن لوگوں کا پنڈت لیکھ رام سرمہ چشم تھا وہ اس کے قتل ہونے کے رنج میں جو جو کچھ گریہ زاری اور اظہار رنج کریں اور دکھ سے چھٹ پٹاتی ہوئی حالت میں جو جو کچھ کہیں اس پر ہمارے بھائیوں اہل اسلام کو ایسا ناراض نہیں ہونا چاہیے اور اسے سنجیدہ نظر سے نہیں دیکھنا چاہیے۔۔۔

-- کہا جاتا ہے کہ کسی عورت سے اس کی آشنائی تھی اس کے رشتہ داروں نے قتل کیا۔ کوئی لکھتا ہے کہ کسی سنان دھرمی ہندو نے ہی قتل کر ڈالا ہو گا۔ جس کے خلاف بھی اس نے بہت کچھ سخت سخت لکھا تھا۔ آریہ لوگ جس شخص کو اس کا قاتل گردانتے ہیں وہ تو اس بنیاد پر گردانتے ہیں کہ اول خود لیکھ رام نے مرنے سے پہلے ہی یہ بات کہی کہ جو شخص شدھ ہونے کی نیت سے آیا تھا اس نے قتل کیا۔ پھر لیکھ رام کی بد قسمت بیوہ اور والدہ نے بھی بچشم خود ہی دیکھا۔ لیکن ہم خوش ہوں گے اگر جو صاحبان کوئی دیگر وجہ اس کے قتل کی بتاتے ہیں وہ بھی مہربانی سے اس کا کوئی ثبوت دیں کہ کسی قدر تسلی ہو سکے۔"

(س) اپنی ایک اور جگہ اس ماتم کا ذکر یوں کیا گیا ہے۔

"ہم کو نہیں چاہیے کہ ایسے فیلمنگ (جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے) قاتل کے موقع پر بے سمجھی کی باتیں منہ سے نکال کر ایک مقدمہ کی سنگین صورت کو بگاڑ دیں لیکن جو لوگ مد مقابل سے لیکھ رام کے قتل کو کسی عورت کے خانگی فساد سے منسوب کرتے ہیں وہ زخموں پر نمک چھڑکتے ہیں۔" (۷۱)

(مارچ ۱۸۹۷ء)

یہ قتل مرزا صاحب کی پیش گوئی کا نتیجہ ہے

اخبار "عام" لاہور یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہوا کہ مرزا صاحب نے لیکھ رام کے قتل کی پیش گوئی کر رکھی تھی اور اس پیش گوئی کی علامات کے عین مطابق یہ قتل ہوا ہے۔ جس پر ہم جناب مرزا صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں۔ چنانچہ ۱۶ مارچ کی

اشاعت میں زیر عنوان ”قتل لاہور کا سنسیشن“ (Sensation) اخبار نے لکھا:

”ہم، ہم عصر ”ٹریبون“ کی رائے کی تصدیق کرتے ہیں کہ لیکھ رام کی ناگمانی قتل کے خوفناک خیالات نے یہاں کی ریفار مرہند و کیونٹی نوخت پریشان کر رکھا ہے۔ طرح طرح کی افواہیں مشہور ہیں اور قادیانی صاحب کا رویہ سب سے زالا ہے۔ افواہیں مشہور ہیں کہ ہندوؤں میں جو لوگ غیر مذاہب کے لوگوں کو اپنے طور پر شامل کرنے میں زیادہ حصہ لیتے ہیں ان کی جانیں ایک خفیہ سازش کی وجہ سے معرض خطرہ میں ہیں۔ مشتبہ صورتوں کے مسلمان جو بالکل اجنبی ہیں آریہ لیڈروں کی نسبت کہ کہاں ہیں تحقیقات کر رہے ہیں۔ ہم کو سخت افسوس سے قبول کرنا پڑتا ہے کہ مرزائے قادیانی صاحب کا فرض ہے کہ جس الہام کے زور سے انہوں نے لیکھ رام کے قتل کی پیش گوئی کی تھی اسی الہام کے زور سے بتلا دیں کہ قاتل اس کا کون تھا۔ پہلی وجہ الہام کی خود مرزا صاحب کے لئے مفید تھی لیکن دوسری وجہ گورنمنٹ اور اہل ملک کے امن و امان کے لئے مفید ہوگی۔“

(ب) پھر ۲۰ مارچ کو ”مرزائے قادیانی قتل لیکھ رام“ کے عنوان پر تبصرہ کرتے ہوئے مبارک باد دیتے ہوئے اخبار لکھتا ہے:

”ہم نے جناب مرزائے قادیانی صاحب کا آخری اشتہار پڑھ کر جو لیکھ رام کی موت کی نسبت آریہ صاحبوں کے خیالات کے عنوان سے بہت باریک لیکن صاف اور خوش خط چھاپہ میں نافذ فرمایا ہے۔ ہم جناب مرزا صاحب کو مبارک باد دیتے ہیں کہ ہم ان کے بیان

کی خوبی کے قائل ہیں اور صرف اتنا چاہتے ہیں کہ گورنمنٹ عالیہ کی طرف سے ایسے عالی شان شخص کی قدر دانی جتنی جلد اور زیادہ کی جاوے مناسب ہے۔ ہندوستان میں اور انبیاء بھی پائے جاویں گے جو خدا سے گفتگو کر سکتے ہوں لیکن ان و صفوں کے اشتہاری فائدہ پہنچانے کا ڈھنگ بے شک جدید ہے۔ جناب مرزا صاحب نے اپنی سازش کے الزام کو کس خوبی کے ساتھ بے بنیاد ثابت کیا ہے۔ اس کے بعد سرشتہ پولیس بیکار ہوگا۔ گورنمنٹ بھی دیکھے اور پولیس بھی سوچے۔ ہم ان کی دلیل کے قائل ہیں۔ ہم خدا سے باتیں کرنے کی طاقت سے انکاری نہیں ہیں۔ لیکن یہ خیال ضرور کرتے ہیں کہ ایسی باتیں عام تشہیر کے قابل نہیں ہیں لیکن ہم کیا ہیں جو ہمارے خیال ہوں گے۔ گورنمنٹ فائدہ اٹھاوے تو بات دوسری ہوگی۔ مرزا صاحب اپنے قتل کی سازش کا بھی خوف ظاہر کرتے ہیں لیکن یہ الہام نہیں ہے۔ یہ بعض احباب کے خطوط کا نتیجہ ہے جن کو مرزا صاحب محفوظ رکھے ہوئے ہیں۔“

(ج) ذرا آگے بڑھیں اور ۲۴ مارچ کو شائع ہونے والا دلچسپ تبصرہ پڑھیں۔  
”مرزائے قادیانی بالقابہ“ کے تحت لکھا:

”لیکھ رام جس کو جس عظیم اشتہار نے ایسے مضمون کے لکھنے کی تحریک کی ہے جس کو گورنمنٹ کی صلواتوں کے ساتھ شروع کیا گیا ہے۔ مذکورہ بالا اشتہارات سے نہیں بلکہ یہ بڑا بھاری اشتہار ہمارے دوست میرزائے قادیانی صاحب (غلام احمد) کا ہے (۱۵ مارچ کے اشتہار کی طرف اشارہ

ہے۔ ناقل) اور اس بات کی خوشی اور خرمی ظاہر کرتا ہے کہ لیکھ رام مارا گیا اور اس کے قتل کی نسبت ہماری یہ مشکوئی بال بال صحیح نکلی۔

جناب مرزائے قادیانی صاحب کو بظاہر اپنی نمائش کا ڈنکا بجانے کا بہت شوق ہے کہ جس شوق کو وہ تازہ ایجادوں کے بہترین ذرائع سے پورا کر رہے ہیں۔ وہ اپنی طاقت الہامی کو اپنے خاص ظرف میں پوشیدہ نہیں رکھنا چاہتے یا پوشیدہ نہیں رکھ سکے۔ مرزا صاحب عیسیٰ مسیح ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو عیسیٰ مسیح نے اس زمانہ میں کیا وہ ہم اس زمانہ میں کرنے کو تیار ہیں اور اس عظیم مسئلہ کی دلیل میں بڑے شد و مد کے ساتھ یہ دلائل پیش کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔

ایک اور بڑی دلیل اپنے الہام کی جس کی وجہ سے وہ اصلی خداوند عیسیٰ مسیح کے معبودہ اوتار کا دعویٰ کرتے ہیں یہ ہے کہ۔۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لیکھ رام کے نشان کے دن کو جو عید کے مانند ہے پہچان لے گا اور عید اس نشان کے دن سے بہت قریب ہوگی۔ یہ خدا نے خبر دی ہے کہ عید کا دن قتل کے دن کے ساتھ ملا ہوا ہوگا۔۔۔۔۔۔ مرزائے قادیانی کی آخری پیش گوئی بے حد صداقت کے ساتھ صحیح نکلی ہے۔“

نشان دہی پر انعام

ہم کتاب میں تلاشی کے عنوان کے تحت تفصیل میں جا کر یہ لکھ آئے ہیں کہ

آریہ سماج والوں نے قاتل کا پتہ بتلانے اور نشان دہی کرنے پر ایک خطیر رقم کے اعلان کا اعلان کیا تھا۔ اخبار ”عام“ نے آریہ سماج کی اس پیش کش کو بھی ریکارڈ کیا ہے اور ۱۰ مارچ کی اشاعت میں لکھا:

”ابھی تک نہیں سنا ہے کہ آریہ مسافر لیکھ راج کے قاتل کا کچھ پتہ لگایا ہے مجرم کی سراغ رسانی کے لئے ڈکنٹو پولیس کی اس وقت ضرورت تھی۔ سنتے ہیں اس قتل کے جوش نے آریہ سماج کی تینوں پارٹیوں میں یگانگت کا جوش پیدا کیا ہے۔ مجرم کے پتہ کے لئے سنتے ہیں کہ انعامی اشتہار شائع ہوا کہ ایک ہزار روپیہ سماج کی طرف سے اور دو سو روپیہ سرکار کی طرف سے دیا جائے گا جو مجرم کو گرفتار کرائے گا۔“

## قتل اور ریزولیوشن

پنڈت لیکھ رام کے قتل پر ہونے والے جلسوں اور ان میں پاس ہونے والے ریزولیوشنوں کا بھی اخبار ”عام“ نے ذکر کیا ہے۔ مثلاً منگلگری حال ساہیوال، کشمیر اور کرنال میں وسیع بنیادوں پر جلسوں کا ذکر ملتا ہے۔ ان میں پاس ہونے والے ریزولیوشن آپس میں ملتے جلتے ہیں۔ اس لئے منگلگری کے جلسہ میں پاس ہونے والے ریزولیوشن پر اکتفاء کیا جاتا ہے:

”شری مت مہاشے ایڈیٹر اخبار عام۔ نمستے۔ واقعہ ۸ مارچ سنہ ۱۸۹۶ء کو پنڈت لیکھ رام صاحب کی بے وقت وفات کا حال سن کر تمام شہر میں عموماً سماجک ممبران میں خصوصاً کھرام مچ گیا۔ کوئی فرد بشر ہندو ایسا نہ تھا جو آنسو آنسو بھر بھر نہ رویا ہو۔ اور یہ رنج بذریعہ ایک جنرل میننگ کے بھی ہندو پبلک و ممبران آریہ سماج نے ظاہر کیا۔ جو ۹ مارچ سنہ ۱۸۹۶ء کو بوقت شام آریہ مندر میں ۷ بجے منعقد ہوئی اور جو جو

ریزولیوشن پاس ہوئے ان کی نقل ارسال خدمت شریف ہے۔ امید ہے کہ اپنے اخبار کے قیمتی کالم میں جگہ دے کر ممنون فرمائیں گے۔

ریزولیوشن اول۔

”یہ جلسہ عالمی پنڈت لیکھ رام صاحب مرحوم کی بے وقت موت پر سخت افسوس کا اظہار کرتا ہے اور اس کمینہ خصلت و نمک حرام قاتل کے چال چلن اور نیز اس کے معاونان کی اگر کوئی ہوں کے کمینہ حرکات کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور اس کی یا ان کی ایسی غایت درجہ کی کمینہ بز دلانہ و شرمناک مترگھات حرکت پر لعنت بھیجتا ہے“

دوم۔

”یہ جلسہ پنڈت صاحب مرحوم کی وفات کو سچی شہادت قرار دے کر اچھی طرح سے محسوس کرتا ہے کہ آریہ سماج نے خصوصاً دیگر ہندو پبلک نے عموماً پنڈت صاحب مرحوم کی وفات میں ایک اعلیٰ درجہ کے نیک چلن اور خیر خواہ بہادر قوم کو کھویا ہے۔“

سوم۔

”یہ جلسہ اس بے وقت وفات پنڈت صاحب پر ان کے پس ماندگان و رشتہ داران و نیز ان کے احباب و بہی خواہان کے ساتھ تمہ دل سے اظہار رنج و افسوس کر کے ہمدردی دلی ظاہر کرتا ہے اور ایشور سے پرا تھنا کرتا ہے کہ وہ ان کے سہمبندھیوں و احباب کو اور ان کو جو پنڈت صاحب کی وفات کو قومی نقصان تصور کرتے ہیں شانتی پر دان کریں۔“

چہارم۔

”چونکہ پنڈت صاحب کی وفات سے ایک اعلیٰ درجہ کے خیر خواہ قوم کا نقصان ہندو سوسائٹی کو پہنچا ہے اور یہ ایسا نقصان ہے کہ جس کی تلافی ہونی غیر ممکن ہے اور اگر اس کی کچھ تلافی ہو سکتی ہے تو اس کا علاج اتفاق ہے۔ اس واسطے یہ جلسہ نہایت ہی ادب

سے آریہ سماج کے ہر سہ پارٹیوں کے لیڈروں کی خدمت میں التجا کرتا ہے کہ اگر ایسے افسوس ناک واقعہ کی یادگار میں کچھ سچے دل سے کام کرنا چاہتے ہیں تو آپس میں وہ اتفاق پیدا کر کے اس موقع کی سچی یادگار قائم کریں۔ تاکہ پنڈت صاحب مرحوم کے بلیدان ہونے کا کافی بدل ہووے۔ اور مخالفین کی موجودہ کمینہ خوشیاں مبدل بھمی ہوں۔“

پنجم۔

”شری مٹی آریہ پرتی ندھی سہا پنجاب کی خدمت میں التماس ہے کہ پنڈت صاحب مرحوم کے پسماندگان کی پرورش کے لئے کوئی مستقل بندوبست فرمایا جاوے۔“

ششم۔

”چونکہ پنڈت صاحب مرحوم کی زندگی کا مشن یہی تھا کہ وہ اپنی تصنیفات کے ذریعہ ویدک دھرم کی صداقت بمقابلہ اور مذاہب کے ثابت کر کے ہندوؤں کو دوسرے مذاہب کی دستبرد سے بچاویں اور اپنے نچھڑے ہوئے بھائیوں کو شدھ کر کے واپس لیں۔ اس لئے یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ شری مٹی آریہ پرتی ندھی سہا پنجاب سے درخواست کی جاوے کہ وہ ایک فنڈ موسوم بہ ”پنڈت لیکھ رام آریہ مسافر میموریل فنڈ“ بدیں غرض قائم کرے۔ کہ پنڈت صاحب مرحوم کی تصنیفات کی اشاعت میں ترقی کری جاوے اور اگر وہ فنڈ کسی وقت میں نمایاں ترقی کرے تو اس کی آمدنی سے شدھی میں امداد دی جائے۔“

(۱۶ مارچ ۱۸۹۷ء)

”کرنال سے بذریعہ تار خبر آئی کہ ۸ کی شام کو وہاں اہل ہنود کا ایک بھاری جلسہ ہوا جس میں پنڈت لیکھ رام آریہ مسافر کے بے ایمان قتل پر سخت افسوس اور مقتول کی بیوہ اور والدہ کے ساتھ اس سخت مصیبت میں عظیم ہمدردی کا اظہار کیا گیا۔ اس بزدلانہ قتل پر حاضرین کا غصہ موجزن تھا قرار پایا کہ اس قومی شہید کی یادگار قائم کی جاوے اور پچاس ہزار روپیہ بذریعہ عام چندہ کے مقاصد ذیل کے لئے جمع کیا جاوے گا۔ (۱) پیروی انصاف گرفتاری پر انعام اور سازشیوں پر مقدمہ بازی (۲) ریلیف فنڈ مقتول کے پس ماندگان کے لئے آٹھ ہزار (۳) لیکھ رام جس کام میں شہید ہوا اس کے انجام کے لئے دس ہزار روپیہ (۴) لیکھ رام کی کتابوں کے چھاپنے اور مشتہر کرنے کے لئے پانچ ہزار روپیہ (۵) آریہ مسافر کے نام سے اپڈیشک مقرر کرنے کے لئے پندرہ ہزار روپیہ (۶) آریہ مسافر کے نام سے ماہوار رسالہ جاری کیا جائے پانچ ہزار روپیہ (۷) مصنفوں کے انعاموں، تمغوں کے لئے پانچ ہزار روپیہ۔ منجملہ اس کے ۲۲۹۱ روپیہ اس وقت وصول کیا گیا ہے۔ اور ان تجاویز پر عملدرآمد کے لئے ایک سٹینڈنگ کمیٹی مقرر کی گئی ہے جو اس چندہ کو بالکل علیحدہ رکھے گی اور پرتی ندھی سبھا بھی اس کوشش میں شامل ہوگی۔“

(المرآج ۱۸۹۷ء)

## واقعہ قتل اور طاعون

ہم باب ششم میں یہ پیشگوئی درج کر آئے ہیں کہ قتل لیکھ رام کے بعد طاعون پڑے گی۔ چنانچہ سارے ہندوستان میں شدید قسم کی طاعون نے حملہ کیا۔ اخبار

۴۷۱  
”عام“ نے کم و بیش روزانہ ہی اس اہم خبر کو کوریج (Coverage) دی۔ ایک

خبر زیر عنوان ”طاعون کا زور“ اپریل کی اشاعت کی بطور نمونہ درج ہے:

”بمبئی کے مقام بل سار میں وبائے طاعون نے غضب ڈھا رکھا ہے یا

الہی تیری پناہ۔ یا الہی تیری پناہ۔ کئی گھرانے تمام و کمال نیست و نابود ہو گئے

ہیں۔ اکثر حالتوں میں لاشیں کئی کئی گھنٹوں تک پڑی رہتی ہیں اور ازاں بعد

ان کو بیل گاڑی میں لادتے ہیں اور پنج ذات کے لوگ اس کو کھینچ کر لے

جاتے ہیں جس طرح یہاں مویشی کے مرنے پر دیکھا جاتا ہے اور جنازہ کے

ساتھ ایک آدمی بھی نہیں ہوتا۔ مسلمان گورکنوں کی نایابی سے پریشان ہیں

اور مردوں کے لئے کفن تک دیتے دیتے تھک گئے ہیں۔ شہر میں عنقریب

کل دوکانیں بند ہیں اور کاروبار بالکل قطع ہے ساہوکار قرضہ دینے سے

انکار کرتے ہیں اور غلہ کا نرخ بے حد چڑھ گیا ہے۔ غرباء ادھر طاعون

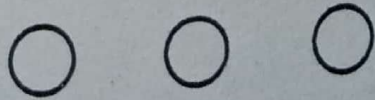
ادھر فاقہ کشی سے بے حال ہیں۔ خوف زدہ لوگ عارضی منڈیوں میں جو

میدان میں بنائے گئے ہیں پناہ لیتے ہیں۔ اور اپنا مال و اسباب اور بعض

اوقات اپنے مردوں کو بھی گھروں میں دفن دیتے ہیں۔“

جس کی دعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر

ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے



# THE AKHBAR-I-AM.

# اخبار عام

ملک کے محمد سلطنت میں ہندوستان کی حالت  
بھوپال کے نئے وزیر  
ریاست اٹالکوٹ کی منشی جی جگنند  
فوجی و گوری جرنیل  
دہلی  
رپورٹ فضلات پنجاب  
نوکلی  
اشتمارات

فہرست مضامین  
انڈیا کی ہمارے  
آریہ سماج کے قتل ہونا  
فردوسی ماحول اور زمین  
سائنس کی حالت  
لاہور کا تازہ قتل  
سینٹری لائبریری کا نظارہ  
دلی جی جی

جلد ۲۷	لاہور :- چہار شنبہ - ۱۰ مارچ سنہ ۱۲۹۶ھ	نمبر ۵۶
VOL. XXVII.	LAHORE:- WEDNESDAY. MARCH 10, 1897.	No 56.

# اجرام عام

لاہور:- چہار شنبہ ۱۰ مایچ ۱۸۹۷ء

## آریہ مسافر لیکچر کا قتل ہونا

لاہور میں ایک واقعہ قتل ہوا جو انہوں نے زن زر یا زمین ان تینوں بناؤں فساد سے بالکل خارج تھا اور چونکہ قاتل نامعلوم ہے نہیں کہا جاسکتا کہ کوئی "غازی" پیمان تھا یا کہ کوئی پھیلا برعاش تھا، صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ مسلمان تھا اور یہ کہ وہ ہندو ہونے کی خواہش ظاہر کرتا تھا اور اسی لئے آریہ مسافر صاحب کے ساتھ بازار میں ہو گیا تھا۔ لالہ جو ناس صاحب شہور سرگودہ ایک فرقہ آریہ سلج کے مکان پر آریہ مسافر صاحب قتل ہوئے تھے وہیں ان کے ساتھ ہندو ہونے کے خواہشمند مسلمان صاحب بھی جا پہنچے۔ سہ پہر کا وقت تھا۔ چاہتے تھے اطمینان کے ساتھ باتیں کریں کہ وہ کیا کرنا ہوگا کہ اس محنت پر معاش نے جو معلوم ہوتا تھا کہ ان کے خون کا پیا سا خیر کو بیٹ میں گھیر دیا اس زور سے کہ تمام اندریاں باہر کو آئیں اور خود اس کے بعد زد گیارہ ہو گیا۔

اب یہ سوال کرنے کی جگہ ہے یا نہیں کہ یہ کس قدر سخت انداز ہے کہ بایں تخت پنجاب میں روز روشن میں اس قسم کے واقعات پیش آئیں اور اسکی نسبت بے پرواہی کی جاوے۔ ایسے واقعات انتظام کے لئے بدترین وجہ ہیں اور انہوں نے کہ ایک تو آگے ہی "خفاغاندہ" روڈ کا دوسری پریس اور اسکے بعد ایسی نمایاں شالیں جتنا شور بند کیا جاسے تھا ہے۔

مسٹر جینڈ صاحب کے قتل کو کچھ بہت عرصہ نہیں ہوا۔ ظاہر ہے کہ کس بیدردی کے ساتھ جرم قتل کا ارتکاب کیا تھا۔ یہ محض جانس تھا کہ قاتل کیڑا گیا اور انگریزی کیونٹی کی قدر دانی کو آئرن ہے کہ جس جمہور محمد رمضان نے اسکو جھانگے ہوئے پکڑا تھا ایک ہزار روپیہ انعام دیا اور اسکی عزت میں ایک پڑا جلا کیلہ وہ قاتل کو مار لی کا بازار تھا۔ جب منہ وہاں قتل سے باز نہ آیا تو یہ محض کوہ تھا اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر اسکا جرم بھی پکڑا جاسے تو آریہ سلج بھی گرفتار کنندہ کی قدر دانی کر سکتی ہے لیکن

یہ قدر دانی اس پنج کا عشر عشر بھی نہیں ہے جو اس سخت افسوسک بنگہ پولیس کے لئے کہنا پڑے تو اول درجہ کے شرمناک واقعہ سے ذہن عام میں پایا جاتا ہے۔ اس قسم کے واقعات کے مجدد اہل لاہور کو زندگی کا بھر دہ کرنے سے اور بھی ہاتھ دھو ڈالنا پڑیگا۔ موجودہ تعلیم کا نتیجہ اگر کچھ ہے تو یہ ہے کہ دنیا بھی سچ ہے۔ یہ تمام نظام اور سامان کے وجود کی گواہی دیتا ہے۔ دنیا پنج روزہ مزدور ہے کیونکہ دنیا کے ساتھ ہی دن ہیں۔ ایک دن پیدا ہونے کا ہے اور ایک دن مرنے کا ہے اور پنج دن کی زندگی ہے۔ لیکن تاہم ہے تو سہی۔ لیکن کہاں ہے؟ آریہ مسافر لیکچر سے پوچھئے اور یا ان سے کہنا وہ لیڈر تھا۔ اگر ذاتیات کو عام راسے میں دخل دینے لگیں تو معتدل ایک ایسے شخص تھے کہ اکثر اہل اسلام جنہوں نے انکی کتابیں پڑیں اور اکثر اہل ہندو جیکے ناموں اور بزرگوں کو ان سے پانی پی کر گایاں دیں انکے نام پر دس دس ہزار لائیں جیسے تھے۔ یہ صاحب بڑے مصنف تھے لیکن زیادہ تر یہ کہ مذاہب کی پاک باتوں کو بازیچہ اطفال بنایا اور برقی گولڈ کے پرامن سایہ سے بہترین فائدہ اٹھاتے تھے۔ اہل ہندو میں اب وہ ٹڈنسی پانی نہیں ہے کہ اپنے مذہب کی توہین نہیں اور آنکھوں میں خون آرتا ہے۔ یہ ایک شخص میں بدقسمتی ہے لیکن دوسرے معنوں میں بہت مفردی بھی ہے۔ قانون کا لاج ہر ایک حکومت میں چلا آیا ہے لیکن یہ قانون مقدم ہے کہ جو مذہبی خیالات کو بالاسے طلاق رکھتا ہے۔

ہنے لیکچر صاحب کی کتابوں کو نہیں دیکھا ہے لیکن تقریروں کو معلوم کیا ہے اور عام شہرت سے قید نکالا ہے۔ اگر انگریزی کے بغیر کوئی سلج اور ہوتا لیکچر صاحب کی ہرگز خیر نہیں تھی ٹھیک اسی طرح سے کہ جیسے مرزا قادیانی صاحب کی۔ اور ذوق اگر ہے تو یہ کہ ایک صاحب صرف کچ بجنی اور فضیلت کے دلداد تھے لیکن دوسرے صاحب ذاتی کو باتوں کا بھی دم رکھتے ہیں اور اس میدان غیب میں بھی غم ٹھیکتے ہیں۔

ظہن کی بات تھی کہ جیسے ایک عیسائی ڈپٹی صاحب کے مرزا صاحب آریہ مسافر صاحب کے ساتھ ایک سال کے اندر رہنے والی شرط برسی ہوئی۔ خدا کو وہ ہے کہ ہم مرزا صاحب

کی بارگاہ میں بے ادبی کا خیال بھی دل میں لایا۔ انکی اعمال انکے ہمراہ ہیں۔ وہ خود اپنے کردار کے چہرہ پر اپنے کردار کی طرف دیکھنا چاہتے۔ اور کون کونسا ایسے دعوے کر سکتا ہے اور اگر کوئی کرنا بھی ہے تو اسکو ماننا کون ہے؟ لیکن یہ واقعہ ہے کہ ایک عیسائی ڈپٹی صاحب کی نسبت پیشین گوئی فوت ہونے کی اور عیسائی مشرت کی گئی تھی اور اخباروں میں اسکی بہت چرچا تھی اور خدا خواستہ ان ایام میں اگر ڈپٹی صاحب کے ساتھ ایسا واقعہ ہو جاتا جسکا خیالہ لیکچر صاحب کو بھگتنا پڑا ہے اور اور صورت تھی؟

ہم کچھ سخت نفرت ہے کہ غیروں کے مذاہب کی مذمت میں اپنا وقت صرف کریں۔ اگر طاقت تحریر بھی ہے اور بغیر نگلیوں کی کھجلاوٹ کے رہنا نہیں جاتا ہے بہترین میدان یہ ہے کہ اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کی جاویں اور کچھ دالے اور پڑھنے والے خود ان خودیوں کو دیکھ کر مقتد ہو جائیں۔ اس سے بہتر ذریعہ تلقین مذاہب کا دوسرا مذہب لیکن آریہ سلج کا طریقہ بالکل برعکس ہے کہ دوسرے مذہب کو گایاں دینا۔ یہ طریقہ پادریوں کی تعلیم کا مفردی ہے لیکن اس طریق کو قبل اسکے کہ دوسروں پر برتا جائے اپنے ہی آبائی مذاہب کی بچھنی کرنے میں استعمال کیا اور جب دیکھا کہ اپنے نیا کر کے ہیں۔ اور مذاہب کی بھی پگڑیاں اتارنا شروع کیں۔ جو خور کرنے کی بات ہے کہ جس دلیل ہارنی سے اپنے ہی مذہب کو کاٹ ڈالا اسکا اثر غیر مذاہب پر کیا ہو سکتا ہے؟ اگر اپنے مادری اور پدری مذہب کے اصولوں کی بابت اس قسم کی اعلیٰ درجہ کی شرمناک حالت سر عام چکتی ہے تو دوسرے مذاہب کے واقعات کی کیا نمائی خراب ہوگی؟ کسی کے مذہب کا سمجھنا اسلئے نہایت مشکل ہے کہ جو سمجھنے کی مقدرت رکھتا ہے وہ اپنے ہی مذہب میں بے بس ہو جاتا ہے۔ اگر ہے تو یہاں بھی ہے اور اگر نہیں ہے تو کس بھی نہیں ہے۔ ہم اسلام کی خوبی کو کبھی نہیں سمجھیں گے تا وقتیکہ خود مسلمان ہو جائیں اور جو وقت ایسا کریں گے وہاں بھی خود کی اپنی لازم آئیگی؟

لیکن یہ باتیں ذاتیات سے متعلق ہیں حالانکہ ہم اس درودات قتل کو انتظامی نظر سے دیکھتے ہیں۔ کیسے اندھ کی بات ہے کہ اس قسم کا خون عین شہر کے اندر روز روشن

# اجتماع

لاہور :- دوشنبہ - ۱۵ مارچ ۱۹۹۷ء

**پہنڈت لیکھراج کا قتل اور روسا اہل اسلام کو**  
 ہمیں سخت انوس کے ساتھ اظہار کرنا پڑتا ہے کہ پہنڈت لیکھراج کے قتل کے درذناک وقوع سے اہل اسلام کے گروہ پر قدرتی طور پر اچکل حکام کے دل میں بڑھاری شک پیدا ہو رہی ہے۔ اور اس شک کی آفت میں خصوصاً اہل اسلام کے سربراہ اور وہ اصحاب گرفتار ہیں + پہنڈت لیکھراج کے قتل کے متعلق بدستوری سے کسی ایک ایسے معاملات ساتھ ملتے جلتے ہیں کہ جس سے حکام کے دل میں اس شخص کو اور تقویت ہوتی ہے + اول بھی غور سے ہی دن ہو گا کہ وہی میں بڑے زور و شور اور جوش میں کے ساتھ ایک مقدمہ اہل اسلام کی طرف سے پہنڈت لیکھراج پر توہین مذہبی کا دایہ کیا گیا تھا جس کے متعلق بذریعہ تاجروں کے بڑا شور و غوغا انگریزی اجنڈات میں بچایا گیا تھا کہ اہل اسلام ہنایت برائگی اور مشتعل ہیں ان تحریروں کے لئے جو پہنڈت لیکھراج نے اپنی تصانیف میں اہل اسلام کے خلاف دج کی ہیں + اگرچہ صحیح ہے کہ یہ تحریروں ہنایت سخت تھیں لیکن مجسٹریٹ صاحب دہلی نے یہ معلوم کر کے کہ جن تحریروں کے جواب میں یہ لکھا گیا ہے وہ اس جبر تھیں اور جب کتب اہل اسلام میں ایسے اشتعال طبع دینے والے جلتے ہوئے اور آری لوگوں پر سکے گئے ہیں تو ان کے جواب میں پہنڈت لیکھراج کا لکھنا جرم کی حد میں نہیں آتا۔ لہذا عدالت نے مقدمہ خارج کر دیا + اس مقدمہ کے دایرہ ہوتے ہی چاروں طرف بذریعہ تاجروں کے غوغا بچایا گیا تھا کہ اہل اسلام میں سخت اشتعال پھیلنا ہوا ہے۔ لیکن لیڈران اسلام کو روکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جب اتنے زور و شور سے یہ مقدمہ چلایا گیا تھا تو اسکا اسطرح جھٹ پٹ خارج کیا جاتا بلاشبہ سخت ناامیدی کا باعث اہل اسلام کے لئے ہوا ہوگا کہ اسکے ساتھ ہی جناب مرزا غلام احمد دوانی صاحب کی پیشین گوئی یا داتی ہے کہ انہوں نے کہا تھا کہ لیکھراج ایسی موت سے مرگیا جو قدرتی نہ ہوگی۔ کوئی بخاریا یا جاسوسی نہیں ہوگا بلکہ ایسی موت سے مرگیا جو ہنایت خراب موت

ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور مرزا صاحب پر جو الزام غلام کی طرف سے ہوا تھا وہ صحیح نکلا + اسکے ساتھ ہی یہ دیکھتے ہیں کہ داعی ایک ایسے شخص نے پہنڈت صاحب کو اس بڑے خاندان سے مار ڈالا جو خود کو مسلمان ظاہر کرتا تھا اور کئی دن سے انکے پاس آتا تھا اور انکا اعتبار حاصل کرکے اسنے یہ پرے لے دیا کہ بڑا دلانا اور نالایق اور بے ایمانی سے بھر ہوا قتل کیا + علاوہ ان میں یہ بھی شکایا ہے کہ کبھی میں بھی کوئی ناش پہنڈت لیکھراج پر کرنے کی تیاری ہو رہی تھی۔ وغیرہ + ان حالات کو جب ایک سلسلہ میں جوڑتے ہیں تو حکام کو یہ خیال پیدا ہونا قدرتی ہے کہ اہل اسلام کی سازش سے یہ قتل وقوع میں آیا۔ اور حکام کا یہ فہم ہوگا کہ وہ اس امر کو فرض کر کے اس قتل کی تحقیقات میں کوشاں ہوں۔ ان خیال سے ہم دیکھتے ہیں کہ تاریخ کو انجمن حمایت اسلام مکان کراچ وغیرہ کا محاصرہ پولیس نے کر کے پوری تلاشی لی۔ اور بھی کئی ایک مہترین روسا کے مکانات کی تلاشی لی گئی ہے اور ابھی نہیں معلوم کہ اور کتنے اس آفت میں گرفتار ہوئے + حکام منتظم کو اس شبہہ کرنے سے کوئی باز نہیں رکھ سکتا کہ اس قتل میں کئی ایک سرگندہ لوگوں کی سازش ہے کیونکہ بلا اسکے نامکن ہے کہ اسطرح ایک مسلمان جرات کر کے روز روشن میں خون رڈھے اور پھر کچھ بھی نہ بھاؤ اور گم بھی ہو جاوے + تا وقتیکہ اسکو کسی کی ادا کا بھروسہ نہیں تھا وہ کیونکر ایسے قتل کا مرتکب ہو سکتا تھا + اگر غازی بن کے جوش میں کوئی شخص کسی کو قتل کرے تو اسکا رویہ ہرگز نہیں ہوتا۔ شہید ہونے کی نیت سے جو پیمانہ آوے وہ یہ نہیں دیکھتا کہ کسی خاص شخص پر وار کرے بلکہ جو "کافر" سامنے آوے وہی اسکے لئے شہادت حاصل کرنے کا کافی ذریعہ ہے + مسزینڈت کو اگر ایک پیمانہ نہ مارا تو اسے کوئی خاص نظر اسپر نہیں رکھی ہوتی تھی۔ اگر مسزینڈت کے برے کسی اور صاحب یا ہم پر اسے وار کرنے کا موقع ملتا تو وہ ایسا ہی کرتا۔ اور اسے جو کام کیا ان کی آن میں کیا۔ لیکن پہنڈت لیکھراج کا قتل خصوصیت کے ساتھ تیاری کرنے کے بعد ہوا ہے۔ خاص جبکہ اسکو نشانہ بنایا گیا۔ غرضہ کی تیاری کی گئی۔ قاتل نے کئی مہینے انتظار کیا اور خوب تاک کر موقع ڈھونڈھا اور خاص اس شخص کو مارا کہ جسے اہل اسلام کے خلاف کتب تصنیف کی تھیں جبریل ہدایا

نے زور و شور سے مقدمہ قائم کیا تھا جس میں مجب نہیں کہ اسے سے لوگوں نے جذبہ دیا جو۔ اور جسکے مرنے کی نسبت ایک خاص شخص کی پیشین گوئی تھی + پس حکام کا شک کرنا کہ بہت اہل اسلام کی سازش سے یہ حرکت ہوئی کسی صورت سے غیر واجب خیال نہیں کیا جا سکتا + پھر قاتل کا اپنا کام تمام کر کے اسطرح بھاگ جانا اور غائب ہونا قدرتی شک پیدا کرتا ہے کہ اگر کسی نے کسی نزدیک کتات ہی میں اسکو پناہ نہیں دی تو وہ کیسے کم ہوگی۔ اور یہ پناہ دینا اس شک کو اور گہرا کرتا ہے کہ اس سازش میں ہر کوئی لوگ شامل ہوئے + ہم روسا اہل اسلام کی پہلے درجہ کی بدستوری خیال کرتے ہیں کہ یہ واردات قتل ایسی حالتوں میں وقوع میں آئی ہے + حکام کے لئے یہ پرے نہ دہرے کی نالایق ہوگی اگر وہ ایسی واردات کا پتہ لگانے میں پوری کوشش نہ کریں اور حکام کی لیاقت پر بیک کیرٹ سے سخت دھتکہ بھجا جاوے اگر وہ اس میں کامیاب ہوکر زندہ یا مردہ قاتل کا پتہ نہ لگاویں + پس حکام اپنی طرف سے مجبور ہیں۔ اگر وہ زور و شور کے ساتھ تحقیقات نہ کریں تو پابک کے سامنے اور اپنے اعلیٰ حکام اور کونٹ کے سامنے نالایق قرار دے جاویں گے اور خود انکا انٹشن انکو محنت کرنا کہ جس حفاظت عامہ کے لئے وہ اسقدر تجوا میں پاتے ہیں اسکا اسطرح ستیا ناس ہو۔ دوسری طرف سے وہ مجبور ہیں کہ جو حالات اس قتل کے ظاہر ہیں اگر انکے روستے سلسلہ جنبانی کریں تو ایک بڑے گروہ اہل اسلام پر شک کرنا پڑتا ہے جس میں بدستوری سے بڑے بڑے سرگندہ لوگ بھی شامل ہیں۔ پس ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس صورت میں کتنے بڑے گروہوں میں آگ لگی ہے + پس ہم ہنایت نیک نیتی کے ساتھ روسا اہل اسلام کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ اگر اپنے آپ کو شک و شبہہ کے تاریک کنارے سے بچانا چاہتے ہیں تو حکام اور ذریعہ آریہ سماج سے کسی ذریعہ پر بھروسہ نہ کرنا چاہئے کیونکہ کوشش کریں اور جہانگیر بن پڑے اسکے گرفتار کرنے میں مددیں جہاں ہو سکے اسکو تلاش کریں اور پیش کریں فقط اسی ایک امر سے انکی صفائی ہو سکتی ہے وہ درہم انکی طرف سے حکام کے دل میں بدستوری کچھ ناموزوں شبہہ بنا رہا ہوگی



۳۷۷  
کتابیات

- ۱- روحانی خزائن مکمل سیٹ۔
- ۲- ملفوظات از حضرت مسیح موعود علیہ السلام مکمل سیٹ طبع جدید۔
- ۳- مجموعہ اشتہارات ہر تین جلدیں ناشر الشکر کتبہ الاسلامیہ
- ۴- تاریخ احمدیت جلد ۲ از مولانا دوست محمد شاہد
- ۵- لاہور تاریخ احمدیت از شیخ عبدالقادر سابق سوداگر مل مطبع وطن پرنٹنگ پریس لاہور
- ۶- حیات طیبہ از عبدالقادر سابق سوداگر مل ایڈیشن دوم ۴ مارچ ۱۹۶۰ء
- ۷- سیرت مسیح موعود علیہ السلام از یعقوب علی عرفانی طبع ۱۲ مئی ۱۹۲۴ء مطبع خواجہ پریس پٹالہ۔
- ۸- سلسلہ احمدیہ از حضرت مرزا بشیر احمد ایم اے۔ دسمبر ۱۹۳۹ء
- ۹- سوانح فضل عمر از حضرت مرزا طاہر احمد جلد اول طبع اول ناشر فضل عمر فاؤنڈیشن
- ۱۰- مجدد اعظم حصہ اول از جناب ڈاکٹر بشارت احمد بار اول طبع دسمبر ۱۹۳۹ء
- ۱۱- پنڈت لیکھ رام پشاور کی موت از سید احمد علی شاہ نائب ناظر اصلاح و ارشاد
- ۱۲- اخبار فاروق قادیان احمد نمبر مورخہ ۶ مارچ ۱۹۲۶ء جلد ۱۰ شماره ۳۳-۳۶
- ۱۳- اخبار فاروق قادیان ۷ مارچ ۱۹۳۱ء جلد ۱۵ نمبر ۴۴
- ۱۴- انیسویں صدی کا بلیدان از میر قاسم علی صاحب۔ فاروق قادیان۔ احمد نمبر ۶ مارچ ۱۹۲۶ء
- ۱۵- پنڈت لیکھ رام کا واقعہ قتل از غلام نبی ایڈیٹر الفضل از الفضل ۳۱ اگست

- ۳۱- لاہور کی روحانی قدریں از حنیف احمد محمود مرہی ضلع لاہور
- ۱۷- ہفت روزہ "احسان" تقاضے پہلی کیشنز ایڈیٹر شاہ جہانپوری
- (i) ۱۵ ستمبر ۱۹۸۸ء شماره نمبر ۱۸
- (ii) یکم نومبر ۱۹۸۸ء جلد ۸ شماره نمبر ۲۴
- (iii) ۳۰ نومبر ۱۹۸۸ء شماره نمبر ۲۷
- ۱۸- تفسیر کبیر از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد مصلح موعود جلد اول
- ۱۹- حقائق الفرقان جلد اول از حضرت مولانا نور الدین خلیفہ اول
- ۲۰- یاد رفتگان حصہ اول ناشر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور
- ۲۱- سوامی شردہانند کا حسرت ناک قتل، از شیخ محمد اسماعیل پانی پتی، از فاروق ۲۰، جنوری ۱۹۲۷ء
- ۲۲- اخبار عام لاہور ۱۸۹۷ء

### کتب ہندو ازم

- ۲۳- کلیات آریہ مسافر (لیکھ رام کی ۳۳ کتب کا مجموعہ) مطبع رائے منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز مفید عام لاہور طبع اول
- ۲۴- سر بکف مسافر یا بہادر لیکھ رام از مہاشہ آشفٹہ امرتسری جرنلٹ لاہور نومبر ۱۹۱۲ء بار اول
- ۲۵- ماہنامہ آریہ مسافر جلد نمبر ۱۱ شماره نمبر ۵، جنوری ۱۹۰۹ء
- ۲۶- ستیارتھ پرکاش از سوامی دیانند اردو ترجمہ چھوٹی ایم اے مطبوعہ مرکز مائل پریس لاہور۔ بارہواں ایڈیشن ۸ اکتوبر ۱۹۴۳ء

# فہرست کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جن میں لیکھ رام کا ذکر ہے

یہاں قارئین کی سہولت کی خاطر جناب مرزا غلام احمد قادیانی مسیح پاک کی کتب کی فہرست دی جا رہی ہے۔ جن میں لیکھ رام یا اس کی ہیٹھ کوئی کے بارہ میں اجمالاً یا تفصیلاً ذکر ہے۔

- |                              |                           |
|------------------------------|---------------------------|
| ۱- براہین احمدیہ ہر پانچ حصص | ۱۵- راز حقیقت             |
| ۲- سرمہ چشم آریہ             | ۱۶- کشف الغطاء            |
| ۳- شخہ حق                    | ۱۷- ایام الصلاح           |
| ۴- سبز اشتہار                | ۱۸- تریاق القلوب          |
| ۵- آئینہ کمالات اسلام        | ۱۹- تحفہ غزنویہ           |
| ۶- برکات الدعاء              | ۲۰- تحفہ گولڑویہ          |
| ۷- شہادۃ القرآن              | ۲۱- نزول المسیح           |
| ۸- کرامات الصادقین           | ۲۲- اعجاز مسیح            |
| ۹- سنن الرحمن                | ۲۳- نسیم دعوت             |
| ۱۰- سراج منیر                | ۲۴- تذکرۃ الشہادتین       |
| ۱۱- استفتاء                  | ۲۵- لیکچر لدھیانہ         |
| ۱۲- حجۃ اللہ                 | ۲۶- قادیان کے آریہ اور ہم |
| ۱۳- کتاب البریہ              | ۲۷- حقیقتہ الوحی          |
| ۱۴- ابلاغ (فریاد درد)        | ۲۸- چشمہ معرفت            |

۲۸۰  
فہرست اشتہارات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

یہاں ان اشتہارات کی فہرست بھی مہیا کی جا رہی ہے جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لیکھ رام یا آریوں کو مخاطب فرمایا یا اس عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر فرمایا:

۱۔ اشتہار تصنیف کتاب براہین احمدیہ بہجت اطلاع جمیع عاشقان صدق و انتظام سرمایہ طبع کتاب (دس ہزار روپے انعام کا اشتہار) مجموعہ اشتہارات جلد اول

صفحہ ۱۸

۲۔ اشتہار بابت قادیان میں آگر ایک سال ٹھہریں اور نشان دیکھیں

صفحہ ۲۰

۳۔ اشتہار جس میں منشی اندر من مراد آبادی کو مخاطب فرمایا

صفحہ ۵۸

۴۔ اعلان بنام اندر من

صفحہ ۶۰

۵۔ اشتہار بابت انعام ۱۰ ہزار روپیہ

صفحہ ۷۲

۶۔ التماس ضروری از مولف کتاب

صفحہ ۸۲

۷۔ نامہ مرزا غلام احمد بجواب خط ساہوکاران

صفحہ ۹۵

قادیان

۸۔ ضمیمہ اخبار ریاض ہند امرتسر مطبوعہ یکم مارچ

صفحہ ۹۷

۱۸۸۶ء بابت رسالہ سراج منیر مشتمل بر نشانہائے

رب تقدیر

۹۔ اشتہار صداقت انوار بغرض دعوت مقابلہ چہل

صفحہ ۱۱۸

روزہ

- ۱۰- اشتہار انعامی پانچ سو روپیہ صفحہ ۱۳۳
- ۱۱- اعلان بابت جواب سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۳۶
- ۱۲- ایک پیشگوئی پیش از وقوع کا اشتہار صفحہ ۱۵۳
- ۱۳- اشتہار عجب نوریت در جان محمد - لیکھ رام  
پشوری کی نسبت ایک پیشگوئی صفحہ ۳۷۱
- ۱۴- نمونہ دعائے مستجاب انیس ہند میرٹھ اور ہماری  
پیشگوئی پر اعتراض صفحہ ۳۸۴
- ۱۵- لیکھ رام پشوری کی نسبت ایک اور خبر کشفی نظارہ صفحہ ۳۸۷

### مجموعہ اشتہارات حصہ دوم

- ۱۶- آریہ صاحبوں کے ملاحظہ کے لئے ایک ضروری  
اشتہار بابت نیوگ صفحہ ۱۳۸
- ۱۷- مبارک باد - مبارک باد صفحہ ۱۳۶
- ۱۸- نوٹس بنام آریہ صاحبان و دیگر صاحبان صفحہ ۱۵۰
- ۱۹- باعث تالیف آریہ دھرم دست بچن صفحہ ۲۱۳
- ۲۰- اشتہار واجب الاظہار (فارسی) صفحہ ۳۱۸
- ۲۱- کرامت گرچہ بے نام و نشان است صفحہ ۳۳۶
- ۲۲- بنگر کہ آل موید من شیخ نجف را صفحہ ۳۳۸
- ۲۳- سید احمد خان کے سی ایس آئی صفحہ ۳۳۹
- ۲۴- لیکھ رام کی موت کے متعلق آریوں کے خیالات صفحہ ۳۴۲
- ۲۵- عریضہ بعالی خدمت گورنمنٹ عالیہ انگریزی صفحہ ۳۶۶

- ۲۶- قرآن شریف کی آیت ان اللہ مع الذین اتقوا  
والذین ہم محسنون۔ گنگابشن کی شرائط  
صفحہ ۳۷۷
- ۲۷- لیکھ رام کے قتل کے متعلق۔ گھر کی تلاشی  
صفحہ ۳۸۱
- ۲۸- لالہ گنگابشن صاحب کی مرنے کے لئے درخواست  
صفحہ ۳۸۵
- ۲۹- لالہ گنگابشن  
صفحہ ۴۰۱
- ۳۰- اشتہار واجب الاظہار بنام شیخ محمد حسین بالوی۔  
صفحہ ۴۰۵  
گنگابشن

### مجموعہ اشتہارات حصہ سوم

- ۳۱- نقل اس ڈیفنس کی جو انگریزی میں چھاپا گیا  
صفحہ ۱۱۵
- ۳۲- اعلان  
صفحہ ۵۶۱
- ۳۳- بخدمت آریہ صاحبان  
صفحہ ۵۷۰

اس کے علاوہ آٹھ اشتہارات مصلح موعود کی پیدائش کے بارہ میں ہیں جو اس  
مضمون سے متعلقہ ہیں۔

# شکریہ احباب

خوبصورت قول رسول من لم يشكر الناس لا يشكر الله پر عمل کرتے ہوئے میں ضروری خیال کرتا ہوں کہ ان احباب کے اسماء گرامی سے قارئین کو بھی آگاہ کر دوں جنہوں نے میری اس عملی کاوش میں بھرپور مخلصانہ تعاون فرمایا ہے۔ تا مطالعہ کے وقت یہ احباب بھی قارئین کی دعاؤں میں شامل رہیں۔

## EDIT کرنے میں تعاون

○ ○ جناب انسار روڈانچ

○ ○ جناب بشیر الدین احمد

## پروف ریڈنگ میں تعاون

○ ○ جناب مغفور احمد قمر

○ ○ جناب چوہدری محمد شریف

○ ○ محترمہ زکیہ فردوس

## مواد مہیا کرنے میں تعاون

○ ○ جناب میاں فاروق احمد خان

○ ○ جناب ملک غلام نبی آف ملتان

○ ○ جناب ملک زبیر احمد

○ ○ جناب عامر محمود

○ ○ جناب منصور احمد

○ ○ جناب مرزا ندیم احمد آرٹسٹ

”میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچے دل سے پیروی کرنا اور آپ سے محبت رکھنا انجام کار انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے۔ اس طرح پر کہ خود اس کے دل میں محبت الہی کی ایک سوزش پیدا کر دیتا ہے۔ تب ایسا شخص ہر ایک چیز سے دل برداشتہ ہو کر خدا کی طرف جھک جاتا ہے اور اس کا انس اور شوق صرف خدا تعالیٰ سے باقی رہ جاتا ہے۔ تب محبت الہی کی ایک خاص تجلی اس پر پڑتی ہے اور اس کو ایک پورا رنگ عشق اور محبت کا دے کر قوی جذبہ کے ساتھ اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ تب جذبات نفسانیہ پر وہ غالب آجاتا ہے اور اس کی تائید اور نصرت میں ہر ایک پہلو سے خدا تعالیٰ کے خارق عادت افعال نشانوں کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔“

(حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام)